فتاوى كبار العلماء في التصوير

باللغة الأردية

تقــــديم

الشيخ/صالح بن فوزان الفوزان حفظه الله

عضو هيئة كبار العلماء

الشيخ/عبد الله بن عبد الرحمن الجبرين رحمه الله

عضو الإفتاء سابقاً

تأليـــف

عبد الرحمن بن سعد بن علي الشثري

تصویر

کبار علمائے کرام کے فتاویٰ کی روشنی میں

تالیف

فضیلۃ الشیخ عبدالرحمان بن سعد الشثری

تقدیم

فضیلۃ الشیخ صالح بن فوزان الفوزان حفظہ اللہ

فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن عبدالرحمن الجبرین رحمہ اللہ

ترجمہ

فضیلۃ الشیخ محمد فیصل الرحمن ہزاروی حفظہ اللہ

نظر ثانی

فضیلۃ الشیخ حافظ عبداللہ سلیم حفظہ اللہ

فہرست مضامین

نصیحت

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''فتنہ دلوں پر پیش کیا جاتا ہے، جو دل اسے قبول کر لیتا ہے اس پر ایک کالا داغ لگا دیا جاتا ہے اور جو دل اسے ماننے سے انکار کر دیتا ہے، اس پر سفید نشان لگا دیا جاتا ہے۔ اگر تم میں سے کوئی یہ جاننا چاہے کہ اس پر کوئی فتنہ آیا ہے یا نہیں تو وہ یہ دیکھے: کہیں وہ کسی ایسی شے کو حلال تو نہیں سمجھتا جسے وہ پہلے وہ حرام سمجھا کرتا تھا۔ اگر ایسا ہو تو سمجھ لے کہ اسے فتنہ جکڑ چکا ہے۔''[1]

---

[1] المستدرك للحاكم، رقم الحديث (٨٥٠٩) حلية الأولياء لأبي نعيم (١/ ٢٧٢)

تقدیم

فضیلۃ الشیخ علامہ صالح بن فوزان حفظہ اللہ
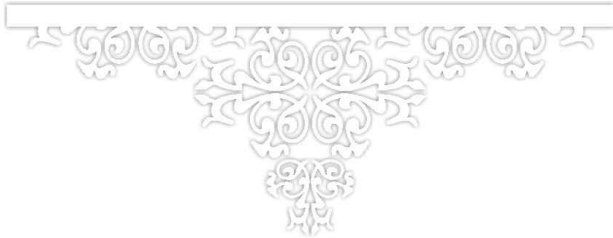
بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں نے یہ کتاب ''تصویر، کبار علما کے فتاویٰ کی روشنی میں'' پڑھی ہے جسے شیخ عبدالرحمٰن سعد الشثری نے جمع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر عطا فرمائے، میں نے اسے بڑی قیمتی اور مفید کتاب پایا ہے جو ایک ایسے موضوع سے متعلق ہے جس میں لوگوں کی ایک کثیر تعداد تساہل اور غفلت کا شکار ہے، حالانکہ تصویر کا مسئلہ نہایت ہی سنگین اور خطرناک معاملہ ہے۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ اس کتاب کو لوگوں کے لیے نفع رسانی کا باعث بنائے اور اسے تیار کرنے والے اور نشر کرنے والے کے لیے اجر و ثواب کا ذریعہ بنائے۔ آمین

وصلّی اللّٰہ وسلم علیٰ نبینا محمد وآلہ وصحبہ.

کتبہ

صالح بن فوزان الفوزان

عضو هيئة كبار العلماء

۹/ ۸/ ۱۴۲۸ھ

تقدیم

فضیلۃ الشیخ علامہ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الجبرین رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله وآله وصحبه.

وبعد:

یہ مسئلۂ تصویر کے متعلق ایک نہایت قیمتی اور مفید رسالہ ہے جس میں مولف ـوفقه الله تعالىٰـ نے بڑی تفصیل کے ساتھ زیرِ بحث موضوع سے متعلق دلائل اور قدیم و جدید علما کے فتاویٰ پیش کیے ہیں، یقیناً انھوں نے بہت ہی عمدہ اور مفید کام کیا ہے۔

وصلّى الله وسلم علىٰ نبينا محمد وآله وصحبه وسلّم.

کتبه

عبدالله بن عبدالرحمن الجبرين

۱۴۲۹/۵/۱۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرضِ مؤلف

مسئلۂ تصویر کا توحید کے ساتھ یک گونہ تعلق ہے، کیونکہ یہ زندہ چیزوں کی تصاویر ہی تھیں جن کی وجہ سے بنو آدم میں شرک کا آغاز ہوا تھا اور آج عموماً مسلمان اس مسئلے سے دو چار ہیں، بنا بریں اس بات کی اہم ضرورت ہے کہ تصویر اور فوٹو گرافی کے متعلق علما کے فتاویٰ جمع کرنے کی سعی کی جائے۔

چوں کہ مسئلۂ تصویر میں ہمیں بہت سی تفصیلات اور جزئیات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس لیے اس بات کی شدید ضرورت تھی کہ ان متفرق مسائل کو ایک مستقل کتاب میں جمع کیا جائے، اس لیے میں نے اللہ تعالیٰ سے توفیق اور مدد طلب کرتے ہوئے اس سلسلے میں زیرِ نظر کتاب میں اہلِ علم کے فتاویٰ اور اقوال جمع کیے ہیں اور میں اپنے استاذ علامہ صالح فوزان حفظہ اللہ کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے یہ کتاب پڑھی، اس پر مقدمہ لکھا اور میری حوصلہ افزائی کی۔ اللہ تعالیٰ انھیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

وصلى الله وسلم علىٰ سيدنَا وحبيبنا وقدوتنا محمد وآله وصحبه.

پہلی فصل:

کیمرے کی تصویر کا حکم

❀ دیارِ سعودیہ کے مفتی، اسلامی امور کے نگران، چیف جسٹس الشیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ آلِ شیخ (المتوفی ۱۳۸۹ھ):

ہر جاندار کی تصور جائز نہیں، اس معاملے میں سایہ دار اور بے سایہ سب چیزیں برابر ہیں۔ اسی طرح کپڑوں، دیواروں، فرشوں اور اوراق وغیرہ میں ہونے کے معاملے میں بھی کوئی فرق نہیں۔

یہ وہ مسئلہ ہے جس پر صحیح احادیث دلالت کرتی ہیں، مثلاً: صحیح البخاری میں مسروق رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَاباً يَّوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ»[1]

''بلاشبہہ قیامت کے دن سب لوگوں سے سخت عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ الَّذِيْنَ يَصْنَعُوْنَ هٰذِهِ الصُّوَرَ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ»[2]

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦٠٦) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٩)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦٠٧) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٨)

''بلاشبہہ وہ لوگ جو یہ تصویریں بناتے ہیں، قیامت کے دن عذاب دیے جائیں گے، انھیں کہا جائے گا: اسے زندہ کرو، جسے تم نے پیدا کیا ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فِي الدُّنْيَا كُلِّفَ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ»[1]

''جس نے دنیا میں کوئی تصویر بنائی، اسے اس میں روح پھونکنے کا مکلّف بنایا جائے گا، جب کہ وہ ایسا نہیں کر پائے گا۔''

پس مذکورہ صحیح احادیث اور ان جیسی مزید احادیث اپنے عموم کے ساتھ تصویر کے مطلقاً ممنوع ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ اگر اس باب میں مذکورہ احادیث کے علاوہ نہ بھی ہوتیں تو مطلقاً ممانعت کے لیے بطور حجت یہی کافی تھیں۔ یہ کیسے نہ ہو، جب کہ ایسی احادیث بھی موجود ہیں جو ان چیزوں کی تصاویر سے بھی روکتی ہیں جن کا سایہ نہیں ہوتا، جن سے بعض درج ذیل ہیں:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے صحیح بخاری میں مروی ہے کہ انھوں نے ایک تکیہ خریدا جس میں کچھ تصاویر تھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور دروازے میں کھڑے ہوگئے، اندر داخل نہیں ہوئے (یہ دیکھ کر) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ''میں اللہ کے حضور اس گناہ سے توبہ کرتی ہوں جو مجھ سے سرزد ہوا ہے!'' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''یہ تکیہ کیسا ہے؟'' میں نے کہا: ''آپ کے بیٹھنے اور ٹیک لگانے کے لیے ہے۔'' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلاشبہہ یہ تصویریں بنانے والے قیامت کے دن عذاب

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦١٨) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١١٠)

دیے جائیں گے۔ انھیں کہا جائے گا: اسے زندہ کرو جو تم نے بنایا ہے اور بلاشبہہ فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویریں ہوں۔"[1]

ترمذی اور ابن حبان میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جبریل میرے پاس آئے اور کہنے لگے: میں آپ کے پاس گذشتہ رات آیا تھا، لیکن مجھے دروازے پر بنی تصاویر نے روک دیا تھا اور گھر میں ایک پردہ ہے جس میں کچھ تصویریں ہیں اور گھر میں ایک کتا ہے، لہٰذا آپ حکم دیں کہ دروازے پر بنی تصاویر کے سروں کو مٹا کر درختوں کی مانند کر دیا جائے، پردے کے متعلق حکم دیں کہ اسے پھاڑ کر اس سے دو تکیے بنا دیے جائیں، جو دورانِ استعمال میں روندے جائیں اور کتے کے متعلق حکم دیں کہ اسے نکال دیا جائے۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔[2] (اسے امام ترمذی نے صحیح قرار دیا ہے)

صحیح مسلم میں سعید بن ابو الحسن سے روایت ہے، انھوں نے کہا: ایک آدمی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور کہا: میں تصویریں بنانے کا کام کرتا ہوں، اس بارے میں مجھے فتویٰ درکار ہے؟ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس سے کہا: میرے قریب ہو۔ وہ قدرے قریب ہوا تو آپ نے فرمایا: اور قریب ہو۔ وہ قریب ہوا تو آپ نے اسے مزید قریب کر کے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: میں تجھے وہ بات بتاتا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ہر تصویر بنانے والا آگ میں ہے، اس کے لیے اس کی بنائی ہوئی

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (١٩٩٩) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٧)

[2] سنن أبي داود، رقم الحديث (٤١٥٨) سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٨٠٦) صحيح ابن حبان (١٣/ ١٦٥)

ہر تصویر کے بدلے ایک نفس ہوگا جو اسے جہنم میں عذاب دے گا۔“

یہ کہہ کر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرمانے لگے: اگر تو نے لازمی طور پر یہی کام کرنا ہے تو درختوں کی یا ایسی چیزوں کی تصویریں بنا جن میں روح نہیں ہوتی۔[1]

سنن ابی داود میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے سال وادیِ بطحاء میں ٹھہرے ہوئے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ کعبہ جائیں اور وہاں موجود ہر تصویر ختم کر دیں۔ چناں چہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہر تصویر مٹا دی گئی تھی۔[2]

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ”تصویروں کو مٹانے کا بیان“ باب قائم کیا ہے، جس کے تحت عمران بن حطان کی روایت نقل کی ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے بتایا: بلاشبہہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کوئی ایسی چیز مٹائے بغیر نہیں چھوڑتے تھے جس میں صلیب یا تصویر ہوتی۔[3]

مذکورہ احادیث اور ان جیسی دوسری احادیث سے ائمہ اربعہ کے پیروکاروں اور دیگر اسلاف نے (سوائے چند ایک کے) تصویر کے حرام و ممنوع ہونے کا استدلال کیا ہے اور تمام تصاویر میں ممانعت کے عموم کا اعتبار کیا ہے، چاہے وہ کسی جسم کی صورت میں ہوں یا کسی ورق وغیرہ پر منقش ہوں یا دیواروں وغیرہ پر معلق آئینوں میں دیکھی جانے والی تصاویر کی مثل ہوں۔[4]

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢١١٢) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١١٠)

[2] سنن أبي داود، رقم الحديث (٤١٥٦) صحيح ابن حبان (١٣/ ١٦٨)

[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦٠٨)

[4] مجموع فتاویٰ محمد بن إبراهيم (١/ ١٨٣۔ ١٨٨)

❁ **فضیلۃ الشیخ عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۳۷۶ھ):**

”یہ مسئلہ بڑا واضح ہے کہ روح والی اشیا کی تصاویر جائز و حلال نہیں، جب کہ درختوں، محلات اور کشتیوں وغیرہ کی تصاویر جائز ہیں۔“ [1]

❁ **فضیلۃ الشیخ عبدالرحمٰن بن محمد بن قاسم رحمہ اللہ (المتوفی ۱۳۹۲ھ) فرماتے ہیں:**

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں تصویر (رکھنے) سے منع کیا ہے، اس لیے کہ اس سے فرشتوں کا گھر میں داخلہ بند ہو جاتا ہے اور انھیں بنانے سے بھی منع کیا ہے اور ان کا صانع وہ شخص ہے جو انھیں کسی بھی شکل میں ڈھالتا ہے۔ (ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے) [2]

اور صحیحین میں مروی ہے:

”فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس میں کتا یا تصویر ہو۔“ [3]

اور بخاری میں ہے:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کسی تصویر کو مٹائے بغیر نہیں چھوڑتے تھے۔“ [4]

اسی طرح ترمذی رحمہ اللہ نے اس روایت کو نقل کر کے صحیح قرار دیا ہے کہ میرے پاس جبریل آئے اور کہنے لگے: میں گذشتہ رات آیا تھا، لیکن مجھے اس گھر میں داخل ہونے سے جس میں آپ تھے ایک شخص کی تصویر نے روک دیا تھا اور گھر میں ایک پردہ ایسا تھا جس میں کئی ایک تصویریں تھیں... الخ۔“ [5]

---

[1] القواعد والأصول الجامعة والفروق والتقاسيم البديعة النافعة (ص: ١٥٥)

[2] سنن الترمذي، رقم الحديث (١٧٤٩)

[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (٣٠٥٣) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٦)

[4] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦٠٨)

[5] سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٨٠٦)

چناں چہ یہ احادیث تصویر کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہیں، جب کہ وہ حیوان کی ہو اور اس مسئلے پر اجماع قائم ہے۔ اسی طرح مرد و زن پر اس کا استعمال بھی حرام ہے، اس کے مرتکب کو جہنم کے عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔

صحیحین میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً منقول ہے:

''ہر مصور آگ میں ہے، اس کے لیے ہر تصویر کے بدلے ایک نفس بنایا جائے گا، جس کے ذریعے اسے جہنم میں عذاب دیا جائے گا۔'' [1]

لفظ صورت ہم مثل اور ہم شکل پر بولتے ہیں اور تصویر کشی کسی چیز کی صورت و شکل اور اس کے نقش و رسم کو مرتب کرنے کو کہتے ہیں۔

لہٰذا یہ ممانعت عام ہے، کپڑے اور ورق پر ہو یا کسی اور چیز پر۔ متعدد محدثین کا اس پر اجماع ہے۔ اکثر اہلِ علم اس کے قائل ہیں اور صریح و صحیح نصوص بھی اس کا تقاضا کرتی ہیں۔

تصویر کی تمام انواع پر لفظ تصویر کا اطلاق بھی اس کے عموم کا فائدہ دیتا ہے۔ تکیے والی حدیث، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تصویروں کو مٹانے والی حدیث اور دیگر بہت سی احادیث عموم کا فائدہ دیتی ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر بنانے والوں کو یہ فرما کر ڈرایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے، جو میرے پیدا کرنے کی طرح پیدا کرنا چاہے۔ ایسے لوگ کوئی دانہ یا کوئی ذرہ تو پیدا کر کے دکھائیں۔'' [2]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢١١٢) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١١٠)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦٠٩) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١١١)

''تصویر بنانے والوں کو روزِ قیامت عذاب ہوگا، انھیں کہا جائے گا تم نے جو بنایا تھا اسے زندہ کرو۔''[1]

صلیب بنانا اور اسے کپڑے وغیرہ پر لٹکانا یا منقش کرنا بھی حرام ہے، جس کی دلیل سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی چیز ایسی دیکھتے، جس میں صلیب ہوتی تو اسے مٹا دیتے تھے۔ (اسے ابو داود وغیرہ نے روایت کیا ہے)

یہ بھی یاد رہے کہ ایسے کپڑے میں نماز پڑھنا جائز نہیں، جس میں تصاویر ہوں۔ اس میں بتوں کو اٹھانے والے کی مشابہت ہے۔ ایسے ہی تصویر پر سجدہ کرنے والے کی تصویر کے پجاریوں کے ساتھ مشابہت ہوگی۔[2]

شیخ نے مزید فرمایا: حیوان کی تصویر بالاجماع حرام ہے اور غیر حیوان، مثلاً: درختوں اور بے جان اشیا کی تصاویر جائز ہیں۔ اس لیے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

''اگر تو نے لازمی طور پر تصویر کشی کرنی ہے تو درختوں اور بے جان چیزوں کی تصاویر بنا لے۔''[3]

البتہ جاندار اشیا اور ذی روح حیوان کی تصویر بہرحال حرام ہے جس کے متعدد دلائل پہلے ذکر کیے جا چکے ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حیوان کی تصویر کبیرہ گناہ ہے۔ وہ کسی حقیر جاندار کی ہو یا عظیم کی، درہم و دینار پر ہو یا کسی دیوار پر، کپڑے یا ورق پر ہو یا کسی اور چیز پر، اس کا کوئی مستقل وجود ہو یا نہ ہو،

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦٠٧) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٨)

[2] الإحكام شرح أصول الأحكام (١/ ١٦٨۔ ١٦٩)

[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢١١٢) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١١٠)

تمام صورتیں حرام ہونے میں برابر ہیں۔ اکثر محدثین اور اہلِ علم اس پر متفق ہیں۔

ہمارے شیخ کا بھی یہی موقف تھا، اس لیے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے:

''میں نے ایک پردہ لٹکایا، جس میں کچھ تصاویر تھیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھینچ کر اتار دیا۔''[1]

اس عموم کا فائدہ مسند احمد کی اس روایت سے بھی ہوتا ہے:

''آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بت کو توڑے بغیر اور کسی تصویر کو مسخ کیے بغیر نہیں چھوڑتے تھے۔''[2]

یہاں ''نَقَضَهُ'' کا لفظ بھی آیا ہے، جس کا معنی یہ ہوگا کہ تصویر مٹا دی اور کپڑا باقی چھوڑا۔ ایسے ''قَضَبَهُ'' کے لفظ کا معنی ہے: صلیب اور تصویر دونوں کے حرام ہونے میں الحاق ان کے اس اشتراک میں ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر ان دونوں کی عبادت کی جاتی ہے۔

تصویر والے کپڑے میں نماز فاسد نہیں ہوگی، اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز توڑی تھی نہ اسے دہرایا تھا، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیر کر فرمایا تھا:

''اس کی تصاویر نماز میں مسلسل میرے سامنے آتی رہی ہیں۔''

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو زائل کرنے کا حکم دیا تھا اور حدیث میں آتا ہے:

''مجھے بتوں کے توڑنے کا حکم دیا گیا ہے۔''

چناں چہ انھیں توڑنا اور مٹانا واجب ہے۔ تصویر کی جگہ شرک کا اڈا ہے اور امتوں کے شرک کی وجہ عموماً تصویریں اور قبریں ہوتی ہیں اور اگر تصویر کا اس قدر

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (١٩٩٩) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٧)

[2] مسند أحمد (١/ ٨٧) ضعيف الترغيب والترهيب (٢/ ١٤٨) اس کی سند میں ''ابو محمد الهذلی'' غیر موثوق راوی ہے۔

حصہ مٹا دیا جائے کہ اس کی پہچان محال ہو جائے تو مکروہ نہیں، مثلاً: سر مٹا دیا جائے یا بغیر سر کے تصویر ہو۔ اس کی دلیل مسند احمد، ابو داود اور ترمذی میں مروی وہ حدیث ہے جس میں جبریل علیہ السلام کے آپ کے پاس آنے سے رکاوٹ کا بیان ہے۔

جبریل علیہ السلام نے فرمایا تھا: ''آپ حکم دیں کہ دروازے پر بنی ہوئی تصویر کے سر کو ختم کر دیا جائے اور اسے درخت کی طرح کا بنا دیا جائے۔''[1] اس لیے کہ چہرے کا ذات پر اطلاق ہوتا ہے اور اسی پر تصویر کا لفظ بولا جاتا ہے۔ اسے دیکھنے والا ہی کہے گا: میں نے فلاں کی صورت دیکھی ہے، اس لیے کہ بقیہ اعضا عموماً لباس سے ڈھکے ہوتے ہیں۔

تصویر کا استعمال مذکر و مونث پر حرام ہے، مثلاً: لباس، پردوں اور دیوار وغیرہ پر لٹکانے میں۔ اس کی حرمت پر اجماع قائم ہے، لیکن انھیں بچھانا اور روندنے میں استعمال کرنا حرام نہیں، اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تکیے کو ٹیک لگانے کے لیے استعمال کیا تھا جس میں تصویر تھی۔ (تکیے کو ''مخدة'' اس لیے کہتے ہیں کہ اسے ''خد'' یعنی رخسار کے نیچے رکھا جاتا ہے)

اس تمام بحث کے پیشِ نظر بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان صریح و صحیح احادیث کے ظاہر کو عمل میں لایا جائے جو عموم پر دلالت کرتی ہیں۔[2]

❀ فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن سلیمان بن حمید (المتوفی: ۱۴۰۴ھ):

کھلی برائیوں سے ایک برائی ذی روح اشیا کی تصویریں ہیں، جو اشتہارات اور مجلّات وغیرہ میں موجود ہیں، یہ تصویریں بنانے والے لوگوں پر شدید وبال

---

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث (٤١٥٨) سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٨٠٦) صحيح ابن حبان (١٣/ ١٦٥)

[2] حاشية الروض المربع شرح زاد المستنقع (١/ ٥١٦۔ ٥١٨)

اور سخت عذاب کی وعید وارد ہوتی ہے.... یہ تصویریں ہر حال میں حرام ہیں، چاہے کپڑے میں ہوں یا کسی بچھونے میں، درہم و دینار میں ہوں یا کسی اور کرنسی میں، کسی برتن پر منقش ہوں یا کسی دیوار پر معلق ہوں، سایہ رکھنے والی ہوں یا بغیر سائے کے، تمام حالتوں میں ان کا حرام ہونا برابر ہے۔

اخبارات و رسائل، مجلّات اور تشہیر کے دیگر آلات و ذرائع سے ذی روح اشیا کی تصاویر ایسی برائی ہے جسے ختم کرنا مسلمانوں پر لازم ہے، علما نے یہ طے کیا ہے:

''تصویر دیکھنے والے شخص پر اسے مٹانا لازم ہے، جس کے نتیجے میں ہونے والے مالی نقصان کی اس پر کوئی چٹی اور تاوان نہیں اور جو شخص اپنی کمزوری یا فتنے کے ڈر سے ایسا نہیں کرسکتا، اس پر لازم ہے کہ وہ حاکم کو اس کی اطلاع دے کر اپنی ذمے داری پوری کرے۔''[1]

❁ مجلسِ قضائے اعلیٰ کے رئیس اور کبار علما کی کمیٹی کے اہم رکن فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن محمد بن حمید رحمہ اللہ (المتوفی: ۱۴۰۲ھ):

سوال حدیث نبوی میں آیا ہے: ''ہر تصویر بنانے والا آگ میں ہے۔''[2] ان تصویروں سے کیا مراد ہے؟

جواب تصویریں مجسم یعنی جسم رکھنے والی ہوں یا غیر مجسم اس حدیث کے عموم میں شامل ہیں، حتی کہ وہ بھی جو کسی ورق وغیرہ پر منقش ہوں۔ اگرچہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ ایک عکس ہے اور محض عکس کا اثر ہے اور صرف عکس کو

[1] الدرر السنية (١٥/ ٣١٦۔ ٣١٨)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢١١٢) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١١٠)

محفوظ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ انھوں نے یہ بات اس لیے کی کہ جب ضروریات زیادہ ہو جائیں تو احساس کم ہو جاتا ہے۔ ورنہ احادیث تو عکس اور بغیر عکس کے ہر طرح کی تصویر کو شامل ہیں۔ اس لیے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

''تو کسی تصویر کو مٹائے بغیر نہ چھوڑ۔''[1]

پس لفظ «طمستها» دلالت کرتا ہے کہ وہ ورق، کپڑے اور ان جیسی چیزوں پر ہو تو اسے مٹا دے۔ آپ ﷺ نے تصویر کو توڑنے یا تلف کرنے کا نہیں کہا۔ چناں چہ طمس یعنی مٹانا اسی چیز میں ہوسکتا ہے جس میں یہ ممکن ہو۔ مجسم چیز میں مٹانا تو ناممکن ہے، اسے توڑنا اور زائل کرنا ہی لازم ہوگا۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کا «طمستها» فرمانا، ہر اس تصویر کو شامل ہے جو کاغذ میں ہو یا کسی سخت چیز میں۔ ائمہ اربعہ کے متبعین جمہور علما اسی کے قائل ہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم میں چاروں اماموں کے اقوال نقل کیے ہیں، جنھوں نے اس حدیث اور اس جیسی دوسری احادیث کو دلیل بناتے ہوئے تصویر سے منع کیا ہے، چاہے وہ جسم والی ہو یا بغیر جسم کے۔ اس لیے کہ مٹانا، بجھانا اسی چیز میں ہوتا ہے، جس کا علاحدہ سے کوئی جسم نہ ہو، اگر مجسم تصویر ہی مقصود ہوتی تو آپ ''کسرتها'' یعنی اسے توڑنے کا حکم فرماتے۔[2]

❁ علمی بحثوں اور فتاویٰ کے لیے قائم کردہ کمیٹی سے سوال ہوا:

سوال اسلام میں تصویر کا کیا حکم ہے؟

جواب ہر ذی روح چیز یعنی انسان اور دیگر حیوانات کی تصویر سازی میں

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٩٦٩)

[2] فتاویٰ و دروس الحرم المکی للشیخ عبداللہ بن حمید، جمع و ترتیب: ابراہیم الحمدان (۱/۱۱۳۔۱۱۴)

اصل یہ ہے کہ وہ حرام ہے، چاہے وہ تصاویر مجسم ہوں یا کسی کاغذ، کپڑے یا دیوار وغیرہ پر مرسوم یا عکس کی صورت میں ہوں۔ اس لیے کہ صحیح احادیث میں اس کی ممانعت وارد ہوئی ہے اور اس کے مرتکب کو دردناک عذاب کی دھمکی دی گئی ہے اور اس لیے بھی کہ یہ شرک کا بڑا ذریعہ ہیں۔ جب ان کو سامنے رکھ کر عقیدتاً کھڑا ہوا جائے یا جھکا جائے، ان کا قرب چاہا جائے اور انھیں وہ تعظیم دی جائے جو غیر اللہ کے لیے جائز نہیں، یہ سب شرک کی بعض صورتیں ہیں۔

ان کے منع ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں تخلیقِ خداوندی کی مشابہت ہے۔ نیز یہ فتنے کا بہت بڑا دروازہ ہیں، جس طرح برہنہ عورتوں کی تصاویر اور ملکۂ حسن کے نام سے موسوم عورتوں کی تصاویر وغیرہ۔

ذیل میں وہ احادیث پیش کی جاتی ہیں جو تصویر کے حرام اور کبیرہ گناہ ہونے کی ترجمانی کرتی ہیں:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ الَّذِينَ يَصْنَعُونَ هَذِهِ الصُّوَرَ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ»[1]

''بلاشبہہ وہ لوگ جو یہ تصویریں بناتے ہیں، قیامت کے دن عذاب دیے جائیں گے اور انھیں کہا جائے گا: زندہ کرو جو تم نے بنایا تھا۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

«إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَاباً يَّوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ»[2]

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦٠٧) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٨)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦٠٦) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٩)

''بے شک سب لوگوں میں سخت عذاب قیامت کے دن تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔''

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ خَلْقًا كَخَلْقِي فَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً أَوْ لِيَخْلُقُوا حَبَّةً أَوْ لِيَخْلُقُوا شَعِيرَةً»[1]

''اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو میرے پیدا کرنے کی طرح پیدا کرنا چاہے، وہ ایک ذرہ پیدا کر کے دکھائیں، ایک دانہ پیدا کر کے دکھائیں یا جَو کا ایک دانہ پیدا کر کے دکھائیں۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے واپس آئے، میں نے گھر کی اندرونی چھوٹی دیوار پر ایک پردہ لٹکا رکھا تھا، جس میں کچھ تصویریں تھیں، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو چاک کر دیا اور فرمایا:

«أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهُونَ بِخَلْقِ اللّٰهِ»[2]

''لوگوں میں سخت ترین عذاب کا شکار قیامت کے دن وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت کرتے ہیں۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر ہم نے اس سے ایک دو تکیے بنا لیے تھے۔[3]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٧١٢٠) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١١)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦٠٦) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٩)

[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦١٠) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٧)

«مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فَإِنَّ اللّٰهَ مُعَذِّبُهُ، حَتَّى يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ، وَلَيْسَ بِنَافِخٍ» [1]

''جس نے دنیا میں کوئی تصویر بنائی، قیامت کے دن اسے اس میں روح پھونکنے کا مکلّف بنایا جائے گا، حالاں کہ وہ اس میں روح پھونک نہیں سکتا۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ يُجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُورَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسًا فَتُعَذِّبُهُ فِي جَهَنَّمَ»

''تصویر بنانے والا ہر شخص آگ میں ہے، اس کے لیے ہر تصویر کے بدلے ایک نفس بنایا جائے گا جو اسے جہنم میں عذاب دے گا۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا فرمان ہے کہ اگر تو نے لازماً یہ کرنا ہے تو درخت کی یا بے جان چیز کی تصویر بنا لے۔ [2]

پس ان تمام احادیث کا عموم دلالت کرتا ہے کہ ہر ذی روح چیز کی تصویر مطلقاً حرام ہے۔ البتہ درختوں، دریاؤں اور پہاڑوں جیسی چیزوں کی تصاویر جائز ہیں، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے اور کسی صحابی سے اس کا انکار ثابت نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین ''زندہ کرو تم نے جو بنایا ہے'' اور ''اسے اس میں روح پھونکنے کا مکلّف بنایا جائے گا'' سے بھی بے جان چیزوں

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦١٨) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١١٠)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢١١٢) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١١٠)

کی تصاویر کے جواز کو سمجھا جا سکتا ہے۔ وباللّٰہ التوفیق، وصلی اللّٰہ علیٰ نبینا محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔[1]

اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء

رئیس عبدالعزیز بن عبداللّٰہ بن باز	نائب رئیس عبدالرزاق عفیفی	رکن مجلس عبداللّٰہ بن قعود	رکن مجلس عبداللّٰہ بن غدیان

❁ فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۴۲۰ھ):

صحیح مسلم اور مسند احمد (۱/ ۳۰۸) کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ يُجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُورَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسًا فَتُعَذِّبُهُ فِي جَهَنَّمَ»[2]

''تصویر بنانے والا ہر شخص آگ میں ہے، اس کے لیے ہر تصویر کے بدلے، جو اس نے بنائی تھی، ایک نفس ہوگا جو اسے جہنم میں عذاب دے گا۔''

اور خطیب نے ''التاریخ'' (٤/ ٢٢٤) میں اسی سند کے ساتھ مختصر لفظوں سے نقل کیا ہے:

''بلاشبہہ اللہ تعالیٰ مصورین کو ان کی بنائی ہوئی تصویروں کے ذریعے عذاب دے گا۔''

اس کے رجال ثقہ ہیں، لیکن ابو الفتح محمد بن حسن الأ دمی الحافظ میں ضعف

---

[1] فتاویٰ اللجنة الدائمة (١/ ٦٦٣۔ ٦٦٥)

[2] صحیح البخاري، رقم الحدیث (۲۱۱۲) صحیح مسلم، رقم الحدیث (۲۱۱۰)

ہے، لیکن یہ حدیث ماقبل شاہد کی وجہ سے صحیح ہے۔

میں کہتا ہوں:

''یہ نص عام ہے اور ہر مصور کو شامل ہے، حتی کہ وہ شخص جو تصویروں کے لیے کارڈ بناتا ہے اور وہ شخص جو فوٹو گرافی کا آلہ تیار کرتا ہے، وہ بھی اس میں شامل ہیں، اس لیے کہ شرعی اور لغوی دونوں اعتبار سے مصور کا لفظ ان پر بولا جاتا ہے۔''[1]

❀ فضیلۃ الشیخ صالح بن ابراہیم البلیہی (المتوفی: ۱۴۱۰ھ):

کسی بھی متکلم کے کلام سے پہلے ہم بہتر خیال کرتے ہیں کہ ناصح الامین پیغمبر کے اقوال سے دلائل پیش کریں، پھر ہم ان کی روشنی میں واضح کریں گے کہ مجسم و غیر مجسم تصویر میں کوئی فرق نہیں۔ پھر ہم قارئین کی خدمت میں ماہر اور سرخیلِ شریعت علما کے اقوال کا تحفہ پیش کریں گے، تاکہ وہ ہدایت یافتہ کے لیے مشعلِ راہ اور گمراہ کے لیے حجت بن جائے۔

اس کا ایک سبب تو یہ ہے کہ فی زمانہ بعض لوگوں کا یہ عقیدہ ہے کہ تصویر کی حرمت کا معاملہ مجسم تصویر کے ساتھ خاص ہے، اس کے سوا کے ساتھ نہیں۔

دلیل اور حجت کے قائم ہونے کے باوجود سوائے جاہل اور شک میں رہنے والے کے کوئی شخص یہ عقیدہ اختیار نہیں کرے گا۔ لہٰذا ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اور ان کو حق سچ کی ہدایت عطا فرمائے۔

اور دوسرا سبب تصاویر کی کثرت اور ان کا اہتمام ہے۔ ذیل میں چند ایک فرامینِ رسول ﷺ پیشِ خدمت ہیں:

[1] غاية المرام في تخريج أحاديث الحلال والحرام (ص: ٩٩۔ ١٠٠)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ الَّذِينَ يَصْنَعُونَ هَذِهِ الصُّوَرَ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ»[1]

''بلاشبہہ وہ لوگ جو تصاویر بناتے ہیں، قیامت کے دن عذاب دیے جائیں گے، ان سے کہا جائے گا: اس کو زندہ کرو جو تم نے بنایا ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَاباً يَّوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ»[2]

''بلاشبہہ قیامت کے دن سب لوگوں سے سخت عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«كُلُّ مُصَوِّرٍ فِيْ النَّارِ يُجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُورَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسًا فَتُعَذِّبُهُ فِيْ جَهَنَّمَ»[3]

''ہر مصور آگ میں ہے، اس کے لیے ہر تصویر کے بدلے ایک بدن بنایا جائے گا جو اسے جہنم میں عذاب دے گا۔''

صحیح بخاری میں ابو زرعہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینے کے ایک گھر میں داخل ہوا۔ انھوں نے اس کی بالائی جانب ایک مصور کو تصویر بناتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے:

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦٠٧) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٨)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦٠٦) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٩)

[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢١١٢) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١١٠)

«وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ خَلْقًا كَخَلْقِي، فَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً أَوْلِيَخْلُقُوا حَبَّةً» زاد مسلمٌ: «أَوْلِيَخْلُقُوا شَعِيرَةً»[1]

''اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو میرے پیدا کرنے کی طرح پیدا کرنا چاہے، ایسے لوگوں پر لازم ہے کہ وہ ایک دانہ یا ایک ذرہ پیدا کر دیں۔'' مسلم میں یہ لفظ زیادہ ہیں: ''وہ ایک جَو پیدا کر دیں۔''

اور صحیح مسلم میں وضاحت موجود ہے کہ وہ مروان کا گھر تھا۔

یہ احادیث ذکر کرنے کے بعد شیخ صالح بن ابراہیم رحمہ اللہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر سے واپسی پر گھر میں داخل ہو کر تصویروں والا پردہ چاک کرنے کی اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے تصاویر والا تکیہ خریدنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں داخلے سے رک جانے کی اور تصاویر والے گھر میں فرشتوں کے عدمِ دخول کی احادیث باحوالہ ذکر کی ہیں، ہم طوالت و تکرار سے بچنے کے لیے ان کی طرف اشارے پر اکتفا کرتے ہیں۔

حیان بن حصین رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: کیا میں تمھیں اس کام پر نہ بھیجوں جس پر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا:

«أَنْ لَّا تَدَعَ تِمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ»[2]

''تم کوئی تصویر مٹائے بغیر نہ چھوڑنا اور کسی بلند قبر کو دیکھنا تو اسے برابر کر دینا۔''

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٧١٢٠) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١١١)
[2] صحيح مسلم، رقم الحديث (٩٦٩)

سنن ابی داود میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً منقول ہے:

«لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ وَلَا جُنُبٌ»[1]

''فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر، کتا یا جنبی ہو۔''

صحیح بخاری میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جبریل علیہ السلام نے طے کیا کہ وہ ان کے پاس آئیں گے، لیکن انھوں نے تاخیر کر دی، حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار شدت پکڑ گیا۔ پھر آپ گھر سے نکلے تو جبریل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شکوہ کیا تو انھوں نے فرمایا:

«إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَلَا كَلْبٌ»[2]

''ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر یا کتا ہو۔''

مسند احمد میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے میں تھے۔ اس دوران میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَيُّكُمْ يَنْطَلِقُ إِلَى الْمَدِينَةِ فَلَا يَدَعُ بِهَا وَثَنًا إِلَّا كَسَرَهُ، وَلَا قَبْرًا إِلَّا سَوَّاهُ، وَلَا صُورَةً إِلَّا لَطَّخَهَا؟»[3]

''تم میں کوئی ایسا ہے جو مدینے جائے اور وہاں موجود ہر بت کو توڑ دے، بلند قبروں کو برابر کر دے اور ہر تصویر کو مٹا دے؟''

ایک صحابی نے کہا: یا رسول اللہ! میں یہ کام کروں گا۔ وہ گئے، لیکن اہلِ مدینہ

---

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث (٢٢٧) سنن النسائي، رقم الحديث (٢٦١) صحيح ابن حبان (٤/ ٥)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٣٠٥٥)

[3] مسند أحمد (١/ ٨٧) ضعيف الترغيب والترهيب (٢/ ١٤٨) اس کی سند میں ''ابو محمد الہذلی'' غیر موثوق راوی ہے۔

سے خوف کھا کر واپس آ گئے، ان کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے خود کو پیش کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ٹھیک ہے تم جاؤ۔'' وہ گئے اور کامیاب واپس لوٹے، رپورٹ دی: یا رسول اللہ! میں نے وہاں موجود ہر بت توڑ دیا ہے، بلند قبروں کو برابر کر دیا ہے اور تصاویر کو مٹا دیا ہے۔'' یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ عَادَ لِصَنْعَةِ شَيْئٍ مِنْ هٰذَا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم)) [1]

''جس نے اس طرح کے کام دوبارہ کیے، اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی وحی کا انکار کر دیا۔'' (منذری نے اس کی سند کو عمدہ قرار دیا ہے)

صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کپڑا گیلا کیا اور اس کے ذریعے سے کعبے میں بنی تصاویر کو مٹانے لگے۔ (مجمع الزوائد میں ہے کہ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے رجال ثقہ ہیں)۔ [2]

اور ''مسند أبي داود الطيالسي'' میں سیدنا اُسامہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں خانہ کعبہ کے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں کچھ شکلیں بنی دیکھیں تو پانی کا ڈول منگوا کر انھیں صاف کرنے لگے اور فرمانے لگے:

''اللہ ایسے لوگوں کو ہلاک کرے جو ان چیزوں کی تصاویر بناتے ہیں

---

[1] مسند أحمد (١/ ٨٧) ضعيف الترغيب والترهيب (٢/ ١٤٨) اس کی سند میں ''ابو محمد الہذلی'' غیر موثوق راوی ہے۔

[2] المعجم الكبير (٢٤/ ٣٢٣) مجمع الزوائد (٥/ ٣١٤)

جن کے وہ خالق نہیں ہیں۔"[1]

"تاریخِ مکہ از ازرقی" میں عبدالمجید بن ابو رواد سے مروی ہے: فضل بن عباس فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کعبے میں داخل ہوئے، انھیں رسول اللہ ﷺ نے پانی کا ڈول لانے بھیجا، تاکہ اس کے ذریعے کعبے میں بنی تصاویر کو مٹایا جائے۔[2]

اسی مذکورہ کتاب میں زہری کی حدیث ہے کہ نبی اکرم ﷺ بیت اللہ میں فتح مکہ کے دن داخل ہوئے۔ فضل بن عباس کو بھیجا، وہ زمزم کا پانی لائے، پھر آپ کے حکم سے ایک کپڑا پانی میں بھگویا گیا اور تصاویر کو مٹا دیا گیا۔[3]

"شفاء الغرام" نامی کتاب میں ابو قانع اپنی سند کے ساتھ مسامع بن شیبہ کے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ نبی اکرم ﷺ کعبے میں داخل ہوئے، اس میں دو رکعتیں ادا کیں اور کچھ تصاویر دیکھیں تو فرمایا: شیبہ ان سے میری جان چھڑاؤ، شیبہ کے لیے یہ کام مشکل تھا تو ایک آدمی نے ان سے کہا: زعفران کے ذریعے اس میں بگاڑ پیدا کر دو تو شیبہ نے ایسے ہی کیا۔[4]

ان کے علاوہ بھی اس باب میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں۔

❀ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ (المتوفی: ۱۴۲۰ھ):

قائمہ کمیٹی برائے فتاویٰ کے سربراہ ماہر عالمِ دین عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ سے سوال ہوا:

---

1. مسند الطيالسي (١/ ٨٧) السلسلة الصحيحة، رقم الحديث (٩٩٦)
2. أخبار مكة للأزرقي (١/ ٢٧٢)
3. أخبار مكة للأزرقي (١/ ١٦٥)
4. شفاء الغرام بأخبار البلد الحرام (١/ ١٩٢)

سوال آپ اس تصویر کے بارے میں کیا فرمائیں گے جس کی آزمایش عام ہوگئی ہے اور لوگوں کی کثرت جس کی مرتکب ہے؟ اس حوالے سے حلال و حرام میں امتیاز کر کے شافی جواب دیں، اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

جواب الحمد لله وحده، والصلاة والسلام علىٰ من لا نبي بعده. أما بعد! صحاح، مسانید اور سنن کتبِ احادیث میں نبی اکرم ﷺ سے بہت سی احادیث منقول ہیں جو ہر ذی روح چیز کی تصویر کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہیں، وہ انسان کی ہو یا غیر انسان کی، حرام ہے۔ علاوہ ازیں تصویر والے پردوں کو چاک کرنا، تصاویر کو مٹانے کا حکم، مصورین پر لعنت اور ان کے شدید ترین عذاب کا حق دار ہونے کا بیان احادیث میں موجود ہے۔

میں آپ کے لیے اس مسئلے میں وارد صحیح احادیث سے چند ایک ذکر کرتا ہوں، اس حوالے سے علما کے بعض اقوال ذکر کروں گا اور اس مسئلے میں صحیح بات کو واضح کروں گا۔ إن شاء الله تعالىٰ.

بخاری و مسلم میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ: وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ خَلْقًا كَخَلْقِي فَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً أَوْلِيَخْلُقُوا حَبَّةً أَوْلِيَخْلُقُوا شَعِيرَةً»[1]

”اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو میرے پیدا کرنے کی طرح پیدا کرنا چاہے، پس وہ ایک ذرہ، ایک دانہ یا ایک جو ہی پیدا کر کے دیکھ لیں۔“

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٧١٢٠) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١١١)

«إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَاباً يَّوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ»[1]

''بلاشبہہ قیامت کے دن سب لوگوں سے سخت عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔''

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ الَّذِينَ يَصْنَعُونَ هَذِهِ الصُّوَرَ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ»[2]

''بلاشبہہ وہ لوگ جو یہ تصویریں بناتے ہیں، قیامت کے دن عذاب دیے جائیں گے اور انھیں کہا جائے گا: زندہ کرو جو تم نے بنایا تھا۔''

ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے خون کی قیمت، کتے کی قیمت اور زانیہ کی کمائی سے منع کیا ہے اور آپ ﷺ نے سود کھانے اور کھلانے والے پر، گودنے اور گدوانے والی پر اور تصویر بنانے والے پر لعنت کی ہے۔[3]

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فِيْ الدُّنْيَا كُلِّفَ أَنْ يَّنْفُخَ فِيْهَا الرُّوْحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ»[4]

''جس نے دنیا میں کوئی تصویر بنائی، اسے مکلّف بنایا جائے گا کہ وہ اس میں روح پھونکے، حالاں کہ وہ روح پھونکنے والا نہیں ہے۔''

سعید بن ابی الحسن فرماتے ہیں کہ ایک آدمی سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦٠٦) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٩)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦٠٧) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٨)

[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (١٩٨٠)

[4] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦١٨) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١١٠)

کے پاس آیا اور کہا: میں ایک آدمی ہوں جو تصویریں بناتا ہوں، اس بارے میں مجھے فتویٰ دیں۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے کہا: میرے قریب ہو۔ وہ قریب ہوا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مزید قریب ہو۔ وہ مزید قریب ہوا، حتی کہ آپ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور کہا: میں تجھے وہ بات سناتا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ يُجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُورَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسًا فَتُعَذِّبُهُ فِي جَهَنَّمَ»

''ہر مصور آگ میں ہے، اس کے لیے ہر تصویر کے بدلے ایک نفس بنایا جائے گا، جو اسے جہنم میں عذاب دے گا۔''

پھر اسے کہا: اگر ایسا کرنا ضروری ہے تو درختوں اور بے روح چیزوں کی تصاویر بنا لیا کر۔[1]

ابو زبیر سے مروی ہے کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں تصویر رکھنے اور اسے بنانے سے منع کیا ہے۔'' (اسے امام ترمذی نے اپنی جامع میں نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)[2]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوئے، میں نے گھر کے طاقچے پر تصویروں والا ایک کپڑا لٹکا رکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اسے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا، اسے چاک کیا اور فرمایا:

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢١١٢) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١١٠)

[2] سنن الترمذي، رقم الحديث (١٧٤٩)

«يَا عَائِشَةُ! أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهُونَ بِخَلْقِ اللّٰهِ»

"اے عائشہ! سب لوگوں سے سخت عذاب قیامت کے دن ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ کی تخلیق سے مشابہت کرتے ہیں۔"

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: پھر ہم نے اسے کاٹ کر دو تکیے بنا لیے تھے۔[1]

صحیح بخاری میں مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے واپس آئے، میں نے تصاویر والا ایک پردہ لٹکا رکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس کو اتارنے کا حکم دیا تو میں نے اتار دیا۔[2]

صحیح مسلم میں مروی ہے کہ اس میں گھوڑوں اور پرندوں کی تصاویر تھیں۔[3]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے تصاویر والا ایک تکیہ خریدا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پر نظر پڑی تو وہیں رک گئے، داخل نہیں ہوئے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں کراہت کو پہچان لیا اور کہا: میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کرتی ہوں، میں نے کیا گناہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تکیہ کیا ہے؟ میں نے کہا: آپ کے بیٹھنے اور ٹیک لگانے کے لیے بنایا ہے۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَيُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ»

"ان تصویریں بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب ہوگا، انھیں کہا

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦١٠) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٧)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦١١)

[3] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٧)

جائے گا: تم نے جو بنایا ہے، اسے زندہ کرو۔''

نیز فرمایا:

«إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ»[1]

''وہ گھر جس میں تصویریں ہوں، فرشتے وہاں داخل نہیں ہوتے۔''

مسلم کی روایت میں ہے کہ میں نے اس کے دو تکیے بنائے، ایک کے ساتھ رسول اللہ ﷺ ٹیک لگاتے تھے۔[2]

صحیح بخاری میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ»[3]

''جبریل علیہ السلام نے مجھے بتایا کہ ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔''

صحیح مسلم میں بھی اس کی مثل سیدہ عائشہ و میمونہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔[4]

ابو الہیاج اسدی فرماتے ہیں کہ مجھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں تجھے ایسے کام پر نہ بھیجوں جس پر مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا کہ تو کوئی تصویر مٹائے بغیر نہ چھوڑنا اور کسی بلند قبر کو برابر کیے بغیر نہ چھوڑنا۔[5]

امام ابو داود رحمہ اللہ نے جید سند کے ساتھ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے

---

1. صحيح البخاري، رقم الحديث (١٩٩٩) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٧)
2. صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٧)
3. صحيح البخاري، رقم الحديث (٣٠٥٥)
4. صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٤ـ ٢١٠٥)
5. صحيح مسلم، رقم الحديث (٩٦٩)

کہ نبی اکرم ﷺ فتح مکہ کے سال بطحا میں تھے۔ آپ ﷺ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ کعبہ جائیں اور اس میں بنی ہر تصویر مٹا دیں، پھر جب نبی اکرم ﷺ کعبے میں داخل ہوئے تو اس میں بنی ہر تصویر مٹا دی گئی تھی۔[1]

امام ابو داود الطیالسی اپنی مسند میں سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ کعبے میں داخل ہوا، آپ ﷺ نے اس میں کچھ تصاویر دیکھیں۔ آپ ﷺ نے پانی لانے کا حکم دیا تو میں پانی لے آیا۔ پھر آپ ﷺ انھیں مٹانے لگے اور فرما رہے تھے:

«قَاتَلَ اللّٰهُ قَوْمًا يُّصَوِّرُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُوْنَ»[2]

''اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو ہلاک کرے جو ان چیزوں کی تصویریں بناتے ہیں جنھیں وہ بناتے نہیں۔'' (حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا: اس کی سند جید ہے)

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ زمزم کے پانی میں کپڑا بھگو کر اس کے ساتھ تصویروں کو مٹا رہے تھے۔

صحیح بخاری میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ گھر میں کوئی ایسی چیز توڑے بغیر نہیں چھوڑتے تھے جس میں تصویریں ہوتی تھیں۔[3]

بخاری و مسلم میں بسر بن سعید سے مروی ہے جو زید بن خالد سے اور وہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

---

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث (٤١٥٦) صحيح ابن حبان (١٣/ ١٦٨)

[2] مسند الطيالسي (١/ ٨٧) السلسلة الصحيحة، رقم الحديث (٩٩٦)

[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦٠٨)

«إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ»[1]

''بلاشبہہ فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو۔''

بسر نے کہا: پھر زید بیمار ہوگئے تو ہم ان کی عیادت کے لیے گئے تو کیا دیکھا کہ ان کے دروازے پر ایک پردہ تھا جس میں تصویر تھی۔ میں نے ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ربیب عبیداللہ خولانی سے کہا: کیا زید نے ہمیں شروع دن سے ہی تصویروں کے متعلق بتا نہیں دیا تھا؟ عبیداللہ نے جواب دیا: کیا تم نے سنا نہیں تھا، جب اس نے کپڑے میں رقم کی ہوئی تصویر کو مستثنیٰ کیا تھا؟[2]

مسند احمد اور سنن نسائی میں عبیداللہ بن عبداللہ سے مروی ہے کہ وہ ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے گئے، ان کے پاس سہل بن حنیف بھی بیٹھے تھے۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ ان کے نیچے بچھے ہوئے گدے کو کھینچ نکالے۔ سہل نے وجہ پوچھی تو انھوں نے کہا: اس لیے کہ اس میں تصاویر ہیں، جن کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین سے تم واقف ہو۔ سہل نے کہا: کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑے میں منقش تصویر کو مستثنیٰ نہیں کیا تھا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہنے لگے: کیوں نہیں، لیکن میں اپنے لیے اسے ہٹانے کو بہتر خیال کرتا ہوں۔ (اس کی سند جید ہے اور ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے)[3]

امام ابو داود، ترمذی اور نسائی نے جید سند کے ساتھ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦١٣) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٦)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٣٠٥٤) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٦)

[3] سنن الترمذي، رقم الحديث (١٧٥٠) سنن النسائي، رقم الحديث (٥٣٤٩) مسند أحمد (٣/ ٤٨٦)

اور مجھے کہا: میں گذشتہ رات آپ کے پاس آیا تھا، لیکن میرے داخلے میں کچھ چیزیں رکاوٹ بن گئیں، دروازے پر کچھ تصویریں تھیں، گھر کے اندر ایک پردے پر تصاویر تھیں اور گھر میں ایک کتا تھا۔ لہٰذا آپ حکم دیں کہ دروازے پر بنی ہوئی تصاویر کو مسخ کر کے درخت وغیرہ کے ہم شکل بنا لی جائیں۔ پردے کے متعلق حکم دیں کہ اسے پھاڑ کر دو تکیے بنا لیے جائیں جو زمین پر رکھ کر روندنے کے کام آئیں اور کتے کو نکالنے کا حکم دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا۔ وہ کتا حسن یا حسین رضی اللہ عنہما کا تھا جو ان کی چارپائی تلے جا بیٹھا۔ آپ کے حکم سے اسے نکال دیا گیا۔ (یہ الفاظ ابو داود کے ہیں اور ترمذی کے الفاظ اس کے ہم مثل ہیں) [1]

نسائی کے الفاظ یوں ہیں:

«اِسْتَأْذَنَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ادْخُلْ، فَقَالَ: كَيْفَ أَدْخُلُ وَفِي بَيْتِكَ سِتْرٌ فِيهِ تَصَاوِيرُ فَإِمَّا أَنْ تُقْطَعَ رُءُوسُهَا أَوْ تُجْعَلَ بِسَاطًا يُوطَأُ فَإِنَّا مَعْشَرَ الْمَلَائِكَةِ لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ تَصَاوِيرُ» [2]

''جبریل علیہ السلام نے نبی اکرم ﷺ سے اجازت مانگی تو آپ ﷺ نے اندر آنے کو کہا۔ جبریل علیہ السلام کہنے لگے: میں کیسے داخل ہوں، جب کہ آپ کے گھر میں ایک پردے پر تصاویر بنی ہیں۔ یا تو ان کے سر کاٹ دو یا ان کے بچھونے بنا دو جنھیں روندا جائے، اس لیے کہ ہم فرشتوں کی جماعت ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتی جس میں تصاویر ہوں۔''

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث (٤١٥٨) سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٨٠٦) صحيح الجامع، رقم الحديث (٦٨)

[2] سنن النسائي، رقم الحديث (٥٣٦٥)

ان کے علاوہ بھی بہت سی احادیث اس مسئلے میں وارد ہوئی ہیں۔

یہ احادیث اور ان کے ہم معنیٰ دوسری احادیث واضح طور پر دلالت کرتی ہیں کہ ہر ذی روح کی تصویر حرام ہے۔ یہ عمل ان کبیرہ گناہوں سے ہے جن پر آگ کی وعید سنائی گئی ہے۔ یہ وعید ہر قسم کی تصویر کو شامل ہے، وہ مجسم ہو یا غیر مجسم، کسی دیوار یا پردے میں بنی ہو یا قمیص، آئینے یا ورق پر ہو، اس لیے کہ نبی اکرم ﷺ نے مجسم اور غیر مجسم میں کوئی فرق کیا ہے نہ پردے وغیرہ میں بنی ہوئی میں۔ بلکہ آپ ﷺ نے تصویر بنانے والے پر لعنت کی ہے اور آگاہ کیا ہے کہ مصور کو سب سے سخت عذاب ہوگا اور اس کا ٹھکانا آگ ہے۔ آپ نے اسے مطلق رکھا ہے اور کوئی چیز مستثنیٰ نہیں کی۔

نبی اکرم ﷺ کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں لگے تصاویر والے پردے کو دیکھ کر غصہ کرنا، اسے ہٹانا اور تصویر بنانے والوں کے لیے وعید بیان کرنا بھی عموم کا فائدہ دیتا ہے، بلکہ یہ حدیث پردوں میں تصویروں کے حرام ہونے میں ایک نص ہے۔[1]

❁ فضیلۃ الشیخ عبدالرزاق عفیفی رحمہ اللہ (المتوفی: ۱۴۱۵ھ):

قائمہ کمیٹی برائے فتویٰ و بحوثِ علمیہ کے نائب رئیس عبدالرزاق عفیفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سلف صالحین، اولیائے کرام اور اسی طرح بے پردہ عورتوں وغیرہ کی تصاویر عقیدے کی کمزوری اور اس کی خرابی کا باعث ہونے کے ساتھ ساتھ فتنے کے عروج اور شر پھیلانے کا بہت بڑا ذریعہ ہیں، اس میں اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت تو ہے ہی، مشرکین اور مفسدین کے ساتھ بھی مشابہت ہے، کیوں کہ وہ بھی اپنے سرداروں، عورتوں اور صالحین کی تصاویر بناتے ہیں۔

[1] مجموع فتوٰی ابن باز (۴/ ۲۱۰۔ ۲۲۲)

نیز انھوں نے تصاویر کے ذریعے اسلامی ممالک میں اخلاقیات کی خرابی اور غیرت کی کمزوری کا فتنہ قائم کیا ہے، ہم ایسا کر کے ان کی مدد کر رہے ہیں، حتی کہ ہم نے غیرت و حیا سے کنارہ کرتے ہوئے ان کی تقلید شروع کر دی اور ان کے نقشِ قدم پر چل نکلے ہیں۔ ہمارے عقائد میں شرک و الحاد نے ڈیرہ ڈال لیا ہے اور ہم عفت و پاک دامنی سے محرومی کی طرف بڑھنے لگے ہیں، ہم تو عزتوں کے محافظ سمجھے جاتے تھے، لیکن آج عزتوں کی پامالی کا ہماری طرف سے اندیشہ بڑھتا جا رہا ہے۔

اس فتنہ و فساد کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی احادیث تصویر کی حرمت، مصورین کے ملعون ہونے اور قیامت کے دن انھیں دردناک عذاب ہونے کی ترجمانی کرتی ہیں، جو دلالت کرتی ہیں کہ تصویر کبیرہ گناہ اور عظیم جرم ہے۔

اسی طرح تصاویر بنانا، انھیں گھر، دفاتر، کارخانوں، بیٹھنے کی جگہوں اور دکانوں وغیرہ میں کھڑکیوں، دروازوں یا دیواروں پر لٹکانا حرام ہے۔ وہ مجسم ہوں یا غیر مجسم، تعظیم کے لیے ہوں یا کسی کی یاد کے لیے یا اس کے علاوہ کسی بھی مقصد کے لیے ہوں حرام ہیں۔[1]

آپ رحمہ اللہ سے تصویر کا حکم پوچھا گیا تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: جسم والی تصویر کے حرام ہونے پر علما کا اتفاق ہے۔ اس سے مراد بعض ذی روح اشیا، انسان، حیوان یا پرندوں وغیرہ کی تصاویر ہیں اور ان کی حرمت میں اس وقت اضافہ ہو جاتا ہے، جب یہ بادشاہوں، حکمرانوں، علما اور نیک لوگوں کی ہوں۔ ان کی تعظیم و عقیدت کی وجہ سے دوسرے لوگوں کے مقابلے میں ان کے ساتھ

[1] تقديم كتاب إعلان النكير على المفتونين بالتصوير (ص: ٥ـ ٦)

قلبی لگاؤ زیادہ ہوتا ہے۔

رہی ذی روح چیز کی وہ تصویر جو کیمرے کے ذریعے بنے، وہ بھی حرام اور ممنوع ہے، اس لیے کہ اس میں اللہ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت ہے۔ اس کا مرتکب سب سے بڑا ظالم ہے، وہ رحمت و برکت کے فرشتوں کو ایسی جگہ داخل ہونے سے روک رہا ہے، جہاں وہ تصویریں ہوں گی۔ قابلِ تعظیم لوگوں یعنی بادشاہوں اور علما وغیرہ کی تصاویر بنا کر وہ شرک کا وسیلہ اور سبب بن رہا ہے۔ یہ واقعات دوسری قوموں میں واقع ہو چکے ہیں۔

کچھ تصاویر ایسی بھی ہیں جن کے حرام ہونے کے ایک سے زیادہ سبب ہیں، مثلاً: حکمرانوں اور اولیائے کرام کی تصاویر، یہ ذی روح کی تصاویر ہونے کی وجہ سے بھی اور فتنہ و فساد اور شرک کا ذریعہ ہونے کے سبب سے بھی حرام ہیں۔

ہم نے اپنے موجودہ دور میں کئی علاقوں کے متعلق سن رکھا ہے کہ وہاں کے لوگ اپنے سرداروں اور وڈیروں کی تصاویر کے سامنے جھکتے ہیں، ایسے ہی گلوکاراؤں اور اداکاراؤں کی تصاویر جو جرائد اور رسالوں پر بنی ہوتی ہیں۔ اللہ کی تخلیق کی مشابہت اور بے حیائی کے عروج کا ذریعہ ہونے کی وجہ سے حرام ہیں۔ ایسا کرنے والا بزبان نبوی ﷺ لعنتی ہے۔[1]

نیز فرمایا کہ بت پرستی مختلف مراحل سے گزر کر وجود میں آتی ہے۔ سب سے پہلے عقیدت و تعظیم کے قابل لوگوں کی تصاویر بنائی جاتی ہیں، پھر ان کے سامنے احترام و تعظیم کی غرض سے جھکا جاتا ہے، جس طرح آج بھی بعض علاقوں میں ہوتا ہے، پھر ان کی تعظیم حد سے بڑھتی ہے اور فتنے کا روپ دھار لیتی ہے۔

[1] فتاویٰ و رسائل الشیخ عبدالرزاق عفیفی رحمہ اللہ (ص: ۵۷۶۔۵۷۷)

پھر ان تصاویر کو مورتیوں کی شکل دے کر نصب کیا جاتا ہے، بالآخر عقیدت کے یہ معاملات عبادت میں بدل جاتے ہیں۔ أعاذنا اللّٰه منها.[2]

❁ فضیلۃ الشیخ حمود بن عبداللہ التویجری رحمہ اللہ (المتوفی: ۱۴۱۳ھ):

تصویریں بنانے والوں کے لیے جہنم کے عذاب سے ہلاکت ہے، ہر مصور آگ میں ہے، بشیر و نذیر نبی کریم ﷺ نے اس کی خبر دی ہے۔ جس نے تصویر کا حکم دیا یا اس پر راضی ہوا، وہ اس گناہِ کبیرہ کے مرتکب کے ساتھ شریک ہے۔ اگرچہ تصویر سازی، اس کی خرید و فروخت، اس کی ضرورت کا فتنہ، مجلّات و رسائل اور کتابوں میں اس کی کثرت، مجالس اور دکانوں کی اس سے جھوٹی زینت اور لوگوں کے ہاں اس کا مانوس ہونا وغیرہ متعدد ذرائع سے اس فتنے کی آزمایش دن بدن سخت ہوتی جا رہی ہے۔

پھر جس نے اسے برا کہا یا اس کے بنانے بنوانے سے انکار کیا تو کم از کم اسے مذاق اور طعن و تشنیع کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ اسلام کے اجنبی ہونے کو مستحکم کرنے کی اس چیز سے جہالت کے عروج کی دلیل ہے جو اللہ نے اپنے رسول محمد ﷺ کو دے کر بھیجی تھی۔ آپ ﷺ نے تو بتوں کو توڑنے، صنم کدوں کو گرانے اور تصویر و صلیب کو مٹانے کا حکم دیا تھا۔ واللّٰه المستعان.

تصویر سازی اور اسے مجالس وغیرہ میں نصب کرنے کی مذموم روایت قومِ نوح، ان کے بعد عیسائیوں اور ان کے بعد مشرکینِ عرب سے چلی آ رہی ہے۔ یہ یاد رہے کہ عیسائی ان تصاویر کی عبادت کرتے تھے، جن کا سایہ نہیں ہوتا تھا، یعنی جو غیر مجسم تھیں۔

---

[2] فتاویٰ و رسائل الشیخ عبدالرزاق عفیفی رحمہ اللہ (ص: ۵۷۶)

بخاری و مسلم میں ہے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سیدہ ام حبیبہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما نے ایک کنیسے کا ذکر کیا جو انھوں نے حبشہ میں دیکھا تھا۔ اس میں تصاویر بنی ہوئی تھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ أُولَئِكَ إِذَا كَانَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا، وَصَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَ، فَأُولَئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ»[1]

''ان لوگوں کا یہ عمل رہا کہ جب ان میں کوئی نیک آدمی مرتا تو وہ اس کی قبر پر ایک مسجد بنا لیتے اور اس میں یہ تصویریں بنا لیتے تھے۔ یہ لوگ قیامت کے دن اللہ کے ہاں تمام مخلوق سے بدتر ہوں گے۔''[2]

❁ فضیلۃ الشیخ عبدالرحمٰن بن عبداللہ آل فریان رحمہ اللہ (المتوفی: ۱۴۲۴ھ):

ہمارے لیے انتہائی اذیت ناک معاملہ مسلمانوں میں ایک بڑی بیماری کا کثرت سے پھیل جانا ہے اور اس کا علاج بھی انتہائی ضروری ہے، وہ ہماری ذی روح چیزوں کی تصویر سازی ہے۔ اس کی وجہ سے اولادِ آدم میں شرکِ اکبر کا دروازہ کھلا ہے۔ اے مسلمانو! تم نے نبوی احادیث سے کیسا سلوک کیا ہے، وہ تمھیں تصویروں کو مٹانے کا حکم دیتی ہیں۔ تصاویر جہاں بھی ہوں، جب بھی ہوں، مجسم ہوں یا غیر مجسم، منقش ہوں یا مکتوب، دھاگے سے بنی ہوں یا کیمرے سے یا فوٹو گرافی وغیرہ کے ذریعے ہوں، احادیث نے بالعموم سب کو حرام کہا ہے اور کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا۔

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٤١٧) صحيح مسلم، رقم الحديث (٥٢٨)

[2] إعلان النكير على المفتونين بالتصوير (ص: ٨ـ ١٩)

اب تو معاملہ اسلام کی اجنبیت کا عکاس ہے۔ تصویریں بنانے والوں نے شرم و حیا کو بالائے طاق رکھتے ہوئے تصویر سازی کے لیے دفاتر و دکانیں کھول رکھی ہیں، اس سے بھی بڑھ کر ظلم یہ ہے کہ اسے تعلیم اور تعلیمی اداروں میں داخل کر دیا گیا ہے۔ تصویر فروشی کی صدائیں سکولوں، گھروں اور بازاروں میں گونجتی سنائی دیتی ہیں، بلکہ بعض لوگوں نے تصویر بنانے کا آلہ اپنی جیب میں ڈال رکھا ہوتا ہے کہ جب اور جہاں چاہیں تصویر بنا لیں۔ اے اللہ کے بندو! بلاشبہہ فساد کے راستے نہایت آسان ہو چکے ہیں۔[1] إنا للّٰه و إنا إليه راجعون.

❁ فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن محمد السلمان رحمہ اللہ (المتوفی: ۱۴۲۲ھ):

آپ سے سوال ہوا:

سوال ذی روح اشیا کی تصویر کا حکم کیا ہے؟ دلیل کے ساتھ واضح فرمائیں۔

جواب ذی روح چیز کی تصویر حرام اور کبیرہ گناہ ہے، اس لیے کہ اس میں اللہ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ﴾ [الأحزاب: ٥٧]

”بلاشبہہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں، اللہ نے ان پر دنیا و آخرت میں لعنت کی ہے اور ان کے لیے رسوا کن عذاب تیار کیا ہے۔“

عکرمہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ان سے مراد تصویر بنانے والے ہیں۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[1] الدرر السنية (١٥/ ٣١٨۔ ٣٢٥)

«قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ: وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ خَلْقًا كَخَلْقِي فَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً، أَوْلِيَخْلُقُوا حَبَّةً، أَوَلِيَخْلُقُوا شَعِيرَةً»[1]

''اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو میرے پیدا کرنے کی طرح پیدا کرے، ایسے لوگ ایک ذرہ، ایک دانہ یا ایک جو پیدا کر کے دکھائیں۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَاباً يَّوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ»[2]

''بلاشبہ قیامت کے دن سب لوگوں سے سخت عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ يُجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُورَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسٌ يُّعَذَّبُ بِهَا فِي جَهَنَّمَ»[3]

''ہر مصور آگ میں ہے، اس کے لیے ہر تصویر کے بدلے ایک نفس بنایا جائے گا جو اسے جہنم میں عذاب دے گا۔''

نیز فرمایا:

«مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فَإِنَّ اللّٰهَ مُعَذِّبُهُ، حَتَّى يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ، وَلَيْسَ بِنَافِخٍ»[4]

---

1. صحيح البخاري، رقم الحديث (٧١٢٠) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١١١)
2. صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦٠٦) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٩)
3. صحيح البخاري، رقم الحديث (٢١١٢) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١١٠)
4. صحيح البخاري، رقم الحديث (٢١١٢) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١١٠)

''جس نے دنیا میں کوئی تصویر بنائی، قیامت کے دن اسے اس میں روح پھونکنے کا مکلّف بنایا جائے گا، حالاں کہ وہ اس میں روح پھونک نہیں سکتا۔''

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ابو الہیاج اسدی سے کہا: کیا میں تمھیں اس کام کے لیے نہ بھیجوں جس کے لیے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا:

«أَنْ لَّا تَدَعَ صُوْرَةً إِلَّا طَمَسْتَهَا، وَلَا قَبْراً مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ»[1]

''تو کسی تصویر کو مٹائے بغیر اور کسی بلند قبر کو برابر کیے بغیر نہ چھوڑنا۔''

مذکورہ تمام دلائل تصویر کے حرام اور کبیرہ گناہ ہونے کے ہیں۔[2]

❀ فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الجبرین رحمہ اللہ (المتوفی: ۱۴۳۰ھ):

اپنے ارادے سے حرکت کرنے والے زندہ حیوان کی شکل بنانا تصویر کہلاتا ہے، مثلاً: انسان، جانور اور پرندے وغیرہ کی۔ اس کا حکم شرعی طور پر حرام ہونے کا ہے۔ موجودہ دور میں اس سے کرنسی نوٹ جن پر بادشاہوں کی تصویریں ہوتی ہیں، مستثنیٰ ہیں۔ شناختی کارڈ اور پاسپورٹ وغیرہ جو انسانی حفاظت کے لیے ضروری ہیں، انھیں بھی استثناء حاصل ہے، لیکن ضرورت سے تجاوز اس میں بھی درست نہیں۔[3]

تصویر شرک کا ایک وسیلہ ہے:

قائمہ کمیٹی برائے فتویٰ و بحوثِ علمیہ اور مجموعہ کبار علما کے ایک رکن فضیلۃ الشیخ صالح بن فوزان فرماتے ہیں کہ تصویر کا مفہوم یہ ہے کہ کسی چیز کی

---

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث (۹۶۹)

[2] الأسئلة والأجوبة الفقهية المقرونة بالأدلة الشرعية (۱/ ۹۷)

[3] فتاویٰ إسلامیه (٤/ ٣٥٥)

شکل وصورت کو بذریعہ قلم یا کسی اور آلے کے نقل کرنا اور اسے کسی تختی، ورق یا مورتی پر ثابت کرنا۔

علمائے کرام تصویر کو عقیدے کے میدان میں رکھتے ہیں، کیوں کہ تصویر شرک کے وسائل سے ایک وسیلہ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ پیدا کرنے کے معاملے میں شراکت داری یا مقابلہ بازی کا دعویٰ کرنا ہے۔ زمین پر سب سے پہلے ہونے والے شرک کا ذریعہ تصویر تھا، جب قومِ نوح نے کچھ نیک لوگوں کی تصاویر بنائیں اور اپنی مجالس کے مقامات پر انھیں نصب کر دیا تھا۔

نبی کریم ﷺ نے تصویر کی تمام قسموں سے ڈرایا، منع کیا اور اس کے مرتکب کو سخت وعید سنائی۔ آپ ﷺ نے تصویروں کو مٹانے اور انھیں بدل دینے کا حکم دیا۔ اس لیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت ہے۔ لہٰذا تصویر بنانے والا انسان اللہ کے ساتھ ایسے معاملے میں مشابہت کرنا چاہتا ہے جس میں وہ یکتا ومنفرد ہے۔ شرک کی ابتدائی تاریخ میں یہ بات ثابت شدہ ہے کہ شیطان نے قومِ نوح کے لیے صالحین کی تصاویر بنانے اور انھیں مجالس میں نصب کرنے کے عمل کو خوش نما بنا کر پیش کیا۔ انھیں خیال دلایا کہ ایسا کرنے سے ان بزرگوں کی یاد تازہ رہے گی۔ عبادت میں ان کے نقشِ قدم کو دیکھا جائے وغیرہ وغیرہ۔ جس کا نتیجہ ان تصویروں کی عبادت پر منتج ہوا اور اس عقیدے نے جنم لیا کہ اللہ کے علاوہ یہ بزرگ بھی نفع ونقصان کے مالک ہیں۔

تصویر بت پرستی کی بنیاد ہے:

اس لیے کہ مخلوق کی تصویر اس کی تعظیم اور عموماً اس کے ساتھ تعلق و لگاؤ کی وجہ سے ہوتی ہے۔ بالخصوص جب تصویر کسی شان والے شخص، یعنی بادشاہ،

عالم یا نیک آدمی کی ہو اور بالخصوص جب تصویر کو دیوار پر لگا کر یا کسی سڑک یا میدان میں نصب کر کے اس کی تعظیم کی جائے، اس لیے کہ ایسا کرنے سے اس کے ساتھ جاہل اور گمراہ لوگوں کا تعلق بڑھتا ہے، اگرچہ کچھ وقت کے بعد ہی ہو۔ پھر یہ بتوں اور مورتیوں کو نصب کرنے کا ایک دروازہ بھی ہے، جسے غیر اللہ کی عبادت کے لیے کھولا جاتا ہے۔

اب میں اس حوالے سے کچھ صحیح و صریح احادیث کچھ شرح کے ساتھ بیان کرتا ہوں:

۱۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ: وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ خَلْقًا كَخَلْقِي، فَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً، أَوْلِيَخْلُقُوا حَبَّةً، أَوْلِيَخْلُقُوا شَعِيرَةً»[1]

"اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو میرے پیدا کرنے کی طرح پیدا کرنے جائے، ایسے لوگ ایک ذرہ پیدا کریں، ایک دانہ پیدا کریں یا ایک جَو پیدا کریں۔"

اس کی شرح یہ ہے کہ مصور سے بڑھ کر کوئی ظالم نہیں، اس لیے کہ جب وہ کسی انسان یا جانور وغیرہ ذی روح چیز کی اس شکل پر تصویر کشی کرتا ہے جس پر اللہ نے اسے پیدا کیا ہے تو ایسا کرنے سے وہ اللہ کے پیدا کرنے سے مشابہت کرنے والا ہوتا ہے۔ ہر شَے کا خالق اور ہر شَے کا رب صرف اللہ تعالیٰ ہے، وہی ہے جس نے تمام مخلوقات کی صورتیں بنائیں اور ان میں روح پھونک کر انھیں زندگی عطا کی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢١١٢) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١١١)

﴿خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ﴾

[التغابن: ٣]

''اس نے آسمانوں اور زمین کو حق کے ساتھ پیدا کیا اور تمھیں صورت دی تو تمھاری صورتیں بہت اچھی بنائیں۔''

نیز فرمایا:

﴿هُوَ اللّٰهُ الْخٰلِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ﴾ [الحشر: ٢٤]

''وہ اللہ ہے، خالق ہے، موجد، صورت گر۔''

پھر اللہ تعالیٰ ان مصورین کو جو اس کی تخلیق کے ساتھ مشابہت کی کوشش کرتے ہیں، چیلنج کرتا ہے کہ وہ ان تصویروں میں روح پھونک کر انھیں زندہ کریں، جب کہ وہ ایسا کرنے سے عاجز رہیں گے۔ یہ ان کی عاجزی اور کوشش میں ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

آخری حصہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جس طرح وہ ذی روح حیوان ایجاد کرنے سے عاجز ہیں، اسی طرح وہ بے روح اشیا ذرہ، دانہ اور جَو وغیرہ کو ایجاد کرنے سے بھی عاجز ہیں۔

٢۔ بخاری و مسلم میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهُونَ بِخَلْقِ اللّٰهِ»[1]

''قیامت کے دن سب سے سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت کرتے ہیں۔''

اس حدیث میں مصورین کے برے انجام اور سخت ترین عذاب کا حق دار ہونے کا بیان ہے، اگرچہ وہ اس دنیا میں خوش حال زندگی گزاریں، انھیں فن کار

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦١٠) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٧)

کا نام دیا جائے اور متعدد طریقوں سے ان کے کارناموں کو سراہا جائے، بلاشبہہ ایک برا ٹھکانا ان کا منتظر ہے، اگر وہ توبہ کیے بغیر مر گئے، اس لیے کہ وہ تصویر کشی کے ذریعے اللہ خالقِ کائنات کی مشابہت کرنا چاہتے ہیں، حالاں کہ اللہ تعالیٰ اس معاملے میں منفرد، وحدہ لا شریک ہے۔ وہی پیدا کرنے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۚ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴾ [الرعد: ١٦]

''کیا انھوں نے اللہ کے لیے (ایسے) شریک ٹھہرا رکھے ہیں (کہ) انھوں نے اللہ کی مخلوق جیسی کوئی مخلوق بنائی ہے، پھر وہ مخلوق ان پر مشتبہ ہوگئی ہے؟ کہہ دیجیے: اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے اور وہ یکتا ہے، نہایت غالب۔''

امام نووی رحمہ اللہ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں:

''ایک قول یہ ہے کہ اس حدیث کا مصداق وہ شخص ہے جو عبادت کے لیے تصویر یعنی بت وغیرہ بنانے والا ہے۔ چناں چہ ایسا شخص کافر ہے اور سب سے بڑھ کر عذاب کا حق دار ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس کا مصداق وہ شخص ہے جو تصویر بناتے وقت یہ نیت رکھتا ہو کہ میں نے اللہ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت کرنی ہے، ایسا شخص بھی کافر ہے اور شدید عذاب کا حق دار ہے۔ اس کے کفر کی زیادتی اس کے عذاب میں زیادتی کا باعث ہوگی، لیکن جس مصور نے نہ عبادت کا ارادہ کیا ہو اور نہ مشابہت کا تو ایسا شخص فاسق ہے، کبیرہ

گناہ کا مرتکب ہے، لیکن کافر نہیں۔"[1]

شیخ عبدالرحمٰن بن حسن فرماتے ہیں:

"جب اس شخص کا یہ حال ہے جس نے اللہ کے پیدا کرنے کی مثل بنانے کی بذریعہ تصویر کوشش کی تو اس شخص کا کیا حال ہوگا جو مخلوق کو رب العالمین کے برابر قرار دیتا اور اس کی عبادت بجا لاتا ہے؟!"

۳۔ بخاری و مسلم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

«كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ يُجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُورَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسًا فَتُعَذِّبُهُ فِي جَهَنَّمَ»[2]

"ہر مصور آگ میں ہے، اس کے لیے ہر تصویر کے بدلے جو اس نے بنائی تھی، ایک بدن بنایا جائے گا، جس کے ذریعے اسے جہنم میں عذاب ہوگا۔"

اس کا مفہوم یہ ہے کہ جو تصویریں اس نے دنیا میں بنائی تھیں، انھیں حاضر کیا جائے گا، پھر ایک روح پھونک کر اس کے ذریعے مصور کو عذاب ہوگا، وہ تصویر کم ہو یا زیادہ کوئی فرق نہیں۔ ذرا تصور تو کرو کہ جب ہر تصویر کے بدلے ایک شخص ہو اور جہنم میں رکھ کر ان کے ذریعے مصور کو عذاب دیا جائے تو کتنی سختی ہوگی؟

۴۔ بخاری و مسلم میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے مروی ہے:

«مَنْ صَوَّرَ صُورَةً كُلِّفَ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ»[3]

---

[1] شرح النووي علىٰ مسلم (١٤/ ٩١)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢١١٢) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١١٠)

[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢١١٢) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١١٠)

”جس نے ایک تصویر بنائی، اسے مکلّف بنایا جائے گا کہ وہ اس میں روح پھونکے، جب کہ وہ ایسا کرنے والا نہیں ہوگا۔“

مصور کے لیے یہ عذاب کی ایک اور قسم ہے جس کا مفہوم واضح ہے، یعنی مصور کے سامنے وہ تمام تصویریں حاضر کی جائیں گی جو اس نے دنیا میں بنائی تھیں، پھر اسے حکم ہوگا کہ وہ ان میں روح پھونکے، جو اس کے بس کا کام ہی نہیں، اس لیے کہ روح میرے رب کے حکم کا نام ہے۔ مصور کو اس چیز کا مکلّف بنانا جس کی وہ طاقت نہیں رکھتا، دراصل اسے عذاب میں مبتلا کرنا ہے۔ لہٰذا یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ مصور کو لمبی دیر عذاب ہوگا اور بلاشبہہ وہ اس کام سے عاجز ہے، جس میں وہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت کی کوشش کرتا ہے۔

۵۔ امام مسلم نے ابو الہیاج سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے کہا: مجھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا:

”کیا میں تمھیں اس کام پر نہ بھیجوں جس پر مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا؟ یہ کہ تو کسی تصویر کو مٹائے بغیر اور کسی بلند قبر کو برابر کیے بغیر نہ چھوڑنا۔“[1]

اس حدیث میں تصاویر مٹانے کا حکم ہے، یعنی انھیں اصل ہیئت سے بدل کر ایسی صورت میں کر دینا ہے کہ اللہ کی تخلیق کے ساتھ اس کی مشابہت ختم ہو جائے۔ نیز اس حدیث میں حکم ہے کہ قبروں پر بنی عمارتوں، قبوں اور سجدہ گاہوں وغیرہ بت پرستی کے مظاہر کو گرا دیا جائے۔

چناں چہ اس حدیث میں شرک کے وسائل میں سے دو وسائل کو ختم کر

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٩٦٩)

دینے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ ایک تصویر اور دوسرا قبروں پر عمارت بنانا۔ مصالحِ دین اور مسلمانوں کے عقائد کی حفاظت کے لیے ایسا کرنا بے حد ضروری ہے۔

ہمارے دور میں تصویر اور اس کا استعمال بہت بڑھ چکا ہے، جگہ جگہ تصویریں نصب ہو رہی ہیں اور شناختی تصاویر کی بھرمار ہے۔ قبروں پر عمارتوں کی تعمیر کثرت سے ہونے کی وجہ سے پسندیدہ معاملہ خیال کیا جانے لگا۔ اس تمام کی وجہ دین سے اجنبی ہونا، سنتوں کا مخفی ہونا، بدعتوں کا ظہور، اکثر علما کی خاموشی اور ان کا جدید دور کے تقاضوں کو تسلیم کر لینا ہے۔ نتیجتاً نیکی برائی اور برائی نیکی سمجھی جانے لگی، جیسا کہ بہت سے علاقوں میں ہوتا ہے۔ لا حول ولا قوة إلا باللّٰه العلي العظيم.

اس صورت حال میں ہم پر لازم ہے کہ ہم بیدار ہوں اور اللہ، اس کی کتابوں، اس کے رسول، مسلمانوں کے اماموں اور عوام کے بارے نصیحت و خیر خواہی کو قبول کریں۔ گمراہی کی طرف بلانے والوں اور باطل کو رائج کرنے والوں کے زیادہ ہونے سے ہرگز نہ گھبرائیں، بلکہ ان کے جھوٹ کو بے نقاب کریں، ان کی گمراہی کا رد کریں، مسلمانوں کو ان کے شر سے روشناس کریں، تاکہ وہ ان سے محتاط رہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اپنی کتاب اور اپنے رسول کی سنت پر عمل کی توفیق دے۔[1]

نیز فرمایا: تصویریں بنانا، رکھنا اور انھیں اہمیت دینا شرعی طور پر حرام ہیں۔ اس حوالے سے متعدد صحیح احادیث میں شدید ممانعت وارد ہوتی ہے جو تصویر کے کبیرہ گناہ ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ متعدد خطرناک اور مہلک گناہوں کا سبب ہونے کی وجہ سے اسے سخت حرام قرار دیا گیا ہے۔

[1] الإرشاد إلى صحيح الاعتقاد (١/ ٤٥۔ ٤٨)

لہٰذا انسان پر لازم ہے کہ حتی الامکان تصویر کو تلف کرے اور اپنے گھر کو ان سے پاک کرے، جب کسی گھر میں دیواروں پر لٹکی ہوئی یا نصب کی ہوئی تصاویر ہوں، وہ مورتیوں کی شکل میں ہوں یا کسی ورق پر بنی ہوئی ہوں۔ جانوروں، پرندوں اور انسانوں کی طرح ذی روح چیزوں کی ہوں تو ان کو زائل کرنا ضروری ہے۔ نبی اکرم ﷺ بھی غصے میں آ گئے تھے، جب آپ ﷺ نے دیوار پر تصاویر والا پردہ دیکھا تھا۔ آپ ﷺ اس وقت تک گھر داخل نہیں ہوئے تھے جب تک اسے ہٹا کر پھاڑ نہیں دیا گیا۔ اس نبوی عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ تصاویر کو محفوظ رکھنا اور انھیں دیواروں وغیرہ پر نصب کرنا اور لٹکانا جائز نہیں۔ اسی طرح انھیں میموری کارڈ اور صندوق میں محفوظ رکھنا بھی درست نہیں، اس لیے کہ یہ سب فتنے کا باعث ہونے کی وجہ سے حرام ہیں۔

نیز فرمایا: تصویر کے حرام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت ہوتی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بدسلوکی کا ایک طریقہ ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ يُجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُورَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسًا فَتُعَذِّبُهُ فِي جَهَنَّمَ»[1]

''ہر مصور آگ میں ہے، اس کے لیے ہر تصویر کے بدلے، جو اس نے بنائی ہوگی، ایک بدن بنایا جائے گا، جس کے ذریعے اسے جہنم میں عذاب ہوگا۔''

اس حدیث میں بھی سخت وعید مذکور ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ''ہر مصور''

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢١١٢) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١١٠)

بولنا، تصویر کی تمام صورتوں کا احاطہ کرتا ہے۔ برابر ہے کہ وہ کرید کر بنائی جائے یا مجسم ہو یا اسے کسی کاغذ دیوار یا تختی پر بنایا جائے یا اسے فوٹو گرافی کے کسی آلے کے ذریعے عکس کیا جائے۔ کیمرے وغیرہ سے تصویر بنانے والے کو بھی مصور اور اس کے عمل کو تصویر سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس لیے اسے مستثنیٰ کرنے کی کوئی دلیل باقی نہیں رہتی۔ ہمیشہ سے ایسے شخص کے عمل کو تصویر سازی کا نام دیا جاتا ہے جو فوٹو گرافی کے آلات کے ذریعے تصویر بناتا ہے۔ لہٰذا وہ تصویر کی وعید سے نکل نہیں سکتا۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا فرمان: «بكل صورة» یعنی ہر تصویر کے بدلے، بھی عام ہے اور ہر تصویر کو شامل ہے۔ چاہے وہ لکھی ہوئی ہو یا کریدی ہوئی یا کسی آلے کا بٹن دبا کر بنائی ہوئی۔

زیادہ سے زیادہ فرق یہ ہے کہ آلے کے ذریعے تصویر بنانے والا ہاتھ سے بنانے والے کے مقابلے میں زیادہ جلدی بنا لیتا ہے، جب کہ نتیجہ دونوں کا ایک ہے۔ ہر ایک کا ارادہ ایک صورت ایجاد کرنے کا ہے، وہ شخص جو کرید کر یا اُبھار کر مورتی بناتا ہے اور وہ شخص جو لکھ کر تصویر بناتا ہے اور وہ شخص جو کیمرے کا بٹن دباتا ہے، سب کا مقصد ایک صورت کو ایجاد کرنا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان: «كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ» اور لوگوں کے نظریے کے درمیان کس دلیل سے فرق کریں گے۔ ان کے ذہنی نظریات اور خود ساختہ اقوال کے سوا تخصیص کی کوئی دلیل نہیں ہے، وہ اپنی رائے سے رسول اللہ ﷺ کی بات میں تخصیص کرنا چاہتے ہیں، جب کہ فوٹو گرافی، تمثالی اور مرسوم تصاویر میں جن امور کی وجہ سے بچنے کا کہا گیا ہے، ان میں ایک یہ ہے کہ یہ شرک کا

وسیلہ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشابہت کی کوشش ہے۔

یہ سب مصور ہیں، ان کا نتیجہ اور مقصد ایک ہی ہے۔ صاحبِ آلہ کو دوسروں سے جدا کرنے کی دلیل کیا ہے؟ صاحبِ آلہ تو تصویر سازی میں دوسروں سے بڑھ کر ہے، وہ ہاتھ سے تیار کرنے والے سے اچھی تصویر بناتا ہے، وہ اس میں مکسنگ کرتا اور رنگ بھرتا ہے۔ اسے نکھارنے میں محنت کرتا ہے، تاکہ ہاتھ سے تیار ہونے والی تصویر سے زیادہ پیاری ہو۔ سب کا مقصد ایک ہی ہے، اس لیے تصویروں کے درمیان فرق کے تکلف کی کوئی ضرورت نہیں۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے کلام میں اللہ اور اس کے رسول کے کلام کے ذریعے ہی تخصیص جائز ہے۔ انسانی اجتہادات، اندازوں اور فلسفوں کو اس میں کوئی دخل نہیں۔ ایسا کرنے والے کی بات مردود ہوگی۔ اصولِ حدیث اور اصولِ تفسیر میں یہ ایک مشہور قاعدہ ہے کہ عام میں تخصیص بغیر دلیل کے نہیں ہوگی اور عام کی تخصیص لوگوں کے اقوال کے ذریعے نہیں ہوگی۔ یہ ایک مسلمہ قاعدہ ہے اور اس پر اجماع قائم ہے۔ یہ قاعدہ ان کی نظروں سے کیسے اوجھل ہوگیا ہے کہ وہ کہنے لگ گئے ہیں کہ فوٹو گرافی کے آلے کے ساتھ بنی ہوئی تصویر اس ممانعت میں شامل نہیں؟ یہ ایک فضول بات ہے جس کی اہلِ علم اور اصولیین کے ہاں کوئی حیثیت نہیں۔ اصول وقواعد کلی طور پر اس کا انکار کرنے والے ہیں۔ وہ ان سے باخبر ہیں، لیکن اللہ کی پناہ؛ خواہش اور مغالطہ دو ایسی چیزیں ہیں جو بندے کو حق سے دور لے جاتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: ''ہر مصور آگ میں ہے'' اور فلاں کہتا ہے: نہیں نہیں، فوٹو گرافی کے ذریعے تصویر بنانے والا آگ میں نہیں ہے۔ اور

رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان: ''اس کے لیے ہر تصویر کے بدلے میں جو اس نے بنائی تھی ایک نفس ہوگا جس کے ذریعے اسے جہنم میں عذاب ہوگا۔'' دلالت کرتا ہے کہ ہر تصویر جو اس نے کسی بھی وسیلے سے بنائی، کرید کر، لکھ کر یا کسی آلے کے ذریعے، وہ تصویریں کم ہوئیں یا زیادہ قیامت کے دن حاضر ہوں گی، ان میں روح پھونکی جائے گی اور ان کے ذریعے مصور کو عذاب دیا جائے گا۔ یہ تصویریں اس پر قیامت کے دن عذاب ڈھائیں گی، جس طرح زکات نہ دینے والے مال دار کا مال قیامت کے دن یا قبر میں ایک سانپ کی شکل میں حاضر ہو کر اسے ڈسے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ﴾

[آل عمران: ۱۸۰]

''اور جن لوگوں کو اللہ نے اپنے فضل سے بہت کچھ دیا ہے اور وہ اس میں کنجوسی کرتے ہیں تو وہ اس (بخل) کو اپنے لیے ہرگز بہتر نہ سمجھیں، بلکہ وہ ان کے لیے بہت برا ہے۔ جس مال میں انھوں نے کنجوسی کی، قیامت کے دن اسی کے انھیں طوق پہنائے جائیں گے۔''

جب تصاویر بنانے والوں کی حالت یہ ہوگی تو تصویر سازی کے آلات بنانے والوں کا کیا بنے گا؟ اللہ تعالیٰ سب کو اپنی پناہ میں رکھے۔ کیا اس شخص کی بات باعثِ نجات ہوگی جو کہتا ہے: ''فوٹو گرافی کی تصویر سے عذاب نہیں ہوگا۔'' اور اگر تصویر کا معاملہ خطرناک اور فتنہ انگیز نہ ہوتا تو آج لوگوں کی اکثریت اس فتنے کا شکار نہ ہوتی۔ شیطان انسان کو اس کی ترغیب اس لیے دیتا ہے کہ اس میں اولادِ آدم کا نقصان ہے۔ وہ اس لیے ترغیب دے رہا ہے، تاکہ بندے اس کی

وجہ سے گناہوں کے بوجھ اپنی گردن پر لادے ہوئے حاضر ہوں اور کامیابی سے دور رہیں۔ نعوذ باللہ منها.

مصور کے حق میں واردشدہ وعید کی متعدد انواع کا خلاصہ درج ذیل ہے:

نبی اکرم ﷺ نے اس پر لعنت کی ہے، وہ سب سے بڑھ کر ظالم ہے، اسے سب سے بڑھ کر عذاب ہوگا۔ اس کے لیے ہر تصویر کے بدلے ایک نفس ہوگا جو جہنم میں اس کے عذاب کو بڑھائے گا۔ ہر تصویر میں اسے روح پھونکنے کا مکلّف ٹھہرایا جائے گا اور اسے کہا جائے گا: اسے زندہ کر جسے تو نے بنایا تھا...۔

حدیثِ رسول میں تصویر کی تمام اقسام و انواع کے حرام ہونے کا ثبوت موجود ہے، کوئی تصویر مستثنیٰ نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے فرامین: «كل مصور...»، «من صور صورة...»، «لا تدع صورة...» «أشد الناس... المصورون» ہر مصور کو شامل ہیں اور کسی بھی وسیلے سے حاصل ہونے والی تصویر اس سے خارج نہیں۔[1]

❁ فضیلۃ الشیخ عبدالرحمٰن بن ناصر البراک حفظہ اللہ:

انسان ہو یا حیوان ہر ذی روح چیز کی تصویر حرام ہے، اسی طرح تصویروں کی کمائی بھی حرام ہے، اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کی احادیث وافر مقدار میں موجود ہیں۔

تصویر سازی اللہ تعالیٰ کی تخلیق کے ساتھ مشابہت اور بہت بڑا ظلم ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

«قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ: وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ خَلْقًا كَخَلْقِي،

---

[1] إعانة المستفيد بشرح كتاب التوحيد (٢/ ٢٦٥ـ ٢٦٩)

فَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً، أَوِلْيَخْلُقُوا حَبَّةً، أَوِلْيَخْلُقُوا شَعِيرَةً»[1]

''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو میرے پیدا کرنے کی طرح پیدا کرنے جائے۔ پس ایسے لوگ ایک ذرہ، ایک دانہ یا ایک جَو پیدا کریں۔''

(اس حدیث کے بعد شیخ عبدالرحمٰن بن ناصر حفظہ اللہ نے مصورین کو شدید ترین عذاب ہونے، انھیں تصویروں میں روح پھونکنے، فرشتوں کے تصویر والے گھر میں داخل نہ ہونے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تصویروں کو مٹانے کا حکم دینے والی احادیث باحوالہ ذکر کیں۔ جنھیں ہم اختصار کی غرض سے اور تکرار سے بچتے ہوئے یہاں ترک کرتے ہیں، جب کہ گذشتہ صفحات میں یہ تمام بالتفصیل گزر چکی ہیں)

یہ اور ان کے علاوہ متعدد روایات ہر اس تصویر کو شامل ہیں، جس میں روح ہو، چاہے وہ ہاتھ سے بنی ہو یا کسی آلے، مثلاً: تصویر یا ویڈیو کیمرے سے۔ یہ سب تصاویر ہی ہیں، اسی طرح سایہ دار، یعنی مجسم تصویر ہو یا بے سایہ، یعنی کاغذ یا کپڑے وغیرہ پر بنی ہو، مذکورہ احادیث کی روشنی میں سب حرام ہیں۔

البتہ ان سے وہ گڑیاں مستثنیٰ ہیں، جنھیں چھوٹی بچیوں کے کھیلنے کے لیے روئی، دھاگے اور ریشمی کپڑے سے بنایا جاتا ہے، جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جب چھوٹی تھیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس بعض حیوانات کے ہم شکل بنی ہوئی گڑیاں دیکھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا انکار نہیں کیا۔ لہٰذا بچوں کے اس طرح کے کھلونوں میں کوئی حرج نہیں، لیکن وہ تصویریں جو لڑکیوں یا حیوانات کی مثل پلاسٹک سے تیار کی جاتی ہیں اور ان سے کئی طرح کی آوازیں نکلتی ہیں، یہ اللہ تعالیٰ

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٧١٢٠) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١١١)

کی تخلیق کے ساتھ انتہائی مشابہ ہونے کی وجہ سے کلی طور پر حرام ہیں۔ ان سے ناواقف بعض دیکھنے والے انھیں حقیقت کی نظر سے دیکھنے لگتے ہیں۔

تصویر کے عام ہونے، اس کے آلات کی کثرت، اس کے وسائل کی بھرمار اور مختلف میدانوں میں تصویروں کی کثرت کے پیشِ نظر مسلمان پر یہ ذمے داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس برائی کے خلاف کھڑا ہو، اپنی اولاد کی تربیت اس نہج پر کرے کہ وہ تصویر سازی اور تصاویر کا انکار کریں۔ ان تصویروں کا دفاع دیگر بہت سی اقسام کے کھلونوں سے بھی ممکن ہے، اس لیے کہ کارخانوں نے دنیاوی امور میں لوگوں کی مرضی کا انتہائی خیال رکھا ہے اور ان کی مطلوبہ ہر چیز کو حلال و حرام ذرائع سے پورا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس صورتحال میں ہم پر لازم ہے کہ ہم حرام اور شبہے والی چیزوں سے اجتناب کرتے ہوئے حلال پر اکتفا کریں۔ ہم دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی سمجھ عطا فرمائے، حرام سے بچائے اور حلال نصیب فرمائے۔

صحیح حدیث میں ہے:

«إِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا أُمُورٌ مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وعِرْضِهِ، ومَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ»[1]

''بلاشبہ حلال واضح ہے اور بلاشبہ حرام واضح ہے، ان دونوں کے درمیان مشتبہ امور ہیں، جنھیں اکثر لوگ نہیں جانتے، پس جو شخص شبہہ والی چیزوں سے بچ گیا، اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو محفوظ کر لیا اور جو شبہہ والی چیزوں میں واقع ہوگیا، وہ حرام میں واقع ہوگیا۔''[2]

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٢) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٥٩٩)

[2] موقع الشيخ بشبكة نور الإسلام (بتاريخ: ١٠/ ٨/ ١٤٢٧هـ)

عریانی و فحاشی پھیلانے والے رسائل و جرائد کا حکم:

❁ اسلامی حکومتوں پر لازم ہے کہ وہ ایسے جرائد کی روک تھام کریں جو گانے بجانے والی اور نیم برہنہ عورتوں کی تصاویر شائع کرتے ہیں۔ فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز عبداللہ بن باز رحمہ اللہ سے سوال ہوا:

سوال ایسے رسالوں کا کیا کیا جائے جو گانے بجانے والی، برہنہ اور نیم برہنہ عورتوں کی تصاویر شائع کرتے ہیں اور ان کا فساد واضح ہے؟

جواب انھیں روکنا لازم ہے، حکومت کی ذمے داری ہے کہ وہ انھیں روکے۔ گانے بجانے والوں کی اور دیگر لوگوں کی تصاویر سے روکنا، اسی طرح باطل کی طرف دعوت دینے کے اسباب کی روک تھام حکومت کی بنیادی ذمے داریوں میں شامل ہے، عوام کا بھی حق ہے کہ وہ اس معاملے میں حکومت کا ساتھ دے۔

داعیانِ کتاب وسنت پر لازم ہے کہ وہ نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں پر تعاون کریں۔ اسی طرح وزارتِ نشر و اشاعت پر لازم ہے کہ وہ باطل کے بجائے حق کی نشر و اشاعت کی حرص رکھے۔ ٹیلی ویژن وغیرہ پر دکھانا ہو یا ریڈیو وغیرہ پر سنانا، نشر و اشاعت کے ذمے داروں پر لازم ہے کہ وہ اللہ سے ڈر جائیں۔ اللہ کو راضی کرنے والے عمل کریں اور اس کے حرام کردہ کاموں سے بچیں، حکومت اپنی ذمے داری پوری کرے اور دیگر مسلمان، علما اور اخیار اس کے بازو بنیں، اس معاملے میں تعاون کریں اور کسی بھی کوتاہی پر حکومت کو اطلاع دیں۔[1]

❁ فضیلۃ الشیخ عبدالمحسن بن حمد العباد البدر حفظہ اللہ:

سوال فوٹو گرافی اور ویڈیو تصاویر کے معاملے میں ہم اشکال کا شکار ہیں

---

[1] مجموع فتاویٰ ابن باز رحمہ اللہ (۲۸/ ۷۲)

اور راجح موقف کے طلب گار ہیں؟

جواب اس میں کوئی شک نہیں کہ ان دونوں سے تیار ہونے والی شکل وصورت تصویر کہلاتی ہے اور بلاشبہہ وہ تصویر ہے۔ البتہ وہ تصویر جس کے بغیر کوئی چارہ نہیں، اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن جس کی ضرورت نہیں اس کا ارتکاب جائز نہیں۔[1]

❁ فضیلۃ الشیخ مقبل بن ہادی الوادعی رحمہ اللہ (المتوفی ۱۴۲۲ھ)

سوال علما کی میٹنگ اور ان کی مشاورتی مجلس کی تصویر کا کیا حکم ہے؟ نیز یہ بھی بتائیں کہ کون سی تصویر جائز ہے؟

جواب تصویر حرام ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

«لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ»[2]

''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔''

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَعَنَ اللّٰهُ الْمُصَوِّرِيْنَ»[3] ''مصورین پر اللہ کی لعنت ہو۔''

اور جامع ترمذی میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«تَخْرُجُ عُنُقٌ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَهَا عَيْنَانِ تُبْصِرَانِ، وَأُذُنَانِ تَسْمَعَانِ، وَلِسَانٌ يَنْطِقُ، يَقُولُ: إِنِّي وُكِّلْتُ بِثَلَاثَةٍ: بِكُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ، وَبِكُلِّ مَنْ دَعَا مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ، وَبِالْمُصَوِّرِينَ»[4]

---

[1] شرح سنن الترمذي، كتاب "صفة جهنم" شريط رقم (٢٧٨)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٣١٤٤) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٦)

[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٠٣٢) محولہ بالا روایت میں "لعن الله المصورين" کے بجائے "لعن المصورين" کے الفاظ ہیں۔

[4] سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٥٧٤) السلسلة الصحيحة، رقم الحديث (٥١٢)

’’قیامت کے دن جہنم سے ایک گردن نکلے گی، اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گی، دو کان ہوں گے جن سے وہ سنے گی اور ایک زبان ہوگی جس سے وہ بولے گی، وہ کہے گی: تین طرح کے لوگ میرے سپرد کیے گئے ہیں: ہر سرکش ضدی، ہر وہ شخص جو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارے اور تصویریں بنانے والے۔‘‘

اور تحقیق نبی اکرم ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں داخل ہونے سے انکار کر دیا تھا، اس لیے کہ وہاں تصویروں والا ایک پردہ تھا۔

لہٰذا یہ دلیل ان لوگوں کا رد کرتی ہے جو کہتے ہیں کہ صرف جسم والی تصویر حرام ہے، نبی اکرم ﷺ نے تو پردے پر بنی تصویر کو مٹانے کا حکم دیا اور فرمایا:

«إِنَّ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُصَوِّرُونَ هٰذِهِ الصُّوَرَ»[1]

’’یہ تصویریں بنانے والے قیامت کے دن سخت ترین عذاب کا شکار ہوں گے۔‘‘

اور وہ تصویر جس کے بغیر چارہ نہیں، مثلاً: شناختی کارڈ، پاسپورٹ اور ٹکٹ وغیرہ، اس کا گناہ حکومت پر ہے۔[2]

❁ فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن محمد الغنیمان حفظہ اللہ:

تصویر کے معاملے میں لوگوں کی آزمائش سخت ہے، ہم اللہ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ تصاویر کی بہتات اور رسول اللہ ﷺ سے منقول نصوص کی

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٧٥٨) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٩)

[2] تحفة المجيب على أسئلة الحاضر والغريب (ص: ٦٢)

کثرت آپ ﷺ کی نبوت کی ایک دلیل ہے۔ یہ چیز آپ ﷺ کی امت میں واقع ہونی تھی، اس لیے آپ ﷺ نے اس سے ڈرایا اور منع فرمایا۔ آپ ﷺ کی طرف سے دیے جانے والے یہ پیغامات امت کے خلاف حجت ہیں، اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو واضح طور پر بغیر اشکال چھوڑے بیان کر دیا ہے۔ آپ ﷺ کے واضح طور پر بیان کیے ہوئے مسائل میں ایک مسئلہ تصویر کا بھی ہے۔ جس قدر شدید وعید مصورین کے لیے آئی ہے، شاید کسی اور کے لیے نہ آئی ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے۔ اس کے باوجود بھی مصورین اور تصاویر کثرت سے موجود ہیں۔[1]

نیز فرمایا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

«كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ، يُجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُورَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسًا فَتُعَذِّبُهُ فِي جَهَنَّمَ»[2]

''ہر مصور آگ میں ہے، اس کے لیے اس کی بنائی ہوئی ہر تصویر کے بدلے ایک نفس ہوگا جس کے ذریعے اسے جہنم میں عذاب دیا جائے گا۔'' یہ بڑی شدید وعید ہے۔ (اللہ محفوظ رکھے)

فرمانِ نبی ﷺ «كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ» میں "كُلُّ" عموم کے لیے ہے، ہاتھ اور کیمرے سے بنی ہر تصویر اس میں شامل ہے۔ ہر تصویر جسے انسان اپنے ہاتھ یا کسی آلے کے ذریعے بناتا ہے؛ اس حدیث کے عموم میں داخل ہے۔

---

[1] المحاورات لطلب الأمر الرشيد في تفهم كتاب التوحيد (٢/ ١١٧٥ـ ١١٧٦)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢١١٢) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١١٠)

یہ ایک صریح، شدید اور واضح وعید ہے۔ اس کی تاویل درست ہے نہ اسے اس کے ظاہر سے پھیرنا، اس لیے کہ اس کا قائل وہ ہے جو اپنی خواہش سے نہیں بولتا۔ یہ واضح اور جلی کلام ہے، اس کی تاویل وتفسیر کا مطالبہ رسول اللہ ﷺ کی ذات کا تدارک (دور اور پَرے کر دینا) ہوگا۔ اس لیے یہ جائز نہیں، بلکہ لازم ہے کہ اسے رسول اللہ ﷺ کے فرمائے ہوئے حال پر چھوڑ دیا جائے، جس کا معنی واضح طور پر سمجھا جانے والا ہے۔[1]

❀ فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ الراجحی حفظہ اللہ:

تصویر کبیرہ گناہوں سے ہے، اس لیے کہ اس کے فاعل کے لیے لعنت اور آگ کی وعید ہے، جو کبیرہ گناہ کے سوا پر نہیں ہوتی۔ موجودہ دور میں لوگوں کی اکثریت تصویر کے معاملے میں تساہل کا شکار ہے۔ بعض کی رائے یہ ہے کہ وہ تصویر حرام ہے جس کا سایہ ہو، لیکن جو کسی کپڑے یا کاغذ پر بنی ہو، وہ حرام نہیں، اس لیے کہ اس کا سایہ نہیں۔ یہ بعض اسلاف کا ضعیف و مرجوح قدیم قول ہے۔

اس لیے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ابو الہیاج اسدی سے کہا تھا: کیا میں تجھے ایسے کام پر نہ بھیجوں جس پر مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا کہ تو کوئی تصویر مٹائے بغیر اور کوئی بلند قبر برابر کیے بغیر نہ چھوڑنا۔

لفظ "طمس" کا استعمال ایسی تصویروں میں ہوتا ہے جن کا سایہ نہ ہو۔ اسی طرح روئی اور ریشم سے بنے کپڑے پر تصاویر جو سیدنا جبریل علیہ السلام کو روکنے کا باعث بنی تھیں بے سایہ تھیں۔

یہ احادیث اس بات کی دلیل ہیں کہ تصویر کے حرام ہونے میں اس کے

[1] شرح كتاب التوحيد، باب ما جاء في المصورين.

سایہ دار یا مجسم ہونے کی قید لگانا باطل ہے۔ پھر زمانے کی ترقی نے فوٹو گرافی سے روشناس کرایا تو کچھ لوگوں نے کہا: یہ تصویر نہیں، یہ تو محض عکس ہے، جس طرح آواز ریکارڈ کی جاتی ہے۔ یہ ان لوگوں کا فقط گمان ہے، جب کہ صحیح بات یہ ہے کہ یہ بھی ہر اعتبار سے تصویر ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ فوٹو گرافی کا مصور تصویر نہیں بناتا، تصویر تو وہ ہوتی ہے جسے انسان اپنے ہاتھ سے تراشے یا قلم کے ساتھ منقش کرے، یہ تو محض ایک آلے کا بٹن دبانا ہے، تصویر آدمی نہیں آلہ بناتا ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ آدمی کے بٹن دبانے کا مقصد بھی تو تصویر ہی ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث: «أَنْ لَّا تَدَعَ صُوْرَةً إِلَّا طَمَسْتَهَا» میں لفظ «صورة» نکرہ ہے جو نہی کے سیاق میں وارد ہوا ہے۔ جبکہ اصولیوں کے نزدیک یہ قاعدہ ہے کہ جب نکرہ نفی، نہی یا شرط کے سیاق میں واقع ہو تو عموم کا فائدہ دیتا ہے۔ پس لفظ «صورة» فوٹو گرافی یا اس کے علاوہ کو شامل ہے، اس کا سایہ ہو یا نہ ہو، مجسم تصویر ہو یا غیر مجسم، سب اس حرمت میں شامل ہیں۔

ہمارے شیخ ابن باز رحمہ اللہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو کہتا ہے کہ فوٹو گرافی کی تصاویر، تصاویر نہیں ہوتیں؟ تو انھوں نے فرمایا: ''یہ تو دوسری تصاویر کے مقابلے میں بڑی تصاویر ہیں۔''[1]

احتسابی اداروں کی ذمے داری:

احتسابی اداروں کی ذمے داری ہے کہ وہ تصاویر سے روکیں اور انھیں

[1] منحة الملك الجليل شرح صحيح محمد بن إسماعيل (١٠/ ٦٧٢) از شیخ عبدالعزیز راجحی حفظہ اللہ.

تلف کریں۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”ہر وہ چیز جو بعینہٖ یا بغیرہ حرام ہو، اس کا ازالہ اور تبدیلی کرنا مسلمانوں کا متفقہ مسئلہ ہے۔ مثلاً مسلمان کی شراب بہا دینا، آلاتِ موسیقی کی توڑ پھوڑ اور بنائی ہوئی تصاویر کو مسخ کرنا وغیرہ۔ تصویر کے محل و دفاتر کے اتلاف میں لوگوں کا اختلاف ہے، لیکن درست بات یہی ہے کہ کتاب و سنت اور اجماعِ سلف سے اس کے جواز کی دلیل ملتی ہے۔ امام مالک اور احمد رحمہما اللہ وغیرہ کا یہی مذہب ہے۔“[1]

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تعزیر اور سزا کے طور پر مال تلف کرنا منسوخ نہیں ہے۔ ابو الہیاج اسدی سے روایت ہے کہ مجھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: ”کیا میں تجھے اس کام پر نہ بھیجوں جس پر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا کہ نہ تو کسی تصویر کو مٹائے بغیر چھوڑنا اور نہ کسی بلند قبر کو برابر کیے بغیر چھوڑنا۔“[2]

یہ حدیث دلالت کرتی ہیں کہ تصاویر جس چیز میں بھی ہوں، انھیں مٹا دیا جائے اور بلند قبروں کو برابر کر دیا جائے، وہ پتھر کی ہوں یا مٹی اور اینٹوں کی۔

علامہ مروزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد رحمہ اللہ سے کہا: انسان کرائے پر گھر لیتا ہے اور اس میں تصاویر بنی ہوتی ہیں تو کیا وہ انھیں مٹا سکتا ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں، اس کی دلیل یہ صحیح حدیث ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب گھر میں تصاویر دیکھیں تو داخل نہیں ہوئے، حتی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے وہ مٹا دی گئیں۔“[3]

[1] مجموع الفتاویٰ (۲۸/ ۱۱۸) از شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (المتوفیٰ: ۷۲۸ھ)

[2] صحیح مسلم، رقم الحدیث (۹۶۹)

[3] صحیح البخاري، رقم الحدیث (۳۱۷٤)

اور صحیحین میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ»[1]

''فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔''

صحیح بخاری میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

«أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ يَتْرُكُ فِي بَيْتِهِ شَيْئًا فِيهِ تَصَالِيبُ إِلَّا نَقَضَهُ»[2]

''نبی کریم ﷺ گھر میں صلیب والی کوئی چیز دیکھتے تو اسے توڑ دیتے تھے۔''

صحیحین میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمُ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا مُقْسِطًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ، وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ»[3]

''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! عنقریب ابن مریم علیہ السلام تم میں ایک عادل حکمران کی حیثیت سے نزول فرمائیں گے، صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو مار ڈالیں گے اور جزیہ عائد کریں گے۔''

پس اللہ تعالیٰ کے تمام رسول ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ وغیرہ اور خاتم المرسلین محمد ﷺ ان تمام پر اللہ کی رحمتوں اور سلامتی کا نزول ہو، سب حرام کو مٹانے اور اسے تلف کرنے آئے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اسی نظریے کے حامل تھے۔ اس

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٣٠٥٣) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٦)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦٠٨)

[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢١٠٩) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٥٥)

لیے ان کے مخالفین کی باتوں پر التفات کی کوئی ضرورت نہیں۔ [1]

❁ فضیلۃ الشیخ محمد بن محمد بن الاخوۃ القرشی:

لوگوں کو تصاویر سے منع کر دیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے تصویر بنانے والے پر لعنت کی ہے اور آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ تصاویر بنانے والوں کو روزِ قیامت عذاب ہوگا اور انھیں کہا جائے گا کہ تم اسے زندہ کرو جو تم نے بنایا ہے۔ لہٰذا جو شخص کسی کو یہ کام کرتے ہوئے دیکھے، وہ اسے مکمل ادب سکھائے۔ [2]

❁ فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن محمد السلمان رحمہ اللہ:

آلۂ تصویر کو بے کار کرنے والے پر، اسی طرح مجسم و غیر مجسم ذی روح اشیا کی تصاویر کو تلف کرنے والے پر کوئی تاوان نہیں ہوگا، کیوں کہ تصاویر حرام ہیں، تصویر کے حرام ہونے اور انھیں مٹانے کے مشروع ہونے پر متواتر دلائل موجود ہیں، جن میں مصورین کے لیے سخت وعید کا بیان ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ تصویر والے گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں موسیٰ علیہ السلام کا قصہ بیان کیا ہے، جب ان کی قوم نے بچھڑے کو عبادت کے لیے بنایا تو موسیٰ علیہ السلام نے اسے جلا کر ریزہ ریزہ کیا اور اسے دریا میں ڈال دیا۔ ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں بتایا کہ انھوں نے اس عزم کا اپنی قوم کے سامنے اظہار کیا:

﴿ وَتَاللّٰهِ لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُمْ ﴾ [الأنبياء: ٥٧]

”اور اللہ کی قسم! میں ضرور بالضرور تمھارے بتوں کے ساتھ ایک تدبیر کروں گا۔“

---

[1] الطرق الحكمية في السياسة الشرعية (٢/ ٧٠٧۔ ٧٠٩) للإمام ابن القيم رحمه الله (المتوفى: ٧٥١هـ)

[2] معالم القربة في طلب الحسبة (ص: ٢٣٧)

یہاں تک کہ فرمایا:

﴿فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا﴾ [الأنبیاء: ٥٨]

”چناں چہ اس نے ان (سب) کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔“[1]

❁ فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز عبداللہ الراجحی حفظہ اللہ:

ذی روح اشیا کی تصویر معاشرے میں پھیلی ایک بڑی برائی ہے، کتاب و سنت کے داعی کی ذمے داری ہے کہ وہ اس برائی کو بے نقاب کرے اور اس بارے وارد شدہ وعید کو عام کرے، مثلاً: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهُونَ بِخَلْقِ اللّٰهِ»[2]

”لوگوں میں سخت ترین عذاب قیامت کے دن ان کو ہوگا جو اللہ کی تخلیق کے ساتھ مشابہت کرتے ہیں۔“

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے:

«كُلُّ مُصَوِّرٍ فِيْ النَّارِ يُجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُورَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسًا فَتُعَذِّبُهُ فِيْ جَهَنَّمَ»[3]

”ہر مصور آگ میں ہے، اس کے لیے ہر تصویر کے بدلے، جو اس نے بنائی تھی، ایک نفس ہوگا جو اسے جہنم میں عذاب دے گا۔“

بڑوں اور صاحبِ اقتدار لوگوں کی تصاویر بالخصوص اس وعید میں شامل ہیں، کیوں کہ ان سے تعظیم و عقیدت کا معاملہ رکھا جاتا ہے اور عورتوں کی تصاویر

[1] الأسئلة والأجوبة الفقهية (٦/ ١٢١)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦١٠) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٧)

[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢١١٢) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١١٠)

بھی، کیوں کہ ان سے فتنہ و فساد کی راہیں کھلتی ہیں۔ (شیخ نے یہ پیغام بذریعہ نیٹ دیا ہے)

❁ فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن صالح الفوزان حفظہ اللہ:

سوال فوٹو گرافی اور ویڈیو تصویر کا کیا حکم ہے؟

جواب وہ بات جو میرے سامنے آئی ہے، وہ یہ ہے کہ حرام قرار دینے والی نصوص ہر قسم کی تصویر کو شامل ہیں۔ کسی کے درمیان فرق مجھے معلوم نہیں ہو سکا، لیکن جس شخص نے ضروری تصاویر، مثلاً: شناختی کارڈ اور پاسپورٹ وغیرہ کی تصاویر پر اقتصار کیا، ان شاء اللہ، اس میں کوئی حرج نہیں۔

البتہ تصویر کے معاملے میں موجودہ تساہل سے مجھے اندیشہ لاحق ہوتا ہے کہ مستقبل میں یہ کسی بڑے فتنے کا موجب بنے گا، اس لیے کہ انسان کسی معین حد پر رکتا نہیں، اس کی احتیاط صرف اپنے لیے ہوتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

«إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ»[1]

''بلاشبہ فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر یا کتا ہو۔''[2]

❁ فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن السعد:

ذی روح چیز کی تصویر حرام ہے۔ چاہے وہ ہاتھ سے بنی ہو جیسے کرید کر یا قلم کے ذریعے لکھ کر بنائی جانے والی تصویر یا کسی آلے کے ذریعے بنائی گئی ہو، مثلاً: کیمرے کی تصویر وغیرہ۔

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٣١٤٤) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٦)

[2] الفتویٰ، رقم (١٠٩٧٩) بتاريخ (١٦/ ٤/ ١٤٢٦) بموقع شبكة نور الإسلام.

اس لیے کہ تصویر سے ممانعت کی احادیث عام ہیں جو ہر ذی روح چیز کی تصویر کو شامل ہیں، ہاں جنھیں نص کے ذریعے استثنا حاصل ہو، مثلاً: وہ تصاویر جن کی اہانت کی جائے وہ مستثنیٰ ہیں، البتہ اس میں بھی اختلاف ہے۔

بخاری و مسلم میں سعید بن ابو الحسن کی سند سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیثِ رسول ہے:

«كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ يُجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُورَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسًا فَتُعَذِّبُهُ فِي جَهَنَّمَ»[1]

''ہر مصور آگ میں ہے، اس کے لیے ہر اس تصویر کے بدلے جو اس نے بنائی تھی، ایک نفس بنایا جائے گا جو اسے جہنم میں عذاب دے گا۔''

اور سعید بن ابی عروبہ کی سند سے بخاری و مسلم میں انس بن نضر سے مروی ہے کہ میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اس دوران میں انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

«مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فِي الدُّنْيَا كُلِّفَ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ»[2]

''جس نے کوئی تصویر بنائی، اسے روزِ قیامت مکلّف ٹھہرایا جائے گا کہ وہ اس میں روح پھونکے، جب کہ وہ روح پھونکنے والا نہیں ہے۔''

چناں چہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: «كُلُّ مُصَوِّرٍ» اور «مَنْ صَوَّرَ» عموم کے الفاظ ہیں۔

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢١١٢) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١١٠)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦١٨) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١١٠)

عبیداللہ بن عمر جناب نافع سے اور وہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ الَّذِيْنَ يَصْنَعُوْنَ هٰذِهِ الصُّوَرَ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ» [1]

''جو لوگ تصاویر بناتے ہیں، قیامت کے روز عذاب دیے جائیں گے۔ انھیں کہا جائے گا: اسے زندہ کرو جو تم نے پیدا کیا ہے۔''

بخاری و مسلم نے نافع عن القاسم بن محمد کی سند سے سیدہ عائشہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَيُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ» [2]

''بلاشبہہ ان تصویروں والے عذاب دیے جائیں گے اور انھیں کہا جائے گا: اسے زندہ کرو جو تم نے بنایا ہے۔''

اس حوالے سے مزید کئی دلائل ہیں۔ فضیلۃ الشیخ حمود بن عبداللہ التویجری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''إعلان النكير على المفتونين بالتصوير'' میں اس مسئلے کے بارے میں (13) احادیث جمع کی ہیں۔ یہ احادیث اور ان کے علاوہ دوسری احادیث ذی روح چیزوں کی تصویر کی ممانعت میں عموم کا فائدہ دیتی ہیں۔

❁ فضیلۃ الشیخ صالح بن عبدالعزیز آل الشیخ حفظہ اللہ:

تصویر کی تمام انواع کے ناجائز و حرام ہونے کے متعدد دلائل ہیں، کسی طرح کی تصویر دلیل کے ساتھ ان سے خاص نہیں۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦٠٧) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٨)
[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (١٩٩٩) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٧)

سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

«إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَاباً يَّوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ»[1]

''بلاشبہہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے سخت عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔''

اس بارے میں سیدنا عبداللہ بن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی احادیث بھی ہیں۔ تصویر کے حرام ہونے کے بارے میں بہت سی احادیث ہیں۔

وجہ استدلال یہ ہے: لفظ «المصورن» اسمِ فاعل کا صیغہ ہے، جس پر الف لام اسم موصول داخل ہے، جو تصویر کی تمام اقسام کو بالعموم شامل ہونے کی دلیل ہے۔ کوئی تصویر جائز نہیں سوائے اس کے جو جاندار کی نہ ہو، بے جان چیزوں کی تصاویر کے جائز ہونے کی دلیل موجود ہے۔

فوٹو گرافی کی تصویر بھی لغت اور عرف کے اعتبار سے تصویر کے حکم میں شامل ہے۔ مذکورہ ممانعت اسے بھی شامل ہے، تصویر کی حرمت اس کے وسائل کی حرمت ہے اور جو چیز سدِ ذریعہ کے طریق پر حرام ہو، کسی راجح مصلحت کے لیے جائز ہوسکتی ہے۔ اسی وجہ سے حفاظتی تصاویر، مثلاً: شناختی کارڈ وغیرہ کی تصاویر مصلحت کے رجحان اور اس کے بغیر چارۂ کار نہ ہونے کی وجہ سے جائز ہیں۔ البتہ اس کام کا مکروہ ہونا اور مانوس نہ ہونا برقرار رہے گا۔ واللّٰہ أعلم.[2]

نیز فرمایا کہ ہمارے نزدیک صحیح بات یہ ہے کہ تصویر اپنی تمام انواع کے ساتھ حرام ہے۔ اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے مصورین پر لعنت کی ہے اور تصویر سے منع کیا ہے اور یہ تصویر کی تمام انواع کو شامل ہے۔

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦٠٦) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٩)

[2] المنظار في بيان كثير من الأخطاء الشائعة (ص: ٥٧)

بطور مصور ڈیوٹی کا حکم:

سوال قائمہ کمیٹی برائے فتویٰ سے سوال ہوا کہ میں ایک حکومتی ادارے میں بطور مصور کام کرتا ہوں، مناسب تصاویر بنانا میری ذمے داری ہے۔ کیمرے کی مدد سے میں یہ کام سرانجام دیتا ہوں، جب کہ مجھے معلوم ہے کہ تصویر حرام ہے، میں انسانوں کی تصاویر بناتا ہوں۔ آپ مجھے اس بارے میں فتویٰ دیں، تاکہ میں اس کام سے بچ جاؤں جس پر اللہ غضب ناک ہوتا ہے۔ اللہ آپ کی حفاظت فرمائے اور خیر و بھلائی کی توفیق عطا فرمائے۔

جواب انسان یا حیوان ہر ذی روح کی تصویر حرام ہے۔ وہ لکھائی کی صورت میں ہو یا بنوائی کی صورت میں، رنگ کے ذریعے ہو یا کیمرے وغیرہ کے ذریعے، حرام ہے۔ اسی طرح مجسم اور غیر مجسم تصویر کے حرام ہونے میں بھی کوئی شک نہیں۔ تصویر کی حرمت پر دلالت کرنے والی احادیث عموم کا فائدہ دیتی ہیں۔[1]

مصور کی ڈیوٹی پر قائم کرنے کا حکم:

سوال میں نے صحیح بخاری میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان پڑھا ہے: ''ہر تصویر بنانے والا آگ میں ہے۔''[2] بلاشبہہ میں عرصہ اٹھارہ سال سے فوٹو گرافی کی تصویر کا کام کر رہا ہوں۔ اسے تصویر شمسی کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے۔ انسان اور حیوانات وغیرہ کی تصاویر بنانا میرا معمول ہے اور اب میں مختلف فیکٹریوں کے لیے ایسی تصاویر بھی بنا لیتا ہوں، جنھیں وہ اپنی تشہیر کے لیے استعمال کرتے ہیں، جب سے یہ حدیث میری نظروں سے گزری ہے، اس وقت

---

[1] فتاویٰ إسلامية (٤/ ٣٥٩)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢١١٢) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١١٠)

سے میں کافی پریشان ہوں۔ آپ اس حوالے سے مجھے فتویٰ جاری کر دیں۔ یاد رہے کہ عرصہ اٹھارہ سال سے میرے روزگار کا یہی ایک ذریعہ ہے۔

جواب پہلی بات تو یہ ہے کہ ہر ذی روح جاندار، انسان ہو یا حیوان، کی تصویر حرام ہے۔ سوائے اس کے جس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو، مثلاً: وہ تصویر جو نفوسِ انسانی کی حفاظت کے لیے ہو یا ضروری سفر کے لیے پاسپورٹ کی تصویر یا ایسے مجرموں کی تصاویر جن سے امن و امان خطرے میں ہو، تاکہ ان کی پہچان ہو اور بوقتِ ضرورت انھیں پکڑنے میں آسانی ہو۔

دوسری بات یہ ہے کہ حلال روزی کمانے کے بہت سے طریقے ہیں۔ مسلمان پر لازم ہے کہ وہ حلال طریقے سے روزی کمائے اور حرام سے دور رہے۔ شک والی جگہوں سے بھی کنارہ کش رہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اور آپ کے معاملات میں آسانی فرمائے اور ہمیں رُشد و ہدایت کے راستے پر چلائے۔

جو گزر چکا ہے، ہم اللہ سے اُمید کرتے ہیں کہ وہ درگزر کرے گا۔ البتہ ہم آپ کو خالص توبہ کی نصیحت کرتے ہیں، اللہ ہی کے ہاتھ میں توفیق ہے۔

وصلى الله علىٰ نبينا محمد وآله وصحبه وسلم.

قائمہ کمیٹی برائے فتویٰ و ابحاثِ علمیہ

رئیس عبدالعزیز	نائب رئیس	رکن مجلس	رکن مجلس
بن عبداللہ بن باز	عبدالرزاق عفیفی	عبداللہ بن قعود	عبداللہ بن غدیان

مصور کی کمائی سے کھانا:

سوال میرے والد محترم (اللہ ان کو ہدایت دے) فوٹو گرافی کی تصاویر سے روزی کماتے ہیں۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ اس طریقے سے حاصل ہونے والا مال حلال ہے یا حرام؟ اور رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان: «لَعَنَ اللّٰهُ

الْمُصَوِّرِيْنَ»[1] سے کیا مقصود ہے؟

جواب ذی روح اشیا کی تصویر اور ان سے حاصل ہونے والی کمائی حرام ہے۔ اگر علم ہو جائے کہ یہ کمائی تصویر سازی ہی کی ہے تو اس سے فائدہ اٹھانا حرام ہوگا اور اگر وہ دوسری کمائی کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور امتیاز نہیں ہو رہا تو علما کے راجح قول کے مطابق اس سے کھانا حلال ہے۔ وباللّٰہ التوفیق، وصلی اللّٰہ علیٰ نبینا محمد و آلہ وصحبہ وسلم.

قائمہ کمیٹی برائے فتویٰ و ابحاثِ علمیہ

رئیس عبدالعزیز بن عبداللّٰہ بن باز	نائب رئیس عبدالرزاق عفیفی	رکن مجلس عبداللّٰہ بن قعود	رکن مجلس عبداللّٰہ بن غدیان

تصویر سازی کی دکان کھولنے کا حکم:

سوال شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ سے سوال ہوا کہ میں ہندوستان کا شہری ہوں اور الحمد للہ مسلمان ہوں۔ سعودی عرب میں کام کرتا ہوں۔ یہاں سے واپس جا کر میں اپنے علاقے میں فوٹو گرافی تصویر کا ایک مرکز بنانا چاہتا ہوں، تاکہ اسے ذریعہ معاش بنا کر اپنا اور بچوں کا پیٹ پال سکوں تو کیا میرا ایسا کرنا حلال ہے یا حرام؟

جواب ذی روح چیزوں کی تصویر بنانا جائز نہیں ہے، اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ»[2]

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٠٣٢) محولہ بالا روایت میں "لعن الله المصورين" کے بجائے "لعن المصورين" کے الفاظ ہیں۔

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦٠٦) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٩)

”لوگوں میں سب سے سخت عذاب قیامت کے دن تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔“

اس حدیث کی صحت پر اتفاق ہے اور آپ ﷺ نے سود کھانے اور کھلانے والے پر اور تصویر بنانے والے پر لعنت کی ہے۔ اسے امام بخاری نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے۔ پس ہم آپ کو نصیحت کرتے ہیں کہ تصویر سازی کا مرکز ہرگز نہ کھولیں، کسی حلال ذریعے سے روزی کمائیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ ﴾ [الطلاق:۲۔۳]

”اور جو شخص اللہ سے ڈرے تو وہ اس کے لیے (مشکلات سے) نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے۔ اور وہ اسے رزق دیتا ہے، جہاں سے اسے گمان تک نہیں ہوتا۔“

نیز فرمایا:

﴿ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا ﴾ [الطلاق:٤]

”اور جو شخص اللہ سے ڈرے تو وہ اس کے لیے اس کے کام میں آسانی فرما دیتا ہے۔“

اللہ تعالیٰ آپ کو ہر بھلائی کی توفیق دے۔ آمین[1]

کیا یہ عذاب تصویر بنانے والے اور تصویر بنوانے والے دونوں کو ہوگا؟

سوال تصویر بنانے پر وارد شدہ لعنت ان کو بھی شامل ہے جن کی تصویر بنائی جا رہی ہے۔ اس بارے میں کوئی خاص دلیل ہو تو بتا دیں؟

جواب جیسا کہ مصورین پر لعنت کے حوالے سے اور انھیں آخرت میں

[1] مجموع الفتاویٰ لابن باز (۱۹/ ۷۷۔ ۷۸)

آگ کی وعید کے حوالے سے دلائل وارد ہوئے ہیں، اسی طرح وہ شخص جو خود کو تصویر کے لیے پیش کرتا ہے، اس لعنت و وعید کا مصداق ہے، کیوں کہ اس کا اس معاملے میں پورا عمل دخل ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۚ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَۨا ﴾ [النساء: ۱٤۰]

''اور اس نے اس کتاب میں تمھارے لیے نازل کیا ہے کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیات کا انکار کیا جا رہا ہو یا ان کا مذاق اُڑایا جا رہا ہو تو تم ان کی مجلس میں نہ بیٹھو، یہاں تک کہ وہ اس کے علاوہ کسی اور بات میں مشغول ہو جائیں، ورنہ تم بھی اس وقت یقیناً انھی جیسے ہوگے، بے شک اللہ منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے۔''

نیز اللہ تعالیٰ نے ثمود کے قصے میں فرمایا:

﴿ كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰىهَآ ۝ اِذِ انْۢبَعَثَ اَشْقٰىهَا ۝ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُمْ بِذَنْۢبِهِمْ فَسَوّٰىهَا ۝ وَلَا يَخَافُ عُقْبٰهَا ﴾ [الشمس: ۱۱۔ ۱۵]

''قومِ ثمود نے اپنی سرکشی کی وجہ سے (نبی کو) جھٹلایا۔ جب اُٹھ کھڑا ہوا اس قوم کا بڑا بدبخت۔ تو انھیں رسول اللہ نے کہا: اللہ کی اونٹنی (کی حفاظت کرو) اور اس کو پانی پلانے کی۔ پھر انھوں نے اس کو جھٹلایا اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں، تو ان کے رب نے ان کے گناہ کی وجہ سے ان پر تباہی ڈال کر سب کا صفایا کر دیا۔ اور وہ اس

(تباہی) کے انجام سے نہیں ڈرتا۔"

عبدالواحد بن زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حسن سے کہا: ابو سعید! مجھے ایسے شخص کے بارے میں بتاؤ جو ابو المہلب کے فتنے میں بالذات تو شریک نہیں ہوا، لیکن دل سے اس پر راضی تھا؟ تو انھوں نے جواب دیا: میرے بھتیجے کتنے ہاتھوں نے صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی کونچیں کاٹی تھیں؟ میں نے کہا: ایک ہاتھ نے۔ تو انھوں نے کہا: کیا اس کے عمل پر راضی اور خوش ہونے کی وجہ سے پوری قوم ہلاک نہیں ہوئی؟" (اسے امام احمد رحمہ اللہ نے "الزہد" میں روایت کیا ہے)[1]

چناں چہ یہ دونوں آیات دلالت کرتی ہیں کہ کام پر راضی ہونے والا کام کرنے والے کی طرح ہے۔ البتہ اس میں وہ داخل نہیں جو بامر مجبوری تصویر بناتا یا بنواتا ہے۔

وباللّٰه التوفيق. وصلى الله علىٰ نبينا محمد وآله وصحبه وسلم.[2]

قائمہ کمیٹی برائے فتویٰ و ابحاثِ علمیہ

رئیس عبدالعزیز	نائب رئیس	رکن مجلس	رکن مجلس
بن عبداللّٰہ بن باز	عبدالرزاق عفیفی	عبداللّٰہ بن قعود	عبداللّٰہ بن غدیان

❁ فضیلۃ الشیخ سلیمان بن ناصر العلوان حفظہ اللہ:

صحیح بخاری میں شعبہ کی سند سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: مجھے عون بن ابی جحیفہ نے اپنے باپ سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر بنانے والے پر لعنت کی ہے۔[3]

تصویر بنوانے والا تصویر بنانے والے کے مرتبے پر ہے، جب وہ اس پر

---

[1] الزهد لأحمد بن حنبل (١/ ٢٣٤)

[2] فتاوىٰ اللجنة الدائمة (١/ ٦٧٨ـ ٦٧٩) من المجموعة الأولىٰ.

[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٠٣٢)

راضی اور تابع ہو اور اس لعنت کا تقاضا یہ ہے کہ یہ ایک کبیرہ گناہ ہے، تصویر بنانے والا اور اس پر راضی ہونے والا اس وعید کے مصداق ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ایسے الفاظ فرمائے ہیں جو اس کے تمام افراد کو شامل ہیں۔ چناں چہ عرف اور شرع میں جسے تصویر کہا جائے گا، وعید اسے شامل ہوگی۔

حق تو یہ ہے کہ تصویر رب تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود کو مصور سے تعبیر کیا ہے، جیسا کہ اس کا فرمان ہے:

﴿هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ﴾ [الحشر: ٢٤]

''وہ اللہ ہے، خالق ہے، موجد، صورت گر۔''

چناں چہ مصور اللہ تعالیٰ کا ایک نام ہے جو اس کے ساتھ خاص ہے، کوئی دوسرا اس کے ساتھ شریک نہیں۔ پس جس نے تصویر بنائی، اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کے اسما اور ربوبیت میں جھگڑا کیا۔ اسی وجہ سے مصورین کے لیے ایسی وعید آئی ہے جو دوسرے کبیرہ گناہ کے مرتکب کے لیے نہیں آئی۔[1]

کیا تصویر کا گناہ تصویر بنانے والے پر ہے یا اس کے لیے جگہ دینے والے پر؟

سوال دار الافتاء کے سابق رکن عبداللہ بن عبدالعزیز بن عقیل رحمہ اللہ (المتوفی: ۱۴۳۲ھ) سے سوال ہوا کہ ایک آدمی نے تصویر کا آلہ خریدا اور تصویر کشی کے لیے ایک ملازم رکھ لیا، اس کا گناہ تاجر کو ہے یا ملازم کو؟

جواب دونوں ہی گناہ گار ہیں اور ان احادیث کے عموم میں داخل ہیں جو مصورین پر لعنت اور ان پر عذاب کی وعید کے حوالے سے وارد ہوئی ہیں۔ ان

[1] فتاویٰ في حكم التصوير للشيخ عبدالعزيز الخضير (١٢٠۔ ١٢١)

میں سے ایک عملی طور پر تصویر بنا رہا ہے اور دوسرے نے تصویر بنانے کے لیے مال دے رکھا ہے اور ملازم کو تصویر کی سہولت اور اس حرام فعل کے لیے جگہ دے رکھی ہے۔

ذی روح اشیا کی تصاویر، چاہے وہ انسان کی ہوں یا غیر کی، اس کے حرام ہونے کے بارے میں وارد شدہ احادیث مخفی نہیں ہیں۔ مصورین لعنتی ہیں اور روزِ قیامت سب سے سخت عذاب کے حق دار بھی۔ اسی لیے علما فرماتے ہیں کہ تصویر ان کبیرہ گناہوں میں شامل ہے جن کے ارتکاب پر آگ کی وعید ہے۔

ان دونوں کے گناہ میں شریک ہونے کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے جو شراب کے بارے میں وارد ہوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«لَعَنَ اللَّهُ الْخَمْرَ وَشَارِبَهَا وَسَاقِيَهَا وَبَائِعَهَا وَمُبْتَاعَهَا وَعَاصِرَهَا وَمُعْتَصِرَهَا وَحَامِلَهَا وَالْمَحْمُولَةَ إِلَيْهِ»[1]

''اللہ تعالیٰ نے شراب، اس کے پینے والے، اس کے پلانے والے، اس کے خریدار اور فروخت کنندہ، اس کو نچوڑنے والے اور نچوڑنے کا حکم دینے والے، اس کو اٹھانے والے اور جس کی طرف لے جائی جا رہی ہے، سب پر لعنت کی ہے۔''

اس کے مدِمقابل جہاد اور مجاہدین کے اجر کے بارے میں مروی حدیث ہے:

«إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُدْخِلُ بِالسَّهْمِ الْوَاحِدِ ثَلَاثَةَ نَفَرٍ الْجَنَّةَ: صَانِعَهُ يَحْتَسِبُ فِي صَنْعَتِهِ الْخَيْرَ، وَالرَّامِيَ بِهِ، وَمُنْبِلَهُ»[2]

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل

---

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث (٣٦٧٤) السلسلة الصحيحة، رقم الحديث (٨٣٩)

[2] سنن أبي داود، رقم الحديث (٢٥١٣) اس کی سند میں کچھ کلام ہے۔ سنن الترمذي، رقم الحديث (١٦٣٧) سنن النسائي، رقم الحديث (٣١٤٦) سنن ابن ماجه (٢٨١١)

کرے گا: اسے بنانے والے کو جو اس کے بنانے میں بھلائی کی اُمید رکھے، اسے چلانے والے کو اور اس کو جو چلانے کے لیے لے کر دیتا ہے۔" واللہ الموفق.[1]

تصویر کے مقامات تعمیر کرنے، ان کی حفاظت اور ترمیم کا بیان:

سوال گزارش ہے کہ ہمارا ایک ادارے سے تعلق ہے جو عمارات کی تعمیر، ان کی حفاظت اور ترمیم کے کام کرتا ہے۔ اس فیلڈ میں ہمارے ہاں درج ذیل عمارات کی ڈیمانڈ آتی رہتی ہیں:

۱۔ ڈاڑھی وغیرہ مونڈنے کی دکانیں۔ ۲۔ بینکوں کی تعمیر و حفاظت۔
۳۔ تصویر کے اسٹوڈیوز۔ ۴۔ موسیقی کے محلات۔
۵۔ نشہ آور اشیا کے مراکز۔ ۶۔ عوامی قحبہ خانے۔

مقصود یہ ہے کہ کیا ہمارا اس ادارے میں کام کرنا درست ہے؟ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور آپ کے علم کو اسلام اور مسلمانوں کے لیے مفید بنائے!

جواب جب معاملہ اسی طرح ہے جس طرح سوال میں مذکور ہے تو ایسی صورتحال میں مذکورہ ادارے کے تعمیری، حفاظتی اور ترمیمی معاملات میں شمولیت جائز نہیں۔ اس لیے کہ یہ حرام کردہ کاموں کا وسیلہ ہیں اور شرعی اصول ہے کہ وسائل بھی غایات کے حکم میں ہوتے ہیں۔ وباللہ التوفیق، وصلی اللہ علیٰ نبینا محمد وآلہ وصحبہ وسلم.[2]

قائمہ کمیٹی برائے فتویٰ و ابحاثِ علمیہ

رئیس عبدالعزیز	نائب رئیس	رکن مجلس	رکن مجلس
بن عبداللہ بن باز	عبدالرزاق عفیفی	عبداللہ بن قعود	عبداللہ بن غدیان

[1] فتاویٰ الشیخ عبداللہ بن عقیل (۲/ ۵۵۱۔ ۵۵۲) رقم الفتویٰ (٤٨٦)

[2] فتاویٰ اللجنة الدائمة (١٤/ ٤٤٩۔ ٤٥٠)

آلاتِ تصویر کی خرید و فروخت کے لیے عمارتیں کرائے پر دینے کا حکم:

سوال فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن محمد بن حمید رحمہ اللہ سے سوال ہوا کہ کیا تجارتی عمارتوں کو لہو و لعب کے وسائل، مثلاً: موسیقی، ویڈیو اور تصویر وغیرہ کے آلات کی خرید و فروخت کے لیے کرائے پر دینا جائز ہے؟ ایسا کرنا حلال ہے یا حرام ہے؟ اور اگر حرام ہے تو کیا میں اس بلڈنگ کو خالی کرواؤں یا کیا کروں؟ اس حوالے سے راہنمائی فرمائیں۔ جزاکم اللہ خیراً.

جواب بلاشبہہ یہ عمارتیں جو آپ نے لوگوں کو اس لیے اجرت پر دے رکھی ہیں کہ وہ ان میں ایسی اشیا کی خرید و فروخت کریں، جن کی خرید و فروخت، استعمال اور حفاظت ناجائز ہے۔ آپ کا ایسا کرنا شرعاً درست نہیں۔ ایسا کرنا ان کے ساتھ تعاون ہے۔

یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو حرام کیا ہے، اس کی آمدن کو بھی حرام کیا ہے۔ وہ لوگ جب تک شرعاً ممنوع و حرام کی خرید و فروخت سے باز نہ آئیں، آپ کی ذمے داری ہے کہ آپ ان سے اپنی عمارتیں خالی کروائیں۔ وقتی طور پر ہونے والے نقصان کا اللہ تعالیٰ آپ کو نعم البدل عطا کریں گے۔ چناں چہ ہر وہ شخص جس نے کسی حرام کام یا اس کے وسائل میں تعاون پیش کیا، وہ حرام میں برابر کا شریک ہے۔ واللہ أعلم.[1]

ذی روح اشیا کی تصویریں بنانے والے کو آلاتِ تصویر فروخت کرنے کا حکم:

فضیلۃ الشیخ صالح بن عبدالعزیز آل الشیخ حفظہ اللہ نے فرمایا کہ اس معاملے سے بچنا ضروری ہے، اس کی دلیل دارقطنی وغیرہ کی وہ روایت ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

[1] فتاویٰ عبداللہ بن حمید رحمہ اللہ (ص: ۱۹۱) بحوالہ موقع شبکۃ نور الإسلام.

کا فرمان ہے:

«وَإِنَّ اللّٰهَ إِذَا حَرَّمَ شَيْئًا حَرَّمَ ثَمَنَهُ»[1]

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو حرام کیا ہے، اس کی قیمت کو بھی حرام کیا ہے۔''

ایک دوسری حدیث میں بتوں کی قیمت سے ممانعت وارد ہوئی ہے۔ متقدمین و متاخرین اہلِ علم کا قول ہے کہ ''بلاشبہ تصاویر کی بیع ممنوع ہے اور ان کی قیمت حرام ہے۔'' اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ آلۂ تصویر حکمِ تصویر رکھتا ہے، جس طرح نبی اکرم ﷺ نے شراب کے برتنوں کو توڑنے کا حکم دیا ہے۔[2]

تصاویر لگے اوراق کی حفاظت اور ان کی تصویر کشی کا حکم:

سوال میری ڈیوٹی وثیقہ جات کی تصویر کشی کی ہے۔ اکثر اوقات میرے پاس چوکیداروں اور سیکیورٹی گارڈوں کی تصویر کا معاملہ آتا ہے۔ مطلب یہ کہ جب میں کسی کو کارڈ ایشو کرتا ہوں تو مجھے تصویر بنانی پڑتی ہے۔ تو کیا حفاظت وغیرہ کے لیے بنائی گئی ان تصاویر کا مجھ پر کوئی وبال ہے؟ کیوں کہ تصویر سے منع کرنے والی حدیث بھی موجود ہے۔ یہ معلوم رہے کہ میری ڈیوٹی تصویر سازی ہے اور میں ایک ملازم ہوں، موجودہ صورتحال میں میرے لیے کیا حکم ہے؟

جواب انسان، حیوان، پرندے اور حشرات وغیرہ ہر ذی روح چیز کی تصویر مجسم ہو یا غیر مجسم، مکمل ہو یا صرف چہرے اور سر کی، حرام ہے۔ تصویر پر تصویر بنانے کا بھی یہی حکم ہے۔ ہاں جب کوئی چارہ کار نہ ہو، مثلاً: پاسپورٹ یا

---

[1] مسند أحمد (١/ ٢٩٣) سنن الدارقطني (٣/ ٧) صحيح ابن حبان (١١/ ٣١٢)

[2] المنظار (ص: ١٠٨)

شناختی کارڈ وغیرہ کی تصویر تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ تصویر کشی کا پیشہ اختیار کرے۔ وباللّٰہ التوفیق، وصلی اللّٰہ علیٰ نبینا محمد وآله وصحبه وسلم.[1]

قائمہ کمیٹی برائے فتویٰ وابحاثِ علمیہ

رئیس عبدالعزیز بن عبداللّٰہ بن باز	نائب رئیس عبدالرزاق عفیفی	رکن مجلس عبداللّٰہ بن قعود	رکن مجلس عبداللّٰہ بن غدیان

اندرونِ کتاب پائی جانے والی تصاویر کا حکم:

سوال رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''بلاشبہہ فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی تصویر، مورتی یا کتا ہو'' تو کیا ان میں وہ تصاویر بھی شامل ہیں جو کتاب میں بنی ہوں؟ اور کتاب پر چڑھا ہوا غلاف سادہ ہو؟

جواب یہ تصاویر بھی حدیث کے عموم میں شامل ہیں، اگرچہ غلاف پر کوئی تصویر نہیں ہے۔ البتہ جب ان تصاویر کا سر اور چہرہ مٹا دیا جائے تو عمومِ حدیث سے خارج ہو جائیں گی۔ وباللّٰہ التوفیق، وصلی اللّٰہ علیٰ نبینا محمد وآله وصحبه وسلم.[2]

قائمہ کمیٹی برائے فتویٰ وابحاثِ علمیہ

رئیس عبدالعزیز بن عبداللّٰہ بن باز	نائب رئیس عبدالرزاق عفیفی	رکن مجلس عبداللّٰہ بن قعود	رکن مجلس عبداللّٰہ بن غدیان

تصاویر کا عشق:

سوال امام ابن القیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الجواب الکافی'' میں اس شخص

[1] فتاویٰ اللجنة الدائمة (۱/ ۷۲۱۔ ۷۲۲) من المجموعة الأولیٰ، فتویٰ نمبر (۳۲۰۸)
[2] فتاویٰ اللجنة الدائمة (۱/ ۶۹۳) من المجموعة الأولیٰ، فتویٰ نمبر (۹۳۴۹)

کے جواب میں لکھا، جس نے تصویروں کے عشق اور اس کے عقیدۂ توحید پر برے اثرات کے متعلق شافی دوا کا مطالبہ کیا۔ پس سوال یہ ہوا کہ تصویروں کے عشق سے کیا مراد ہے؟ کیا وہ خوبصورت عورتوں وغیرہ کی تصاویر ہیں جو مجسم و غیر مجسم صورتوں میں دیواروں پر لٹکائی جاتی ہیں اور راستوں میں نصب کی جاتی ہیں۔ پھر انسان ان کے سامنے کھڑا ہوتا ہے اور ان سے اللہ کی محبت کی طرح محبت کرتا ہے اور ان سے ایسا عشق کرنے لگتا ہے جو اس کے دل کی گہرائی میں اتر جاتا ہے؟ یا اس سے مراد ان تصاویر کا اثر ہے جو ان خوبصورت تصاویر کے تصور، محبت اور عشق کی صورت میں انسانی ذہن پر سوار رہتا ہے؟ اور جب معاملہ ایسے ہی ہے تو اس شخص کا کیا حکم ہے جو خود کو بستر پر ڈال کر آنکھیں بند کرتا ہے اور ان عورتوں کو برہنہ تصور کر کے ان کے ساتھ ایسی حرکت کرتا ہے جو خاوند اپنی بیوی سے کرتا ہے۔ اس کا مقصد نفسیاتی شہوت و جوش کو بجھانا ہوتا ہے؟ کیا تصاویر کے عشق کی یہ قسم ۔نعوذ باللہ۔ اس شرک تک تو نہیں لے جاتی جس کی معافی نہیں؟

جب معاملہ ایسے ہی ہو تو کیا ایسا کہنا صحیح ہے کہ ''خاوند کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے ذہن میں اپنی بیوی کو برہنہ تصور کرے؟'' کیوں کہ یہ بھی تصاویر کے عشق کی ایک صورت ہے۔ یہ بات ضرور ہے کہ وہ تصورات سے ہٹ کر اپنی بیوی کے بدن کی ہر چیز دیکھ سکتا ہے؟

یہ میرا وہ معاملہ جو میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ مجھے جواب بھیجنے میں تاخیر نہیں کریں گے، اس لیے کہ میں اپنے معاملے میں کافی حیرت زدہ ہوں، بالخصوص جب یہ معاملہ میرے اس عقیدے میں خلل انداز ہو جو میرا اصل سرمایہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو میری طرف سے اور تمام مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔

جواب تصاویر کے عشق سے مراد یہاں تصاویر کے ساتھ اللہ کی محبت کی طرح یا اس سے بڑھ کر محبت کرنا ہے۔ اس مرض کا شکار شخص کبھی کبھار اعتراف بھی کر لیتا ہے کہ اس کی معشوقہ کا اسے ملنا اس کے نزدیک توحید سے بڑھ کر ہے، جس طرح ایک خبیث عاشق نے کہا:

يرتشفن من فمي رشفات　　　هنَّ أحلى فيه من التوحيد

یعنی (میری معشوقائیں) جب میرے منہ سے (لعاب) چوستی ہیں تو وہ اس میں توحید سے بڑھ کر میٹھی ہوتی ہیں۔

اور جیسے ایک اور خبیث کا قول ہے کہ ''معشوقہ کی ملاقات عاشق کے نزدیک اس کے رب کی رحمت سے زیادہ لذیذ ہے۔'' ہم اس ذلت و رسوائی سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ ایک اور شاعر نے اس حالت کی ترجمانی یوں کی ہے:

وصلك أشهى إلىٰ فؤادي　　　من رحمة الخالق الجليل

''تیری ملاقات میرے دل میں زیادہ لذیذ ہے، پیدا کرنے والے، عزت والے کی رحمت سے۔''

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ یہ عشق شرکِ اکبر سے ہے، اس تحریم کے ساتھ اس کے ملحقات بھی شامل ہوں گے، یعنی زنا اور لواطت وغیرہ۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ تصاویر دیواروں پر معلق ہوں یا راستوں میں نصب یا پھر رسائل ومجلّات پر بنی ہوں، اسی طرح اس تصویر والی زندہ ہو یا مردہ، تمام حالتوں میں برابر کا حکم رکھتی ہیں، بلکہ اس میں انسان کے وہ تخیلات اور تصورات بھی شامل ہیں جو انسان خوبصورت اجنبی عورتوں کے بارے میں خیال کرتا ہے، تاکہ اپنی خواہش کی تسکین کر سکے۔ وباللّٰه التوفيق، وصلى اللّٰه علىٰ نبينا محمد

وآله وصحبه وسلم.[1]

قائمہ کمیٹی برائے فتویٰ وابحاثِ علمیہ

رئیس عبدالعزیز	نائب رئیس	رکن مجلس	رکن مجلس
بن عبداللّٰہ بن باز	عبدالرزاق عفیفی	عبداللّٰہ بن قعود	عبداللّٰہ بن غدیان

خاوند، بیوی اور ان کے اہلِ خانہ کی شادی کے موقعوں پر تصاویر:

سوال آپ کی خدمتِ عالیہ میں عرض ہے کہ تقریباً ۱۳۹۰ھ سے لوگوں نے ایک رسم اپنا رکھی ہے کہ جب کسی شخص کی شادی ہوتی ہے تو محفلِ شادی میں خاوند، بیوی اور ان کے اہلِ خانہ کئی طریقوں سے تصاویر بنواتے ہیں۔ پھر وہ تصاویر عزت وتکریم کی نیت سے دوستوں اور قرابت داروں میں تقسیم کی جاتی ہیں۔ اس رسم کے بغیر شادی صحیح خیال نہیں کی جاتی۔ اس رسم سے خالی سو میں سے ایک شادی یا وہ بھی نہیں ملے گی، جب کہ عقلِ سلیم اس کا انکار کرتی ہے۔ اس حوالے سے شرعی حکم مقصود ہے؟ اللہ آپ کا بھلا کرے، اس کے حلال یا حرام ہونے کا جواب مجلۃ الدعوۃ، کسی رسالے یا اخبار پر شائع کر دیں۔ مجلۃ الدعوۃ کے صفحات میری رائے کے مطابق اس مسئلے کے حرام یا حلال ہونے میں بطور حجت زیادہ لوگوں کے لیے مفید ہوں گے۔

جواب آپ کی ذکر کردہ محفلِ شادی میں خاوند، بیوی اور ان کے اہلِ خانہ کی تصاویر بنانا حرام ہے۔ یہ شادیوں کی ایک بری رسم ہے، اس لیے کہ ذی روح چیزوں کی تصاویر مطلق طور پر حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ انسان ہو یا حیوان، ہر ذی روح کی تصویر میں اصل حرام ہونا ہے، چاہے وہ تصاویر مجسم ہوں یا کسی کاغذ،

[1] فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ (١/ ٦٨٢ـ ٦٨٣) من المجموعۃ الأولیٰ، فتویٰ نمبر (٩٦٣٤)

کپڑے یا دیوار وغیرہ پر مرسوم ہوں یا پھر کیمرے وغیرہ کے ذریعے لی ہوئی تصاویر ہوں۔ سب کے حرام ہونے کی وجہ رسول اللہ ﷺ سے مروی وہ احادیث ہیں جو تصویر کی ممانعت، مصور پر لعنت اور اسے سخت عذاب کی وعید پر مشتمل ہیں اور اس لیے بھی کہ وہ شرک کا ذریعہ ہیں۔ جب انھیں سامنے رکھ کر خشوع وخضوع اور عقیدت کا اظہار کیا جائے، ان کا قرب چاہا جائے اور انھیں وہ تعظیم دی جائے جو صرف اللہ کے لائق ہے۔ یہ سب شرکیہ افعال ہیں۔ تصویر کے حرام ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی تخلیق کے ساتھ مشابہت ہے۔

نمونے کے طور پر چند احادیث ملاحظہ کریں جو تصویر کے حرام اور کبیرہ گناہ ہونے پر دلالت کرتی ہیں:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ الَّذِيْنَ يَصْنَعُوْنَ هٰذِهِ الصُّوَرَ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ»[1]

''بلاشبہہ جو لوگ یہ تصاویر بناتے ہیں، قیامت کے دن عذاب دیے جائیں گے اور انھیں کہا جائے گا: اسے زندہ کرو جو تم نے بنایا ہے۔''

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَاباً يَّوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ»[2]

''روزِ قیامت سب سے سخت عذاب مصورین کو ہوگا۔''

حدیثِ قدسی ہے:

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦٠٧) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٨)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦٠٦) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٩)

«قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ: وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ خَلْقًا كَخَلْقِي، فَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً، أَوْلِيَخْلُقُوا حَبَّةً، أَوْلِيَخْلُقُوا شَعِيرَةً» [1]

''اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو میرے پیدا کرنے کی طرح پیدا کرنے جائے، پس یہ لوگ ایک ذرہ پیدا کریں، ایک دانہ پیدا کریں یا ایک جَو پیدا کریں۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر سے واپس آئے، میں نے گھر کی کھڑکی پر ایک پردہ لٹکا رکھا تھا، جس میں کچھ تصاویر تھیں، جب آپ ﷺ نے اسے دیکھا تو چہرہ متغیر ہوگیا اور فرمایا:

«يَا عَائِشَةُ! أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهُونَ بِخَلْقِ اللّٰهِ» [2]

''اے عائشہ! قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت کرتے ہیں۔''

پھر ہم نے اسے کاٹ کر ایک یا دو تکیوں میں استعمال کرلیا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

«مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فِي الدُّنْيَا كُلِّفَ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ» [3]

''جس نے دنیا میں کوئی تصویر بنائی، اسے قیامت کے دن مکلّف بنایا

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (۷۱۲۰) صحيح مسلم، رقم الحديث (۲۱۱۱)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (۵۶۱۰) صحيح مسلم، رقم الحديث (۲۱۰۷)

[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (۵۶۱۸) صحيح مسلم، رقم الحديث (۲۱۱۰)

جائے گا کہ وہ اس میں روح پھونکے، جب کہ وہ روح پھونکنے والا ہے نہیں۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«كُلُّ مُصَوِّرٍ فِيْ النَّارِ يُجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُورَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسًا فَتُعَذِّبُهُ فِيْ جَهَنَّمَ»[1]

''ہر مصور آگ میں ہے، اس کے لیے ہر اس تصویر کے بدلے جو اس نے بنائی ہوگی، ایک نفس ہوگا جو اسے جہنم میں عذاب دے گا۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

''اگر تمھیں لازمی تصویر بنانی ہے تو درختوں کی اور ایسی چیزوں کی بنا، جس میں روح نہیں ہوتی۔''[2]

ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے اور کھلانے والے پر اور تصویر بنانے والے پر لعنت کی ہے۔[3]

ان احادیث کا عموم اس بات کی دلیل ہے کہ ہر ذی روح چیز کی تصویر مطلقاً حرام ہے۔ البتہ بے روح اشیا، مثلاً: درخت، سمندر اور پہاڑ وغیرہ کی تصویر جائز ہے، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے۔ صحابہ میں سے کسی نے اس پر انکار نہیں کیا۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین: «أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ» اور «كُلِّفَ أَنْ يَنْفُخَ فِيْهَا الرُّوحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ» سے بھی یہی

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢١١٢) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١١٠)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢١١٢) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١١٠)

[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٠٣٢)

مسئلہ معلوم ہوتا ہے۔ وباللّٰہ التوفیق، وصلی اللّٰہ علیٰ نبینا محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔[1]

قائمہ کمیٹی برائے فتویٰ وابحاثِ علمیہ

رئیس عبدالعزیز بن عبداللّٰہ بن باز	نائب رئیس عبدالرزاق عفیفی	رکن مجلس عبداللّٰہ بن قعود	رکن مجلس عبداللّٰہ بن غدیان

کیا واش روم میں لگی تصاویر بھی فرشتوں کو داخل ہونے سے روکتی ہیں؟

سوال فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ ہم جانتے ہیں کہ گھر میں تصویریں رکھنا حرام ہے تو کیا وہ مجسم یا غیر مجسم ہونے کی حالت میں واش روم میں رکھنی جائز ہیں؟

جواب تصویروں کو مٹانا اور انھیں تلف کرنا واجب ہے۔ انھیں گھر میں رکھنا درست ہے نہ واش روم میں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا تھا: ''کوئی تصویر مٹائے بغیر اور کوئی بلند قبر برابر کیے بغیر نہ چھوڑنا۔''[2] لیکن کچھ تصاویر ایسی ہیں، جنھیں محفوظ رکھنا بے حد ضروری ہوتا ہے تو انھیں نظروں سے اوجھل کسی جگہ، مثلاً: صندوق وغیرہ میں رکھنا جائز ہے۔ انھیں دیوار پر لٹکانا یا کسی جگہ نصب کرنا درست نہیں، وہ واش روم ہو یا کوئی اور جگہ۔ واللّٰہ ولي التوفیق۔[3]

❁ **فضیلۃ الشیخ حمود بن عقلا الشعیبی رحمہ اللہ (المتوفیٰ: ۱۴۲۲ھ)**

تصویر اور اس کے بارے میں کلام معلوم ومشہور ہے۔ تصویر علما کے نزدیک متفقہ طور پر حرام ہے۔ صحاح، مسانید اور سنن میں کثرت سے احادیثِ نبویہ موجود

[1] فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ (۱/ ۶۹۸۔ ۷۰۱) من المجموعۃ الأولیٰ، فتویٰ نمبر (٤٦٣٦)
[2] صحیح مسلم، رقم الحدیث (۹۶۹)
[3] مجموع فتاویٰ ابن باز (۲۸/ ۳۴۰۔ ۳۴۱)

ہیں جو آدمی یا غیر آدمی، ہر ذی روح کی تصویر کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ مصورین کے لیے قیامت کے دن سب سے سخت عذاب کی وعید بھی آئی ہے۔

ان مصورین کے بارے وارد شدہ کچھ احادیث درج ذیل ہیں:

بخاری و مسلم میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ: وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ خَلْقًا كَخَلْقِي، فَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً، أَوِلْيَخْلُقُوا حَبَّةً، أَوِلْيَخْلُقُوا شَعِيرَةً»[1]

"اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو میرے پیدا کرنے کی طرح پیدا کرنے جائے، ایسے لوگ ایک ذرہ، ایک دانہ یا ایک جَو پیدا کریں۔"

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَاباً يَّوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ»[2]

"قیامت کے دن سب سے سخت عذاب مصورین کو ہوگا۔"

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی حدیثِ نبوی ہے:

«إِنَّ الَّذِيْنَ يَصْنَعُوْنَ هٰذِهِ الصُّوَرَ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ»[3]

"تصاویر بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب ہوگا، انھیں کہا جائے گا: اسے زندہ کرو جو تم نے بنایا ہے۔"

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٧١٢٠) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١١١)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦٠٦) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٩)

[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦٠٧) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٨)

«مَنْ صَوَّرَ صُورَةً فِي الدُّنْيَا كُلِّفَ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ»[1]

''جس شخص نے کوئی تصویر بنائی، اسے اس میں روح پھونکنے کا مکلّف بنایا جائے گا، حالاں کہ وہ اس میں روح پھونکنے والا نہیں۔''[2]

موبائل فون پر بنی تصویر کا حکم:

سوال فضیلۃ الشیخ صالح بن فوزان الفوزان سے سوال ہوا کہ موبائل فون کے کیمرے سے بنائی گئی تصویر کا کیا حکم ہے، حالانکہ وہ موبائل سے باہر نہیں آتی؟

جواب تصویر موبائل کے ذریعے ہو یا کسی اور ذریعے سے ہو، حرام ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع کیا ہے اور اس کا ارتکاب کرنے والوں کو بغیر استثنا کے عذاب کی وعید سنائی ہے۔ پس تصویر اپنی تمام انواع، وسائل اور اشکال کے ساتھ حرام ہے۔ سوائے اس کے جو ضرورت کے تحت ہو۔ ضرورت کے لیے تصویر کے جائز ہونے کا علما نے فتویٰ دیا ہے۔[3]

موبائل کیمرے سے تصویر کا فتنہ:

فضیلۃ الشیخ عبدالرحمٰن بن ناصر البراک فرماتے ہیں کہ سب تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا، تاکہ وہ اسے تمام ادیانِ باطلہ پر غالب کرے، اگرچہ مشرک ناپسند جانیں۔ اللہ تعالیٰ ان

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦١٨) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١١٠)
[2] موقع الألوكة.
[3] موقع فضيلته: http://www.alfawzan.af.org.sa/node/10226

پر درود وسلام نازل فرمائے۔ أما بعد:

ان چیزوں میں سے جن کی آزمایش عام ہوگئی ہے اور جس کے فتنے میں لوگوں کی اکثریت مبتلا ہے، موبائل کیمرے سے تصویر بھی ہے، جو مردوزن چھوٹے اور بڑے ہر شخص کے ہاتھ یا جیب میں ہوتا ہے اور اپنے حامل کو سہولت فراہم کرتا ہے کہ ہر جگہ، ہر وقت، ہر خاص و عام، مقصود و غیر مقصود شخص کی تصویر بنا سکتے ہیں اور کبھی کبھار یہ تصاویر لوگوں کے راز کی چیزوں کی ہوتی ہیں اور کبھی ایسے اعضا کی تصاویر ہوتی ہیں، جن کی تصویر قطعاً درست نہیں ہوتی اور اس کے تباہ کن اثرات مرتب ہوتے ہیں، جن سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱۔ تصویر کے حرام ہونے پر دلالت کرنے والی نصوص کی سر عام مخالفت:

اس بارے میں تاویل کرنے والوں کی تاویل اور خواہش پرستی سب سے بڑا محرک ہے۔ ہر دور کے لوگوں میں فتنہ و فساد اور شر پھیلنے کا یہی بنیادی سبب رہا ہے۔ اگر مجتہد اپنے علم کی وجہ سے معذور ہوا بھی تو خواہش کا پجاری ہرگز معذور نہیں ہوگا، بلکہ وہ گناہ گار رہے گا۔

یہ تصویر جو لوگوں کے لیے فتنے کا باعث بنی ہے اور لوگوں نے بعض شبہات کی وجہ سے اسے حلال قرار دیا ہے۔ اس کی کم از کم حالت مشتبہ ہونے کی ہے، جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

«إِنَّ الحَلَالَ بَيِّنٌ وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا أُمُورٌ مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وعِرْضِهِ، ومَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ»[1]

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٢) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٥٩٩)

''بلاشبہہ حلال واضح ہے اور بلاشبہہ حرام واضح ہے، ان دونوں کے درمیان مشتبہ امور ہیں، جنھیں اکثر لوگ نہیں جانتے، پس جو شخص شبہہ والی چیزوں سے بچ گیا، اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو محفوظ کر لیا اور جو شبہہ والی چیزوں میں واقع ہوگیا، وہ حرام میں واقع ہوگیا۔''

۲۔ اس شخص کی تصویر بنانا جو اپنی تصویر بنانا ناپسند کرتا ہو: بلاشبہہ یہ اس کے حق پر ڈاکہ ہے اور اس کی تصویر نشر کر کے فساد بڑھانے کا موجب ہے، وہ تصویر کسی عورت کی بھی ہوسکتی ہے، جس کی تصویر بنانا اور اسے نشر کرنا اگرچہ وہ راضی ہو، قطعاً درست و جائز نہیں۔ اگر وہ شادی شدہ ہو تو اس کی یہ تصویر طلاق کا سبب بن سکتی ہے اور اگر بے شوہر ہو تو اس میں رغبت کا ذریعہ بنے گی۔ البتہ غیر محرم مردوں کے اس کی تصویر دیکھ کر گناہ گار ہونے کا معاملہ ضرور بنے گا۔ انسان کے بعض مخصوص معاملات، مثلاً: اہلِ خانہ سے مجلس، مالی امور کی انجام دہی اور اس کی اولاد کی تصاویر وغیرہ بھی اس زمرے میں آتے ہیں۔

۳۔ شادی وغیرہ کے موقعے پر عورتوں کے اجتماع کی تصویر اور اسے نشر کرنا فاسق و فضول لوگوں کو موقع فراہم کرنے کی مترادف ہے کہ وہ ایسے معاملات کا مشاہدہ کر لیں، جنھیں دیکھنا اور ان پر مطلع ہونا جائز نہیں۔

۴۔ بعض برے مناظر کی تصویر، مثلاً: مرد و زن کے اختلاط والی محفلیں اور اجتماعات: اور اس کے ساتھ ساتھ مرد و زن کا مشترکہ رقص و سرود کیمرے کے ذریعے محفوظ کر کے انھیں نشر کرنا، بیمار دلوں کے امراض میں اضافے کے مترادف ہے، حالاں کہ حکم یہ ہے کہ باطل کا انکار اور اسے رسوا کرنے

کا انتظام کیا جائے۔ برائی کی ہر ممکن روک تھام کی جائے۔

اور اگر ایسی محافل کو محفوظ کرنا بے حد ضروری ہو، مثلاً: ایسے شخص کو رپورٹ دینی ہو جو زبانی کلامی اعتبار نہ کرے یا کسی مغالطے کا شکار ہو تو ایسی صورتحال میں قابلِ اعتماد شخص سے یہ کام لیا جائے۔ بصورت دیگر محض کلام سے مسائل حل ہو جائیں گے۔ تصویر کی ضرورت ہی نہیں۔

۵۔ فضول تصویر یعنی جس کی نہ کوئی دنیاوی مصلحت ہے اور نہ دینی: اس کا سبب محض خواہش پرستی اور تصویر کی محبت و فروغ ہے۔ شادی حالوں میں مردوں کی محفلوں کی تصاویر اور خاوند اور اس کے ساتھیوں کی داخل ہوتے اور نکلتے وقت کی تصاویر وغیرہ اس زمرے میں آتی ہیں۔

فضول تصویر کی صورتوں میں مساجد میں ہونے والے جلسوں، حفظ القرآن کی کلاسوں اور توثیق کے شبہہ کو بہانہ بنا کر ان کی محافل کی تصاویر بھی شامل ہیں، حالاں کہ عادل یا ثقہ شخص کی تصدیق وخبر تصویر سے زیادہ پختہ ہوتی ہے۔

٦۔ یادداشت کے لیے تصاویر کو محفوظ کرنا: اس کی قبیح ترین شکل زوجین کی تصویر اور اسے یادداشت کے لیے محفوظ رکھنا ہے۔ بلاشبہہ تصاویر کو محفوظ رکھنا، ان امور سے ہے جو گھر میں فرشتوں کے دخول سے مانع ہیں، اس لیے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ»[1]

''فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔''

اس سے وہ مستثنیٰ ہے جو قابلِ احترام نہ ہو یا وہ جس سے چھٹکارا ممکن نہ

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٣١٤٤) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٦)

ہو، مثلاً: نقدی کے اوراق پر بنی تصاویر۔

اے میرے مسلمان بھائی! تصویر کی حرمت پر دلالت کرنے والی ان بعض احادیث کو پلے باندھ لو۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ: وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ خَلْقًا كَخَلْقِي، فَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً، أَوِلْيَخْلُقُوا حَبَّةً، أَوِلْيَخْلُقُوا شَعِيرَةً» [1]

''اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو میرے پیدا کرنے کی طرح پیدا کرنے جائے۔ پس ایسے لوگ ایک ذرہ پیدا کریں، ایک دانہ پیدا کریں یا ایک جَو (کا دانہ) پیدا کریں۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهُونَ بِخَلْقِ اللّٰهِ» [2]

''سب لوگوں سے سخت عذاب قیامت کے دن ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ کی تخلیق سے مشابہت کرتے ہیں۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

«كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي النَّارِ يُجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُورَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسًا فَتُعَذِّبُهُ فِي جَهَنَّمَ» [3]

''تصویر بنانے والا ہر شخص آگ میں ہے، اس کے لیے ہر تصویر کے

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٧١٢٠) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١١١)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦١٠) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٧)

[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢١١٢) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١١٠)

بدلے جو اس نے بنائی تھی، ایک بدن ہوگا جو اسے جہنم میں عذاب دے گا۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے:

«مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً فِي الدُّنْيَا كُلِّفَ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا الرُّوحَ وَلَيْسَ بِنَافِخٍ»[1]

''جس نے دنیا میں کوئی تصویر بنائی، اسے (قیامت کے دن) مکلّف بنایا جائے گا کہ وہ اس میں روح پھونکے، اور وہ اس میں روح پھونکنے والا نہیں ہوگا۔''

چناں چہ مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اللہ سے ڈرے، اپنے دین کی سلامتی کے لیے محتاط رہے، خواہشات کی اتباع سے بچے، لوگوں کی اکثریت کے کسی کام پر ہونے سے دھوکا نہ کھائے اور باطل کی کثرت اسے کمزور نہ کر پائے:

﴿ قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾ [المائدة: ١٠٠]

''(اے نبی!) کہہ دیجیے: پاس اور ناپاک برابر نہیں ہوسکتے، اگرچہ ناپاک کی کثرت آپ کو حیرانی میں ڈال دے، پس اے عقل والو! تم اللہ سے ڈرو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔''

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں دین میں بصیرت عطا کرے اور حق کی تلاش میں بہتر انداز سے چلنے کی توفیق دے۔ وصلی اللّٰہ وسلم علیٰ محمد و علیٰ آله وصحبه أجمعين.

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦١٨) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١١٠)

دوسری فصل:

ضرورت کے لیے تصاویر... ضرورت کی حد کیا ہے؟

شناختی کارڈ اور ڈرائیونگ لائیسنس وغیرہ کی تصاویر:

سوال بلاشبہہ لوگوں کو بعض دفعہ تصاویر لگانے کی مجبوری ہوتی ہے، جس طرح شناختی کارڈ، پاسپورٹ اور لائیسنس وغیرہ کی تصاویر، مدارس و جامعات میں امتحان کے لیے دیے جانے والے فارموں کی تصاویر اور بعض سفری ٹکٹوں پر لگنے والی تصاویر وغیرہ ہیں؟ کیا ایسی ضروریات کے لیے تصویر جائز ہے؟ اور اگر یہ جائز نہیں تو ایسا شخص کیا کرے جو اس ڈیوٹی پر مامور ہے؟ وہ ان سے کیسے دست بردار ہو یا ان میں باقی رہے؟

جواب رسول اللہ ﷺ سے ثابت شدہ صحیح احادیث کی بنا پر جن میں مصورین کے لیے لعنت اور شدید عذاب کی وعید ہے، یہ معلوم ہوا کہ تصویر حرام ہے۔ نیز یہ شرک کا ایک وسیلہ اور اللہ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت کی ایک صورت ہے۔ مگر جب انسان تصویر بنوانے یا لگوانے میں مجبوری کا شکار ہو، مثلاً: ذاتی سیکیورٹی، سفر کی اجازت، امتحانی یا رہایشی فارم وغیرہ، اگر ان معاملات میں کوئی چارہ کار نہ ہو تو ضرورت کے مطابق تصویر کی رخصت ہے۔ اور اگر کوئی شخص اس ڈیوٹی پر مامور ہے اور اس سے اس کے لیے چھٹکارا ممکن نہیں یا اس کی ڈیوٹی مصلحتِ عامہ کے مفاد میں ہے تو اس کے لیے ضرورت کی بنا پر رخصت

ہے، اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ ﴾

[الأنعام: ١١٩]

''حالاں کہ اللہ نے ان (سب جانوروں) کے بارے میں تفصیل سے بتا دیا ہے جو اس نے تم پر حرام کیے ہیں، مگر جسے تم کھانے پر مجبور ہو جاؤ (تو وہ بھی حلال ہیں)۔'' وباللّٰہ التوفیق، وصلی اللّٰہ علیٰ نبینا محمد وآلہ وصحبہ وسلم.[1]

قائمہ کمیٹی برائے فتویٰ و ابحاثِ علمیہ

رئیس عبدالعزیز بن عبداللّٰہ بن باز	نائب رئیس عبدالرزاق عفیفی	رکن مجلس عبداللّٰہ بن قعود	رکن مجلس عبداللّٰہ بن غدیان

سوال سائل تصاویر کو ناپسند جانتے ہوئے آمدن وصول نہیں کرتا۔ جب سے اس نے سنا ہے کہ تصاویر حرام ہیں، جب کہ اسے اس آمدن کی اشد ضرورت ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ کیا وہ شدید ضرورت مندی کے تحت تصاویر کی آمدن وصول کر سکتا ہے؟

جواب تصویر بنانے، ان کی خرید و فروخت کرنے اور انھیں محفوظ رکھنے میں اصل ان کا حرام ہونا ہے، اس لیے کہ نبی اکرم ﷺ نے مصورین پر لعنت کی ہے، لیکن جب انسان اپنی زندگی کے ادوار میں ان کی آمدن کے لیے مجبور ہو اور کوئی دوسرا ذریعہ اختیار نہ کر سکتا ہو، اس کی گزر بسر تصاویر پر ہی ہو تو بقدرِ ضرورت تصاویر بنا سکتا ہے۔[2] وباللّٰہ التوفیق، وصلی اللّٰہ علیٰ نبینا محمد وآلہ وصحبہ وسلم.

---

[1] فتاویٰ اللجنة الدائمة (١/ ٧١٦۔ ٧١٧) مجموعة الأولیٰ، فتویٰ نمبر (١٤٥٢)

[2] فتاویٰ اللجنة الدائمة (١/ ٧١٨)

نقدی پر بنی تصاویر:

سوال کچھ امور مجھے کافی پریشان کیے ہوئے ہیں، جن میں سے ایک نقدی پر تصاویر کا مسئلہ ہے۔ یہ ہماری روز مرہ کی ضرورت ہونے کی وجہ سے مسجدوں میں بھی ہماری جیبوں میں ہوتی ہے۔ کیا اسے جیب میں رکھے ہوئے مسجد میں داخل ہونا، فرشتوں کا وہاں داخلے میں رکاوٹ تو نہیں بنتا؟ کیا وہ ایسی چیزوں میں شمار ہے، جن کی تذلیل کی جاتی ہے؟ تذلیل کی جانے والی تصاویر فرشتوں کو داخلے سے مانع تو نہیں ہیں؟

جواب نقدی پر موجود تصاویر فرشتوں کے عدمِ دخول کا سبب نہیں ہوں گی، کیوں کہ آپ اس معاملے میں مجبور ہیں، ان کی ملکیت و حفاظت، خرید و فروخت، ہبہ، صدقہ، دینی حقوق کو ادا کرنا اور دیگر شرعی مصالح کی انجام دہی میں نقدی کا اہم کردار ہوتا ہے، اس لیے اس میں کوئی حرج نہیں۔

نقدی پر بنی تصاویر کی تذلیل نہیں ہوتی، بلکہ نقدی کے ذریعے حاصل ہونے والی اشیا کی تکریم کی وجہ سے نقدی کو سنبھال کر رکھا جاتا ہے۔ حرج کے ختم ہونے کی وجہ ضرورت ہے، تذلیل یا تکریم نہیں ہے۔ وباللہ التوفیق، وصلی اللّٰہ علیٰ نبینا محمد و آلہ وصحبہ وسلم۔[1]

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ (المتوفی: ۱۴۲۱ھ) فرماتے ہیں کہ انسانی ضروریات سے ایک چیز نقدی ہے، جس پر بادشاہوں اور حکمرانوں کی تصاویر ہوتی ہیں، یہ ایک قدیمی معاملہ ہے، اس پر اہلِ علم نے خاصی گفتگو بھی کی ہے، کچھ لوگ ایسی کرنسی چلا رہے ہیں جس پر گھوڑے اور گھڑ سوار کی تصویر ہوتی

[1] فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ (۱/ ۷۰۴۔ ۷۰۵) مجموعۃ الفتاویٰ، فتویٰ نمبر (۴۳۸۰)

ہے۔ ریال بھی ایک کرنسی ہے جس پر سر گردن اور پرندے کی تصویر ہوتی ہے۔

اس معاملے میں ہماری رائے یہ ہے کہ ہر طرح کی نقدی کا حامل شخص مجبوری کی وجہ سے گناہ گار نہیں ہوگا، اس لیے کہ انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی جیب میں حسبِ ضرورت درہم (یعنی نقدی) رکھے۔ لوگوں کو اس سے روکنا حرج اور مشقت کے سوا کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا بھی فرمان ہے:

﴿ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ﴾ [البقرة: ١٨٥]

''اللہ تمھارے لیے آسانی چاہتا ہے اور وہ تمھارے لیے تنگی نہیں چاہتا۔''

نیز فرمایا:

﴿ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ﴾ [الحج: ٧٨]

''اور اس نے دین میں تمھارے لیے کوئی تنگی نہیں رکھی۔''

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

«إِنَّ الدِّينَ يُسْرٌ، وَلَنْ يُشَادَّ الدِّينَ أَحَدٌ إِلَّا غَلَبَهُ، فَسَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَأَبْشِرُوا»[1]

''بلاشبہہ یہ دین آسان ہے، ہرگز نہیں زور آزمائی کرے گا کوئی شخص دین سے، مگر وہ اس پر غالب آجائے گا۔ پس تم سیدھے رہو، قریب قریب رہو اور خوش رہو۔''

آپ ﷺ نے سیدنا معاذ بن جبل اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما کو جب یمن کی طرف بھیجا تو ان سے کہا:

«يَسِّرَا وَلَا تُعَسِّرَا، وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا»[2]

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٣٩)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢٨٧٣) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٧٣٣)

”تم آسانی پیدا کرنا، مشکل میں مت ڈالنا، خوش خبری پھیلانا، نفرت نہ پھیلانا۔“

اور آپ ﷺ نے لوگوں سے کہا: جب انھوں نے مسجد میں ایک اعرابی کو ڈانٹا تھا:

«فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ، وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ»[1]

”اسے چھوڑ دو، بلاشبہہ تم آسانی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو، مشقت میں ڈالنے والے نہیں۔“

جب کوئی شخص تصویر والی نقدی، ملازمت کارڈ یا لائیسنس کارڈ کا بامرِ مجبوری حامل ہو تو اس میں کوئی حرج ہے نہ کوئی گناہ، ان شاء اللہ، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ یہ شخص تصویر بنوانا اور اسے پاس رکھنا اچھا نہیں سمجھتا، اگر اس کی مجبوری نہ ہوتی تو یہ اسے ساتھ نہ رکھتا۔

اللہ سے ہم دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اور سب مسلمانوں کو محفوظ رکھے، ہماری کوتاہیاں ہمیں گھیر نہ لیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین پر صبر و استقامت عطا فرمائے، بلاشبہہ وہ بہت سخی، نہایت کرم کرنے والا ہے۔[2]

مصری جماعت انصار السنۃ کے رئیسِ عام فضیلۃ الشیخ محمد علی عبدالرحیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بلاشبہہ تصویر اسلام میں حرام ہے، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”بلاشبہہ تصویر بنانے والے آگ میں ہیں۔“ یہ وعید ہر ذی روح چیز، انسان، حیوان اور پرندوں وغیرہ کی تصویر کو شامل ہے اور نبی کریم ﷺ نے

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢١٧)

[2] مجموع فتاویٰ ابن عثیمین رحمہ اللہ (٢/ ٢٨٠_٢٨١)

وضاحت فرمائی ہے کہ روزِ قیامت مصور کو تصاویر سمیت حاضر کیا جائے گا اور اسے کہا جائے گا کہ تو ان میں روح پھونکنے تک آگ سے نہیں نکل سکے گا۔ حالاں کہ وہ ان میں روح پھونکنے والا نہیں ہے۔

اس معاملے میں کیمرے کی تصاویر، مورتیوں اور ہر طرح کی تصاویر میں کوئی فرق نہیں ہے۔ البتہ قدرتی مناظر، مثلاً: پہاڑ، سمندر اور درختوں وغیرہ کی تصاویر جائز ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تھا:

> ''اگر تم نے لازمی طور پر تصاویر بنانی ہیں تو ان چیزوں کی بنا جن میں روح نہیں ہوتی۔''

ان تصاویر سے وہ تصاویر مستثنیٰ ہیں جو انتظامی امور کے لیے ضروری ہوتی ہیں، مثلاً: شناختی کارڈ اور پاسپورٹ وغیرہ کی تصاویر۔[1]

فضیلۃ الشیخ صالح بن فوزان الفوزان نے ایک شخص کو جواب دیا: جس نے کہا: بلاشبہہ جنسیت کو ضبط کرنے کی ضرورت تصویر کا مطالبہ کرتی ہے.... الخ:

معاملہ ایسے نہیں ہے جیسے تم نے گمان کیا ہے۔ دراصل اہلِ اسلام کو تصویر کی قطعاً ضرورت نہیں۔ آپ کے ذکر کردہ مقاصد بغیر تصویر کے بھی پورے ہونا ممکن ہیں، انھیں پورا کرنا شرعی طریقوں، مثلاً: اقرار و اعتراف، دلائل اور قرائن کے ذریعے ہوگا۔ اگر ان مقاصد کا حصول بغیر تصویر کے نہ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لازماً اس کی وضاحت کرتے اور انھیں تصویر کی حرمت سے مستثنیٰ کر دیتے۔ تصویر سازی کا کام بعد کی ایجاد نہیں، بلکہ قدیم زمانے سے ہے۔ پھر غور طلب بات یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کیوں حرام کیا ہے؟

[1] مجلة التوحيد (ص: ٢٢) سوال نمبر (١٣) ع ٩ عام ١٩٨٥ء.

رہا آپ کا یہ دعویٰ کہ ان مقاصد کی تحقیق تصویر کے ذریعے ممکن ہے۔ یہ دعویٰ نئے و پرانے ہونے والے واقعات کے خلاف ہے۔ قدیم زمانے کی بات یوں سمجھو کہ مسلمان اپنے مختلف ادوار میں عہدِ قریب تک اپنے نام میں تصویر کا استعمال نہیں کرتے تھے۔ اس کے باوجود وہ پُرامن رہے، مجرموں کے ہاتھ روکتے رہے، حقوق کی پاسداری کرتے رہے، ان کے معاملات بغیر تصویر کے بھی اتنے منظّم تھے کہ وہ دنیا میں ضرب المثل کی حیثیت اختیار کر گئے۔

اور عصرِ حاضر میں استعمال کی جانے والی تصویر جس کے جواز کا آپ نے فتویٰ دیا ہے، اس کے ہوتے ہوئے بھی مطلوبہ مقاصد حاصل نہیں ہوتے۔

پس تصویر کسی مصلحت کی موجب نہیں، بلکہ بہت سے نقصانات کی موجب ہے، اس لیے کہ اس میں رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی اور آپ ﷺ کے حرام کردہ کام کا ارتکاب ہے۔

آپ نے تصویر کی جس قسم کا ذکر کیا ہے اور ضرورت کو اس میں بنیاد بنایا ہے، اس صورت میں بھی تصویر حرام ہی ٹھہرتی ہے، اس لیے کہ حرام کو محض ضرورت کی بنیاد پر مباح قرار نہیں دیا جاتا۔ اس لیے کہ تصویر کو مباح قرار دینا منع کی دلیل کے معارض ہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ رخصت کے ضمن میں آئے گی، جس کی تعریف اصولیوں کے نزدیک یہ ہے کہ ”منع کے سبب کے قائم رہتے ہوئے کسی راجح معارض کی وجہ سے حرام کو مباح قرار دینا۔“

”مختصر التحریر و شرحہ“ میں لکھا ہے:

”رخصت کا شرعی مفہوم یہ ہے کہ جو کسی راجح معارض کی وجہ سے کسی شرعی دلیل کے خلاف ثابت ہو۔“

راجح معارض کی قید سے غیر راجح معارض کی نفی ہوتی ہے، بلکہ مساوی معارض کی بھی، پس راجح کے حصول پر توقف ہوگا اور جو شرعی دلیل کی برابری سے کوتاہ رہ جائے، اسے ترجیح نہیں ہوگی اور عزیمت اپنی حالت پر قائم رہے گی۔

اے میرے مسلمان بھائی! تو نے صحیح شرعی نصوص اور ائمہ دین کے اقوال سے بہ خوبی جان لیا ہے کہ تصویر اپنی تمام انواع کے ساتھ شدت سے حرام ہے۔ اس پر لعنت اور دردناک عذاب کی وعید ہے، اسے مباح قرار دینے والے کے پاس کوئی شرعی دلیل نہیں ہے جو مسلمان کو یہ جواز پیش کرے کہ وہ ضرورت کا بہانہ تراش کر لوگوں کے لیے ایسی چیز کو جائز قرار دے، جسے نصوصِ شرعیہ نے حرام قرار دیا ہے۔

بہت سی حرام کردہ چیزیں ایسی ہیں جن میں کئی اعتبار سے فائدے ہوتے ہیں، لیکن ان میں فائدے کے بجائے نقصان کی جہت کو ترجیح دی گئی ہے اور اسے حرام کہا گیا ہے۔ انھیں سے ایک تصویر ہے۔

ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو دینِ اسلام کے قیام اور اس کے احکام کے نفاذ کی توفیق دے۔ یہی چیز دنیا و آخرت میں ان کے مصالح کی ضامن ہے۔[1]

نیز فرمایا کہ لیکن ضرورت جس تصویر کا تقاضا کرے، اس کی رخصت ہے، مثلاً: وہ تصاویر جو پاسپورٹ یا شناختی کارڈ پر لگائی جاتی ہیں، اس لیے کہ لوگوں کو ان کی ضروریات، اسفار اور وظائف سے، اسی طرح سکولوں اور جامعات میں داخلے سے اس کے بغیر روک دیا جاتا ہے۔ گویا یہ اب ایک ضرورت بن گئی ہے

[1] التبصير بتحريم أنواع التصوير (ص: ٣٥١۔ ٣٥٢)

اور ضرورت کی حد تک ہی جائز ہے۔ اس کے علاوہ تمام تصاویر حرام ہیں، چاہے وہ اشتہارات کے لیے ہوں یا فنکاری وغیرہ کی نمایش کے لیے، دیواروں کی سجاوٹ کے لیے ہوں یا کسی اور غرض کے لیے، سب کی سب حرام ہیں۔[1]

فضیلۃ الشیخ صالح بن عبدالعزیز آل شیخ حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

بغیر ضرورت کے ذی روح اشیا کی تصویر عام ہو جانے والے گناہوں میں سے ہے۔ اسے اس قدر فروغ ملا ہے کہ اس کی حرمت بھلا دی گئی اور اس کے مباح ہونے کا نظریہ غالب آ گیا۔ اس کی بنیادی وجہ مسلمانوں کا آخرت پر یقین محکم سے کوتاہ رہ جانا ہے۔ پس ذی روح چیز کی تصویر اپنی تمام انواع کے ساتھ حرام ہے۔ اس لیے کہ شرعی دلائل نے کسی قسم کے فرق کو روا نہیں رکھا۔ پس ہر وہ چیز جسے تصویر کہا جائے، اسے بنانا، بنوانا اور طلب کرنا جائز نہیں ہے۔

اسی پر دلالت کرنے والی احادیث کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ سوائے ضرورت کے، مثلاً: پیدایش سرٹیفکیٹ یا پاسپورٹ وغیرہ کی تصاویر کے کوئی تصویر جائز نہیں۔ جس کے بغیر چارہ نہ چلے وہ بھی کراہت اور عدمِ رضا کے ساتھ جائز ہے۔[2]

حج ادا کرنے کے سفر کے لیے عورت کی تصویر:

سوال کیا پاسپورٹ کے اجرا کے لیے عورت کے چہرے کا پردہ قائم رکھنا ضروری ہے یا نہیں؟ اور کیا جب کوئی عورت تصویر نہ بنوانے کی وجہ سے حج سے رہ جائے تو کیا وہ کسی کو نائب بنا سکتی ہے یا نہیں؟ نیز کتاب و سنت کے مطابق عورت کے لباس کی حد کیا ہے؟

---

[1] إعانة المستفيد بشرح كتاب التوحيد (٢/ ٢٦٩)

[2] المنظار في بيان كثير من الأخطاء الشائعة (ص: ١٠٦)

جواب عورت کے چہرے کا پردہ ہے، اس لیے سفر یا غیر سفر میں وہ اپنا چہرہ کھلا نہیں چھوڑ سکتی۔ بصورت دیگر وہ فتنے کا باعث بن سکتی ہے، لیکن جب تصویر کے بغیر اس کے لیے سفرِ حج ممکن نہ ہو تو وہ فریضۂ حج کو ادا کرنے کی خاطر چہرے سے پردہ ہٹا سکتی ہے۔ اس صورت حال میں کسی کو نائب بنانا درست نہیں۔

کتاب و سنت کے دلائل سے ظاہر ہے کہ عورت کا سارا بدن ستر ہے، وہ غیر محرموں سے اپنے سارے بدن کو باپردہ رکھے گی، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ بُعُولَتِهِنَّ ﴾ [النور: ٣١]

''اور اپنا بناؤ سنگار ظاہر نہ کریں، مگر اپنے خاوندوں پر یا اپنے باپ دادا پر یا اپنے خاوندوں کے باپ دادا پر۔''

نیز فرمایا:

﴿ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ ۚ ذَٰلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ ۚ ﴾ [الأحزاب: ٥٣]

''اور جب تم ان (ازواجِ نبی) سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو، یہ بات تمھارے دلوں اور ان کے دلوں کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے۔'' وباللّٰہ التوفیق، وصلی اللّٰہ علیٰ نبینا محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔[1]

قیدی عورتوں کی تصویر:

سوال مورخہ: ١٤/ ١٢/ ١٣٩٨ھ کو دار الخلافہ کے پولیس افسر کا بیان

[1] فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ (١/ ٧١٨۔ ٧١٩) المجموعۃ الأولیٰ، فتویٰ نمبر (٢٥٩٥)

جاری ہوا، جس میں مکہ کے قید خانوں کے سربراہ کے بیان پر (جو انھوں نے ۱۰/۱۲/ ۱۳۹۸ھ کو جاری کیا تھا) بحث کی گئی، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ مکہ کے اکثر قید خانوں میں عورتوں کی قید کے حوالے سے کافی مشکلات کا سامنا ہے، جس کی وجہ سے ان کے ناموں کی مطابقت ہے، جو انتظامیہ کے رجسٹروں میں واقع ہے۔ ناموں کی اس موافقت کی وجہ سے نگران عملہ بسا اوقات پہچاننے سے قاصر رہ جاتا ہے۔ افسران نے اس کا حل یہ ڈھونڈا ہے کہ ہر قیدی عورت کی تصویر لی جائے اور اس کی فائل کے ساتھ منسلک کر دی جائے، تاکہ کسی کے ساتھ دوسری عورت کا معاملہ منسلک نہ ہو۔ کیا محکمہ پولیس کا یہ اقدام شرعاً درست ہے؟

جواب کسی بھی ذی روح چیز کی تصویر حرام ہے، اس کا ارتکاب جائز نہیں۔ بالخصوص عورتوں کی تصویر، اس لیے کہ وہ پردے میں رکھی جانے والی چیز اور ایسا فتنہ ہے جس میں مردوں کے واقع ہونے کا اندیشہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا اس بارے میں فرمان ہے:

«قَالَ اللّٰهُ تَعَالیٰ: وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ خَلْقًا كَخَلْقِي، فَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً، أَوْلِيَخْلُقُوا حَبَّةً، أَوْلِيَخْلُقُوا شَعِيرَةً»[1]

''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو میرے پیدا کرنے کی طرح پیدا کرنے جائے۔ ایسے لوگ ایک ذرہ، ایک دانہ یا ایک جَو پیدا کریں۔''

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

«أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهُونَ بِخَلْقِ اللّٰهِ»[2]

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (۷۱۲۰) صحيح مسلم، رقم الحديث (۲۱۱۱)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (۵۶۱۰) صحيح مسلم، رقم الحديث (۲۱۰۷)

”قیامت کے دن سب سے سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت کرتے ہیں۔“

علاوہ ازیں متعدد صحیح احادیث تصویر کے حرام ہونے اور مصورین کے ملعون ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ وباللّٰه التوفيق، وصلى اللّٰه علىٰ نبينا محمد وآله وصحبه وسلم.[1]

رسائل ومجلّات پر نشر ہونے والی تصاویر:

قائمہ کمیٹی برائے فتویٰ وابحاثِ علمیہ نے درج ذیل بحث شائع کی:

الحمد للّٰه، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللّٰه، وعلىٰ آله وصحبه ومن اهتدىٰ بهداه وبعد!

دین میں بصیرت رکھنے والے کسی مسلمان پر مخفی نہیں ہے کہ اسلام کی چھتری تلے مسلمان عورت کیسے زندگی بسر کرتی ہے۔ اس کی عزت، وقار اور شان وشوکت کے مطابق اس سے سلوک ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس کے حق میں قائم کردہ حقوق کی پاسداری ہوتی ہے، جب کہ دورِ جاہلیت میں عورت کی زندگی اس کے بالکل برعکس تھی، لیکن موجودہ دور میں بعض اسلام مخالف معاشروں میں اسے بے جا آزادی دے کر ضائع کر دیا گیا، جس کے نتیجے میں وہ ظلم وزیادتی کا شکار ہوگئی۔ عورت کو باپردہ رکھنے کا حکم بلاشبہہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے جس کا شکر اور پابندی ہم پر لازم ہے۔

ہاں کچھ جماعتیں ایسی بھی ہیں جو اہلِ مغرب کے افکار اور ان کی ثقافت سے متاثر ہو کر عورت کو حیا داری، حفاظت اور پردہ داری کے معزز مقام پر فائز

---

[1] فتاویٰ اللجنة الدائمة (١/ ٧٠٢۔ ٧٠٣) المجموعة الأولىٰ، فتویٰ نمبر (٣٣٧٧)

دیکھنا نہیں چاہتیں۔ ان کا مشن یہ ہے کہ مسلمان عورت بھی کافروں اور سیکولرزم رکھنے والے ممالک کی عورتوں کی مثل ہو جائے۔ اس حوالے سے انھوں نے میڈیا کا سہارا لیا اور آزادیِ نسواں کے عنوان سے درج ذیل مذموم مقاصد کے حصول کی سعی کی:

ا۔ اس حجاب کی بے حرمتی جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزۡوَٰجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَآءِ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ يُدۡنِينَ عَلَيۡهِنَّ مِن جَلَٰبِيبِهِنَّۚ ذَٰلِكَ أَدۡنَىٰٓ أَن يُعۡرَفۡنَ فَلَا يُؤۡذَيۡنَ ﴾

[الأحزاب: ٥٩]

''اے نبی! اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں اور مومنوں کی عورتوں سے کہہ دیجیے کہ وہ اپنے اوپر اپنی چادریں لٹکا لیا کریں، یہ (بات اس کے) زیادہ قریب ہے کہ وہ پہچان لی جائیں اور انھیں ایذا نہ پہنچائی جائے۔''

نیز فرمایا:

﴿ وَإِذَا سَأَلۡتُمُوهُنَّ مَتَٰعٗا فَسۡـَٔلُوهُنَّ مِن وَرَآءِ حِجَابٖۚ ذَٰلِكُمۡ أَطۡهَرُ لِقُلُوبِكُمۡ وَقُلُوبِهِنَّۚ ﴾ [الأحزاب: ٥٣]

''اور جب تم ان (ازواجِ نبی) سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو، یہ بات تمھارے دلوں اور ان کے دلوں کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿ وَلۡيَضۡرِبۡنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ ﴾ [النور: ٣١]

''اور اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈالے رکھیں۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ صفوان نے پردے کا حکم نازل ہونے سے

پہلے مجھے دیکھ رکھا تھا۔

اسی طرح آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم احرام باندھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں، جب مرد ہمارے سامنے سے گزرتے تو ہم اپنے چہروں پر پردہ لٹکا لیتیں اور جب وہ آگ چلے جاتے تو ہم چہرے کھول لیتی تھیں۔

کتاب وسنت کے ان کے علاوہ بھی متعدد دلائل ہیں جو مسلمان عورت پر حجاب کے واجب ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ ان نام نہاد روشن خیالوں کا مقصد یہ ہے کہ عورت اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی کی سنت کی مخالفت کرے۔ وہ سفر پر نکلے تو ہر خواہش پرست اور دل کا مریض اسے اپنی جھوٹی تسکین کا ذریعہ بنائے۔

۲۔ ان کا ایک مطالبہ یہ ہوتا ہے کہ عورت کو کار ڈرائیور ہونے کی اجازت دی جائے، جب کہ اس پر مرتب ہونے والی خرابیاں اور خطرات کسی صاحبِ بصیرت پر مخفی نہیں ہیں۔

۳۔ نیز وہ یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ عورت کے چہرے کی تصویر ایک مخصوص کارڈ میں چسپاں کی جائے، وہ ہاتھوں ہاتھ متداول ہو اور ہر وہ شخص اس میں طمع رکھے، جس کے دل میں بیماری ہے۔ اس کے بے پردگی کا وسیلہ ہونے میں کوئی شک نہیں۔

۴۔ وہ مرد وزن کے اختلاط کا مطالبہ رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ مردوں والے کام عورتوں کے سپرد کر دیے جائیں، عورت ان کاموں کو ترک کر دے جو اس کی فطرت وحشمت کے لائق ہے۔ ان کا گمان یہ ہے کہ عورت کو اس کی فطرت کے مطابق کاموں تک محدود رکھنا اسے بے کار چھوڑ دینے کے مترادف ہے۔ جبکہ حقیقت اس کے برخلاف ہے، عورت کو اس کی فطرت

کے خلاف کام سونپنا اسے بے کار کر دینا ہے۔

مرد و زن کے اختلاط سے شریعت نے منع کیا ہے۔ عورت کو ایسے مرد سے خلوت نشینی سے منع کیا ہے جس کے لیے وہ حلال نہیں ہے۔ ایسے ہی بغیر محرم کے اسے سفر سے منع کر دیا ہے، ان ممنوع کاموں کی وجہ وہ مذموم امور ہیں، جن کا انجام کسی بھی صورت میں انسانیت کے حق میں بہتر نہیں۔ اسلام نے مرد و زن کے اختلاط میں اس قدر تاکیدی ممانعت سے کام لیا ہے کہ عبادت گاہوں میں بھی اسے روا نہیں رکھا۔ نماز میں عورتوں کے ٹھہرنے کی جگہ مردوں کے پیچھے متعین کی ہے۔ نیز عورت کو گھر میں نماز کی ترغیب دلائی ہے۔ چناں چہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

«لَا تَمْنَعُوا إِمَاءَ اللَّهِ مَسَاجِدَ اللَّهِ، وَبُيُوتُهُنَّ خَيْرٌ لَهُنَّ»[1]

''اللہ کی بندیوں کو اللہ کے گھروں سے منع نہ کرو، حالاں کہ ان کے گھر ان کے حق میں بہتر ہیں۔''

یہ تمام احکام عورت کی عزت کی حفاظت اور اسے فتنے کے اسباب سے دور رکھنے کی وجہ سے ہیں۔

لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی عورتوں کی عزت و کرامت کے محافظ بنے رہیں اور ان گمراہ کن پروپیگنڈوں کی طرف توجہ نہ دیں۔ وہ ان عورتوں سے عبرت حاصل کریں جو ان تنظیموں کی دعوت قبول کر کے دھوکے کا شکار ہوئیں اور رسوائی ان کا مقدر ٹھہری۔ چنانچہ نیک بخت وہ ہے جو دوسروں سے ہی نصیحت حاصل کر لے۔

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٨٥٨) صحيح مسلم، رقم الحديث (٤٤٢)

عام مسلمانوں کی طرح علاقوں اور ملکوں کے حکمرانوں پر بھی لازم ہے کہ وہ ان بے وقوفوں کے ہاتھ روکیں، ان کے مذموم افکار و نظریات کی نشر و اشاعت کے آگے بند باندھیں، تاکہ معاشرہ ان کے برے اثرات اور تباہ کن انجام سے محفوظ رہ سکے۔ چناں چہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا:

«مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ»[1]

''میں نے اپنے بعد کوئی فتنہ ایسا نہیں چھوڑا جو مردوں کے لیے عورتوں سے بڑھ کر ضرر رساں ہو۔''

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

«اِسْتَوْصُوا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا»[2]

''عورتوں کے متعلق بھلائی کی وصیت قبول کیا کرو۔''

اور ان کے حق میں بہترین یہ ہے کہ ان کی عزت و عفت کی حفاظت کی جائے اور انھیں فتنے کے اسباب سے دور رکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو اس کام کی توفیق دے جس میں خیر اور بھلائی ہے۔ وصلی اللّٰه علیٰ نبینا محمد، و آله وصحبه وسلم.[3]

کیا مجاہدین کی تصاویر ضرورت میں شمار ہیں؟

سوال فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ افغانستان وغیرہ میں مجاہدین کی بنائی جانے والی تصاویر یا ویڈیوز جو حکومتوں کو

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٤٨٠٨) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٧٤٠)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٤٨٩٠) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٤٦٨)

[3] فتاویٰ اللجنة الدائمة (١٧/ ٢٤٨)

ارسال کی جاتی ہیں، ضرورت میں شمار ہیں یا نہیں؟

جواب رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا ہے:

«لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ، وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ، وَبَاعًا فَبَاعًا، حَتَّى لَوْ دَخَلُوا جُحْرَ ضَبٍّ لَدَخَلْتُمُوهُ»[1]

''تم اپنے سے پہلے لوگوں کی بالشت برابر بالشت، ہاتھ برابر ہاتھ اور باع برابر باع اتباع کرو گے، حتی کہ اگر وہ کسی گوہ کے بل میں داخل ہوئے ہوں تو تم ضرور اس میں داخل ہو گے۔''

ہم یہاں یہ کہیں گے کہ کفار کا قضیہ یہ ہے کہ وہ اللہ کے لیے عمل نہیں کرتے۔ ایسے ہی وہ لوگ جن کے پاس مسلمانوں کی طرح تحریک وترغیب کے لیے وحی پر مشتمل نصاب نہ ہو، ان کا عمل بھی للّٰہیت سے خالی ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے وہ تصویر کو مستحسن جانتے ہیں اور اسے لوگوں کی حمایت و الفت اور ان کے جذبات ابھارنے میں استعمال کرتے ہیں۔ وہ اپنی بعض روایات کی تکمیل کے لیے تصویر کو لازمی جزو سمجھتے ہیں۔ یہ تو ان لوگوں کا طرزِ عمل ہے جن کے پاس قرآن ہے نہ ترغیب وترہیب کے لیے احادیث، اس لیے ہمیں ان کے راستے پر چلنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔

یہاں میں ایک اور بات کا اضافہ کرنا چاہوں گا، وہ یہ ہے کہ اسلامی دنیا آج کے دور میں اپنی خامیوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے دوسروں کی طرف، اگرچہ وہ ان کے دشمن ہوں، خاصا میلان رکھتی ہے۔ اور تصویر کی یہ قسم جس کے متعلق

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٣٢٦٩) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٦٦٩) مسند أحمد (٢/ ٣٢٧)

آپ نے سوال کیا ہے، میرے خیال کے مطابق اسی رجحان و میلان کا ایک حصہ ہے۔ مسلمان کے لیے قطعاً جائز نہیں کہ وہ غیر مسلم کے سامنے جھک کر ذلت و رسوائی کا سودا کرے۔

ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں کافی ہو جائے اور ہمیں شریعت نبوی ﷺ کی اتباع کی توفیق دے اور زندگی کے ہر معاملے میں ہمارا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔[1]

ان اوراق اور اسناد کو گھر میں محفوظ کرنے کا حکم جن میں تصاویر ہوں:

سوال فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ سے سوال ہوا کہ مدارس میں ریکارڈ کے طور پر رکھی جانے والی تصاویر کا کیا حکم ہے؟

جواب جب ان کی ضرورت باقی نہ رہے تو انھیں تلف کر دینا ضروری ہے۔ فرشتوں کے تصویر والے گھر میں داخل نہ ہونے کی ترجمان حدیث میں جس ''مرقوم تصویر'' کو مستثنیٰ کیا گیا ہے، وہ وہ تصویر ہے جو تکیے اور چٹائی وغیرہ کی طرح بچھائی جانے والی چیز پر بنائی گئی ہو۔ البتہ لٹکائی جانے والی تصاویر اس میں داخل نہیں ہیں۔ اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لٹکائے ہوئے اس پردے کو برا جانا تھا جس میں تصاویر تھیں۔[2]

---

[1] سلسلة الهدىٰ والنور، شريط رقم (٦١)

[2] مجموع فتاوىٰ ابن باز (٢٨/ ٣٤٠)

تیسری فصل:

تصاویر لٹکانے کا حکم

❁ امام شافعی رحمہ اللہ کا فرمان ہے:

’’اور کوئی شخص کسی ایسی جگہ مدعو کیا جائے، جہاں ذی روح اشیا کی تصاویر نصب کی گئی ہیں تو وہ ہرگز وہاں داخل نہ ہو، ہاں اگر ان تصاویر کو روندنے وغیرہ کے ساتھ حقیر کیا جاتا ہو تو پھر داخلے میں کوئی حرج نہیں۔‘‘[1]

❁ ابو اسحاق ابراہیم الشیرازی رحمہ اللہ (المتوفی: ۴۷۶) لکھتے ہیں:

’’دیوار یا پردے پر بنی تصویر بت کی مانند ہے اور جسے روندا جائے، وہ تعظیم نہ ہونے کی وجہ سے بت کی مانند نہیں ہوگی۔‘‘[2]

❁ مجد ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’ایسی چیز کو بچھانا یا تکیے کے طور پر استعمال کرنا جائز ہے جس میں کسی حیوان کی تصویر ہو، البتہ اسے لٹکانا یا اس کے ذریعے دیواروں کو ڈھانپنا جائز نہیں۔‘‘[3]

---

[1] الأم للشافعي (٦/ ١٩٦)

[2] المذهب في فقه الإمام الشافعي (٢/ ٤٧٨)

[3] المحرر في الفقه علىٰ مذهب الإمام أحمد بن حنبل (٢/ ٤٠) لعبد السلام ابن تيمية الحراني رحمه الله (المتوفىٰ: ٦٥٢).

❁ ابو الحسن علی المرداوی رحمہ اللہ (المتوفی: ۸۸۵) فرماتے ہیں:

"صحیح مذہب کے مطابق کسی جاندار کی تصویر بنانا، اس کے ذریعے دیوار ڈھانپنا اور اسے لٹکانا حرام ہے۔"[1]

❁ فضیلۃ الشیخ نظام اور ہندوستان کے علما کی ایک جماعت اس امر پر متفق ہیں کہ کسی جگہ کوئی ایسی چیز لٹکانی جائز نہیں جس میں کسی جاندار کی تصویر ہو، البتہ غیر ذی روح کی تصویر لٹکانا جائز ہے۔[2]

دیواروں پر تصاویر لٹکانے کا حکم:

سوال دیواروں پر تصاویر لٹکانے کا کیا حکم ہے؟ بالخصوص بادشاہوں، علما اور صالحین کی تصاویر، اس لیے کہ دل ان کی تعظیم کی طرف مائل ہوتے ہیں؟

جواب ذی روح اشیا کی تصویر بنانا اور اسے لٹکانا حرام ہے، چاہے وہ مجسم ہو یا غیر مجسم، بادشاہوں، علما اور صالحین کی ہو یا ان کے علاوہ کی۔ اس لیے کہ اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں عموم ہے، مثلاً: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا تھا:

«أَنْ لَّا تَدَعَ صُورَةً إِلَّا طَمَسْتَهَا، وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ»[3]

"کسی تصویر کو مٹائے بغیر نہ چھوڑنا نہ کسی بلند قبر کو برابر کیے بغیر۔" وباللّٰه التوفيق، وصلى اللّٰه علىٰ نبينا محمد، وآله وصحبه وسلم.[4]

---

[1] الإنصاف في معرفة الراجح من الخلاف (١/ ٤٨٤)

[2] الفتاویٰ الهندية (٥/ ٣٥٩)

[3] صحيح مسلم، رقم الحديث (٩٦٩)

[4] فتاویٰ اللجنة الدائمة (١/ ٧٠٦۔ ٧٠٧) المجموعة الأولىٰ، فتویٰ نمبر (٣٠٥٩)

سوال فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ سے سوال ہے کہ فوٹو گرافی کی تصاویر دیواروں پر لگانا کیا حکم رکھتا ہے؟ کیا کوئی شخص اپنے بھائی، باپ یا کسی اور عزیز کی تصویر لگا سکتا ہے؟

جواب ذی روح اشیا کی تصاویر دیواروں وغیرہ پر لگانا ناجائز معاملہ ہے۔ گھر ہو یا جلسہ گاہ، سکول ہو یا کوئی سڑک سب اس میں برابر ہیں، یہ کھلی برائی اور جاہلیت کا ایک معاملہ ہے، جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

«إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَاباً يَّوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ»[1]

''قیامت کے دن سب سے سخت عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔''

نیز فرمایا:

«إِنَّ الَّذِيْنَ يَصْنَعُوْنَ هٰذِهِ الصُّوَرَ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ»[2]

''ان تصاویر والوں کو روزِ قیامت عذاب ہوگا، انھیں کہا جائے گا: اسے زندہ کرو جو تم نے بنایا تھا۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا تھا:

«أَنْ لَّا تَدَعَ صُوْرَةً إِلَّا طَمَسْتَهَا، وَلَا قَبْراً مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ»[3]

''کسی تصویر کو مٹائے بغیر نہ چھوڑنا نہ کسی بلند قبر کو برابر کیے بغیر۔''

مزید یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں تصویر بنانے اور رکھنے سے منع فرمایا ہے، اس لیے اسے مٹانا لازم اور لٹکانا حرام ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦٠٦) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٩)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦٠٧) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٨)

[3] صحيح مسلم، رقم الحديث (٩٦٩)

کے گھر میں تصویر والا پردہ لٹکا دیکھا تو غصے ہوئے، آپ ﷺ کے چہرے کی رنگت بدل گئی تھی اور آپ ﷺ نے اسے چاک کر دیا تھا۔

یہ تمام روایات دلالت کرتی ہیں کہ تصاویر لٹکانا جائز نہیں، وہ بادشاہوں یا حکمرانوں کی ہوں، عبادت گزاروں یا علما کی ہوں یا پھر پرندوں اور دوسرے حیوانوں کی ہوں، حرام ہونے میں برابر ہیں۔ ہر ذی روح کی تصویر بنانا اور اسے گھروں یا دفاتر کی دیوارں پر لٹکانا حرام ہے، اس کا ارتکاب کرنے والے کی حمایت بھی جائز نہیں۔

مسلمان حکمرانوں، علما اور عوام پر لازم ہے کہ وہ تصویر کے معاملے کو ترک کر دیں، اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہوئے اس سے بچ جائیں اور اللہ کی شریعت پر عمل پیرا ہو جائیں۔[1]

❀ فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

تصاویر مجسم ہوں یا غیر مجسم، سایہ دار ہوں یا بے سایہ، ہاتھ سے بنی ہوں یا فوٹو گرافی سے، تمام صورتوں میں ناجائز ہیں اور انھیں دیواروں وغیرہ پر لٹکانا بھی جائز نہیں، اگر کوئی شخص انھیں تلف نہیں کر سکتا تو کم از کم دیواروں سے اتار ہی دے۔ اس کے حرام ہونے کے متعلق کئی احادیث ہیں، مثلاً:

ا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے، میں نے گھر کی اندرونی چھوٹی دیوار پر ایک پردہ لٹکا رکھا تھا جس میں تصویریں تھیں (ایک روایت کے مطابق وہ پَروں والے گھوڑوں کی تھیں) آپ ﷺ نے جب اسے دیکھا تو چاک کر دیا، آپ کے چہرے کی رنگت

[1] فتاویٰ العقیدۃ (۱/ ۳۰۳۔ ۳۰۵)

بدل گئی، آپ ﷺ نے فرمایا:

«يَا عَائِشَةُ! أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهُونَ بِخَلْقِ اللّٰهِ»[1]

''اے عائشہ! قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے بڑھ کر ان لوگوں کو عذاب ہوگا جو اللہ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت کرتے ہیں۔''

ایک اور روایت میں ہے:

«إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَيُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ»[2]

''ان تصاویر والوں کو عذاب دیا جائے گا اور انھیں کہا جائے گا: تم اسے زندہ کرو جو تم نے بنایا ہے۔''

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ»[3]

''بلاشبہہ وہ گھر جس میں یہ تصویریں ہوں، فرشتے اس میں داخل نہیں ہوتے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''پھر ہم نے اس کپڑے کو پھاڑ کر ایک دو تکیوں میں استعمال کر لیا۔ ان میں سے ایک کے ساتھ رسول اللہ ﷺ ٹیک لگایا کرتے تھے۔''

۲۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے گدا نما ایک تکیہ نبی کریم ﷺ کے لیے

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦١٠) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٧)
[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (١٩٩٩) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٧)
[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (١٩٩٩) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٧)

تیار کیا، اس پر کچھ تصاویر بھی تھیں۔ نبی اکرم ﷺ دروازے کے درمیان کھڑے ہوگئے اور آپ ﷺ کا چہرہ متغیر ہونے لگا۔ میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا ہم سے کوئی غلطی ہوگئی ہے؟ میں اپنی غلطی کی اللہ سے معافی چاہتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تکیہ کیسا ہے؟ میں نے کہا: میں نے آپ کی خاطر یہ تیار کیا ہے، تاکہ آپ اس پر لیٹیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تجھے علم نہیں کہ فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو اور جس نے یہ تصویریں بنائیں اسے قیامت کے دن عذاب ہوگا، اسے کہا جائے گا: زندہ کر جو تو نے بنایا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میرے اس تکیے کو نکال دینے تک آپ ﷺ گھر میں داخل نہیں ہوئے۔[1]

۳۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جبریل میرے پاس آئے اور کہنے لگے: میں گذشتہ رات آپ کی ملاقات کے لیے آیا تھا، لیکن مجھے دروازے پر بنی مورتی نے روک دیا تھا۔ گھر میں ایک تصویر والا پردہ اور ایک کتا میرے سامنے رکاوٹ بنا ہے۔ دروازے پر بنی مورتی کا سر مٹا دینے اور اسے درخت کی طرح بنا دینے کا حکم دیں، پردے کو کاٹ دینے کا حکم دیں، اس سے دو تکیے بنا لیں جو روندے جائیں اور کتے کو نکالنے کا حکم دے دیں، اس لیے کہ ہم اس گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس میں تصویر یا کتا ہو۔"[2]

دیکھا گیا تو وہ حسن یا حسین رضی اللہ عنہما کا کتا تھا جو آپ ﷺ کی چارپائی تلے رک گیا تھا۔ آپ ﷺ نے اس کے متعلق سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تو انھوں

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (١٩٩٩) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٧)

[2] سنن أبي داود، رقم الحديث (٤١٥٨) سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٨٠٦) صحيح ابن حبان (١٣/ ١٦٥)

نے لاعلمی کا اظہار کیا، پھر اسے وہاں سے نکال کر پانی کا جھڑکاؤ کیا گیا۔[1]

❁ فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ سے سوال ہوا کہ دیواروں پر تصاویر لٹکانے کا کیا حکم ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا:

''دیواروں پر تصاویر لٹکانا، بالخصوص بڑی تصاویر، حرام ہے، مکمل تصویر کا ہونا ضروری نہیں، سر اور جسم کا بعض حصہ ہی کافی ہے، تصاویر لٹکانے کا مقصد ان کی تعظیم ہے اور شرک کی اصل بھی یہی غلو ہے، جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، انھوں نے قومِ نوح کے ان بتوں کے متعلق فرمایا، جن کی وہ عبادت کرتے تھے: بلاشبہہ وہ نیک لوگوں کے نام تھے، انھوں نے ان کی تصاویر بنائیں، تاکہ انھیں ان کی عبادت گزاری یاد رہے، پھر ان پر زمانہ دراز ہوا تو انھوں نے ان کی عبادت شروع کر دی۔''[2]

❁ فضیلۃ الشیخ حمود بن عبداللہ التویجری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ان نافرمانوں کا اپنے بڑوں کی تصاویر بنانے اور انھیں مجالس میں نصب کرنے کا مقصد کسی ایسے شخص پر مخفی نہیں جو علمِ نافع میں ادنیٰ سی مہارت کا حامل ہو، یہ وہی معاملہ ہے جو قومِ نوح نے کیا تھا، جنھوں نے کچھ نیک لوگوں کی تصاویر بنائیں اور انھیں اپنی مجلس گاہوں میں نصب کیا تھا۔ اسی طرح یہ ان نصاریٰ کی پیروی ہے، جنھوں نے قدیسین (یعنی اولیاء اللہ) کی تصاویر بنائیں اور انھیں گرجا گھروں اور دیگر مجالس میں نصب کیا۔ یہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس

---

[1] آداب الزفاف (ص: ۱۸۵۔ ۱۹۶)

[2] مجموع فتاویٰ ابن عثیمین (۲/ ۲۸۲)

فرمان کے مصداق ٹھہرے:

«لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتَّى تَأْخُذَ أُمَّتِي بِأَخْذِ الْقُرُوْنِ قَبْلَهَا، شِبْرًا بِشِبْرٍ، وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ»[1]

''قیامت قائم نہیں ہوگی، جب تک میری امت کے کچھ لوگ گذشتہ امتوں کی برابر پیروی نہیں کریں گے، جیسے بالشت بالشت کے اور ہاتھ ہاتھ کے برابر ہوتا ہے۔''

قومِ نوح اور نصاریٰ وغیرہ میں واقع ہونے والے شرک کا سبب یہ تصاویر تھیں، ان کی وجہ سے اس امت میں شرک کا وقوع کچھ بعید نہیں ہے۔

چنانچہ اہلِ اسلام کے معاملات کے نگران لوگوں کی ذمے داری ہے کہ وہ تصویر سازی کا سدِ باب کریں، پہلے سے موجود تصاویر کا صفایا کریں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہے جانے والے اس فرمانِ نبوی پر عمل پیرا ہو جائیں: ''اے علی! کسی تصویر کو مٹائے بغیر نہ چھوڑنا۔''

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا نقل کی:

﴿ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ ﴾

[إبراهيم: ٣٥]

''اے میرے رب! اس شہر (مکہ) کو امن والا بنا دے، اور مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچائے رکھنا۔''

غور فرمائیں! جب رحمان کے خلیل، حنفاء کے امام اور جد الانبیا کو اپنے اوپر اور اپنی اولاد پر یہ اندیشہ لاحق ہے کہ کہیں ہم بت پرستی نہ کرنے لگ

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٦٨٨٨)

جائیں، باوجودیکہ وہ بت شکن تھے اور ان کی عبادت سے معصوم تھے تو ایسا شخص کس طرح بے خوف ہوسکتا ہے جو معصوم نہیں؟ اسی وجہ سے ابراہیم تیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ابراہیم علیہ السلام کے بعد اس آزمائش سے بے خوف کون ہوسکتا ہے؟''[1]

(اسے ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے)

آزمائش کے اسباب سے ایک بڑا سبب مجالس اور دکانوں وغیرہ پر تصاویر لٹکانا ہے، آج کل لوگوں کی اکثریت اس فتنے میں مبتلا ہے۔ اہلِ لغت کے نزدیک بھی تصاویر بتوں کا ہی ایک نام ہے، ابراہیم علیہ السلام نے اپنے لیے اور اپنی اولاد کے لیے جس چیز سے بچنے کی دعا کی، اس میں یہ تصویر شامل ہے۔

ابن الاثیر رحمہ اللہ کا فرمان ہے:

''صنم اور اصنام کا تکرار سے ذکر ہوا ہے جس کا اطلاق ہر اس چیز پر ہوتا ہے جسے اللہ کے سوا معبود بنایا جائے۔ ایک قول یہ بھی ہے، صنم اسے کہتے ہیں، جس کا کوئی جسم یا کوئی صورت ہو، بصورت دیگر وہ وثن ہے۔''

نیز فرمایا:

''وثن اور صنم کے درمیان فرق یہ ہے کہ وثن زمین کے جواہر یا لکڑی و پتھر سے بنائی ہوئی جثہ دار چیز ہے، مثلاً: آدمی کی تصویر جسے بنایا اور نصب کیا جاتا ہے، پھر اس کی عبادت کی جاتی ہے، جبکہ صنم بغیر جسم تصویر ہوتی ہے، بعض لوگوں نے اس فرق کو روا نہیں رکھا اور دونوں معنوں پر ان کا اطلاق کیا ہے۔ وثن کا اطلاق تصویر کے غیر پر

[1] تفسير الطبري (١٧/ ١٧) تفسير ابن أبي حاتم (٩/ ٣٩)

بھی ہوتا ہے، مثلاً: عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، میری گردن میں سونے کی ایک صلیب تھی، جسے دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وثن (یعنی بت کو) خود سے دور کر دو۔"[1]

❀ فضیلۃ الشیخ صالح بن عبدالعزیز آل الشیخ ۔وفقه الله۔ تصاویر لٹکانے کا حکم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

یہ عمل تصویر بنانے سے بڑھ کر سنگین ہے، اس لیے کہ یہ اس کی تعظیم کا ذریعہ ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انھوں نے تصاویر والا ایک پردہ لٹکایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں داخل ہو کر اسے چاک کر دیا۔[2]

اور آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں موجود تصویر والی ہر چیز کو توڑ دیتے تھے۔[3] اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ کسی تصویر کو مٹائے بغیر نہ چھوڑنا۔[4]

لہٰذا تصویر لٹکانا صریحاً حرام ہے اور جب تصویر مجسم ہو تو معاملہ زیادہ شدید ہوگا۔ لہٰذا مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنے دل میں اللہ کا خوف رکھے۔ اپنے گھر سے مجسم و غیر مجسم ذی روح چیز کی ہر تصویر نکال دے اور اسے توڑ کر گمنام کر دے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تمام گناہوں کے شرور سے محفوظ رکھے۔ والله المستعان.[5]

---

[1] إعلان النكير على المفتونين بالتصوير (ص: ٨۔ ١٩)
[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (١٩٩٩) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٧)
[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦٠٨)
[4] صحيح مسلم، رقم الحديث (٩٦٩)
[5] المنظار (ص: ١٠٧)

کفار سے دوستی کا ایک مظاہرہ ان کی تصاویر کا اہتمام ہے:

سوال کئی مسلمان نوجوانوں نے بعض غیر مسلم ممالک کی تہذیب و عادات سے متاثر ہو کر ان کے رسوم و رواج کو مسلم معاشرے میں رائج کرنے کو معمول بنا لیا ہے۔ یعنی وہ غیر مسلم لوگوں کے شعائر و اَعلام کی ترویج کرتے ہیں، اپنے لباس، قمیص و تہبند پر، کمر بند (یعنی بیلٹ) پر، اسی طرح عینک، ٹوپی اور جوتے پر، نیز پیمانے اور قلم، انگوٹھی اور گھڑی پر ان کے شعائر کو منقش کرواتے ہیں، ان کے جھنڈوں والے پَردوں کو بطور غلاف و دستر خوان کے استعمال کرتے ہیں، اپنی گاڑیوں کے سیٹ کور کے لیے ان کے پرچموں کا استعمال کرتے ہیں، ایسی چیزوں کی خرید و فروخت اور ان کے استعمال کا کیا حکم ہے؟

جواب اسلام کی پاکیزہ شریعت کے مقاصد سے ہے کہ مسلمان اپنے عقیدے، اخلاق، چال چلن اور فکر و نظر میں تمام کافر و فاجر لوگوں سے جدا دکھائی دے اور اس کا کردار و گفتار دوسروں سے ممتاز ہو۔ اللہ اور اس کے رسول کے انکاری ہر کافر سے محبت و الفت اور دوستی و حمایت کے تمام تعلقات منقطع کر دے۔ یہ ایک اسلامی اصول ہے جس کے متعدد دلائل شریعت میں نص و استنباط کے طریقے پر موجود ہیں۔ اس اصول کو توڑنے یا اس کے قیام میں غفلت و سستی کسی صورت درست نہیں۔ ایسے لوگ جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں رکھتے اور اللہ اور اس کے رسول کے حرام کردہ کاموں سے اجتناب نہیں کرتے، انھیں حاکم بنانا یا ان سے مشابہت کرنا اس شرعی اصول کی مخالفت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴾ [الجاثية: ١٨]

’’پھر ہم نے (اے نبی!) آپ کو دین کے (واضح) راستے پر لگا دیا، لہٰذا آپ اس کی پیروی کریں اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کریں جو علم نہیں رکھتے۔‘‘

نیز فرمایا:

﴿ وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِيْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴾ [البقرة: ۱۲۰]

’’اور یہودی اور عیسائی آپ سے ہرگز راضی نہ ہوں گے یہاں تک کہ آپ ان کی ملت کی پیروی کریں، کہہ دیجیے: بے شک اللہ کی ہدایت ہی حقیقی ہدایت ہے اور آپ کے پاس جو علم آ گیا اس کے بعد اگر آپ نے ان کی خواہشات کی پیروی کی تو آپ کو اللہ (کی پکڑ) سے (بچانے والا) نہ کوئی حمایتی ہوگا اور نہ کوئی مددگار۔‘‘

نیز فرمایا:

﴿ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ؕ ﴾ [المائدة: ٤٩]

’’اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کریں اور ان سے ہوشیار رہیں، کہیں وہ آپ کو کسی ایسے حکم سے اِدھر اُدھر نہ کر دیں جو اللہ نے آپ پر اتارا ہے۔‘‘

اسی طرح فرمایا:

﴿ اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ

مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَٰبَ مِن قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَٰسِقُونَ ﴾ [الحديد: ١٦]

”کیا ایمان والوں کے لیے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل ذکرِ الٰہی کے لیے جھک جائیں اور (اس کے لیے) جو حق (اللہ) کی طرف سے نازل ہوا، اور وہ ان لوگوں کے مانند نہ ہوں، جنھیں اس سے پہلے کتاب دی گئی؟ پھر ان پر مدت لمبی ہوگئی تو ان کے دل سخت ہوگئے اور اُن میں سے بہت سے فاسق ہیں۔“

ان کے علاوہ بھی اس مضمون کی متعدد آیات موجود ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما پر زعفرانی رنگ کے دو کپڑے دیکھے تو فرمایا:

«إِنَّ هَذِهِ مِنْ ثِيَابِ الْكُفَّارِ فَلَا تَلْبَسْهَا»[1]

”بلاشبہہ یہ کافروں کے کپڑے ہیں تو انھیں نہ پہن۔“

اور صحیحین میں نبی اکرم ﷺ سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ آپ ﷺ نے بالوں کو لٹکانے میں اہلِ کتاب کی مخالفت کی ہے اور آپ ﷺ کا فرمان ہے:

«خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ، وَفِّرُوا اللِّحَى، وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ»[2]

”مشرکین کی مخالفت کرو، ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کٹواؤ۔“

دیگر بہت سی احادیث اور سلف صالحین کے متعدد آثار بھی اس معاملے کو خوب روشن کرتے ہیں۔

مذکورہ بحث سے روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ انسان اسلام کی حقیقت

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٠٧٧)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٥٥٣) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٥٩)

پر اس وقت تک عمل نہیں کر سکتا، جب تک اس کا ظاہر و باطن اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے موافق نہ ہو جائے۔ پھر اس کی دوستی و محبت اللہ، اس کے رسول اور اپنے مومن بھائیوں سے ہوگی، جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴾ [المائدة: ٥٥]

"تمھارے دوست تو صرف اللہ اور اس کا رسول اور وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے، جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکات دیتے ہیں اور وہ رکوع کرنے والے ہیں۔"

مسلمان پر لازم ہے کہ وہ کفر اور اہلِ کفر سے بے زار رہے، چاہے وہ عیسائی یا یہودی ہوں یا ملحدین و مجوسی وغیرہ۔ اسلام کے مخالف ہر دین سے بری ہو جائے۔

گذشتہ شرعی اصول کی پابندی اور اپنے اسلام کو ٹیڑھ و انحراف سے محفوظ رکھنے کی غرض سے ہی نصوصِ شرعیہ نے کفار کی مشابہت کو حرام قرار دیا ہے، ایسے اقوال و افعال اور لباس وغیرہ، اسی طرح چال چلن کے وہ تمام طریقے جو کفار کے ساتھ خاص ہیں، مسلمان پر حرام ہیں، کیونکہ ان سے مسلمان کے عقیدے کو خطرہ ہے اور اندیشہ ہے کہ ایسا کرنے سے مسلمان کفر و گمراہی کی راہ پر چل نکلے گا۔ چناں چہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

«بُعِثْتُ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ بِالسَّيْفِ، حتى يُعبدَ اللّٰهُ وَحْدَه لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَجُعِلَ رِزْقِي تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِي، وَجُعِلَ الذِّلَّةُ وَالصَّغَارُ عَلَى مَنْ خَالَفَ أَمْرِي، وَمَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ» [1]

[1] مسند أحمد (٢/ ٥٠) صحيح الجامع، رقم الحديث (٢٨٣١)

''مجھے قیامت سے پہلے تلوار دے کر بھیجا گیا ہے، حتی کہ اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کی جائے اور میرا رزق میرے نیزے کی انی تلے رکھا گیا ہے۔ ذلت و رسوائی ایسے شخص کا مقدر ہے جو میرے معاملے کی مخالفت کرے اور جس نے کسی قوم کی مشابہت کی، وہ انھیں سے ہے۔'' (اسے امام احمد وغیرہ نے جید سن کے ساتھ روایت کیا ہے)

نیز نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

«لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِغَيْرِنَا، لَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ وَلَا بِالنَّصَارَى»[1]

''وہ شخص ہم سے نہیں ہے جس نے ہمارے غیر کی مشابہت کی۔ تم یہودیوں کی مشابہت کرو نہ عیسائیوں کی۔''

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کفار کی مشابہت کے حرام ہونے اور لباس وغیرہ ظاہری امور میں ان کی مخالفت کے واجب ہونے کی شرعی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو حکمت دے کر بھیجا جو آپ کی سنت ہے، یہ وہ منہج و شرع ہے، جسے اللہ نے آپ ﷺ کے لیے مشروع کیا ہے۔ اسی حکمت کا ایک حصہ ہے کہ اس نے آپ ﷺ کے لیے وہ اعمال و اقوال مشروع کیے ہیں، جو مغضوب علیہ اور گمراہ قوموں کے خلاف ہیں۔ پس اس نے ظاہری سیرت میں (اگرچہ اس میں اکثر مخلوق کا نقصان معلوم نہیں ہوتا) کئی امور کی وجہ سے ان کی مخالفت کا حکم دیا ہے۔

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٦٩٥) صحيح الجامع، رقم الحديث (٥٤٣٤) السلسلة الصحيحة، رقم الحديث (٢١٩٤)

''جن میں سے ایک تو یہ ہے کہ ظاہری سیرت میں مشارکت دو متشابہ چیزوں کے درمیان تناسب وتشاکل پیدا کرتی ہے، جس کے نتیجے میں اخلاق و اعمال باہم موافق ہو جاتے ہیں اور یہ امرِ محسوس ہے، مثلاً: فوجی وردی میں ملبوس کوئی سول شخص اپنے بدن میں فوجی اعمال و اخلاق کی ایک کیفیت محسوس کرے گا، اگر کوئی رکاوٹ نہ ہوئی تو اس کی طبیعت اس سے فوجی امور کی انجام دہی کا تقاضا کرے گی۔

''دوسری بات یہ ہے کہ ظاہری سیرت میں مخالفت ایسے تضاد و مفارقت کو پیدا کرتی ہے جو گمراہی وغضب کے اسباب وموجبات کو ختم کرنے اور ہدایت وخوشنودی کے حاملین کی طرف رغبت کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ ایسی صورت میں اللہ کے نیک بندوں اور اس کے دشمنوں کے درمیان دوستی نہ ہونے کی حکمت ظاہر ہوجاتی ہے۔

''جب کسی شخص کا دل مکمل طور پر زندہ ہو اور وہ اصلِ اسلام سے پوری طرح واقف ہوتو اسے یہود و نصاریٰ سے ظاہر و باطن میں مخالفت رکھنے کا مکمل احساس ہوتا ہے، وہ ان کے اخلاق و عادات سے کوسوں دور رہتا ہے، باوجود اس کے کہ بعض مسلمانوں میں وہ رائج ہوں۔

''تیسری بات یہ ہے کہ ظاہری سیرت میں ان کی مشارکت صریح اختلاط کا موجب ہے،حتی کہ ہدایت یافتہ پسندیدہ لوگوں اور مغضوب علیہ گمراہ لوگوں کے درمیان فرق و امتیاز ناپید ہوجائے گا۔ اس کے

علاوہ بھی متعدد پُرحکمت اسباب ہیں۔ یہ تو اس وقت ہے جب ظاہری سیرت جواز و اباحت پر مبنی ہو اور ان کی مشابہت سے خالی ہو، لیکن اگر وہ کفر کو واجب کرنے والی ہے تو اس کی موافقت کبیرہ گناہ اور کفر ہوگی۔ یہ اصل واقعی اس لائق ہے کہ اسے سمجھ کر اس کے مطابق عمل کیا جائے۔''

شک وشبہہ سے خالی باتوں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ کفار کی دوستی کا ایک مظہر ان کے ساتھ مشابہت کرنا، ایسے لباس پہننا جو ان کے شعائر کے متحمل ہوں، مثلاً: صلیب وغیرہ، ان کی تصاویر کا اہتمام کرنا، ان کی تفریحی مجالس کا انعقاد، ان کے پرچموں کو گاڑیوں، گھروں اور تجارتی منڈیوں پر لٹکانا، ان کے مخصوص ناموں پر نام رکھنا، ان کی محبت اور دوستی کی طرف بلانا، ان کی طرف نسبت پر فخر کرنا، ان کے سرداروں کی طرف نسبت کرنا اور ان کی اسلام مخالف خواہشات وافکار کے سامنے جھکنا وغیرہ ہے۔

علاوہ ازیں بہت سی ایسی قباحتیں ہیں جن میں ایسے لوگوں کی کثیر تعداد ملوث ہے جو اسلام کی طرف نسبت کرنے والے ہیں اور انھیں اس چیز کا احساس نہیں رہا کہ وہ ایسا کر کے اپنے دلوں اور اپنے مسلمان بھائیوں کے دلوں سے اسلام کی اس اصل کی بیخ کنی کر رہے ہیں اور امت کی وہن نامی بیماری میں دن بہ دن اضافہ کر رہے ہیں۔ إنا لله و إنا إليه راجعون.

ایسی صورتِ حال میں تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اسلام کی صحیح سیرت کو مضبوطی سے تھامیں، اس سے انحراف کر کے ایسے لوگوں کی راہ اختیار نہ

کریں جو گمراہی اور اللہ کے غضب کا شکار ہوئے، یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی تہذیب کو ترک کر دیں، نیکی و پرہیزگاری اور ہر اس کام کی ایک دوسرے کو وصیت کریں، جس میں اسلام اور اہلِ اسلام کی عزت اور بھلائی ہے۔ ہر اس کام سے اجتناب کریں، جس میں مسلمانوں کا نقصان ہے، اس کی ترویج اور تشہیر کر کے مسلمانوں کے خلاف مدد فراہم نہ کریں۔ وباللّٰه التوفيق، وصلى الله علىٰ نبينا محمد، وآله وصحبه وسلم.[1]

[1] فتاویٰ اللجنة الدائمة (٢٦/ ٣٠٣۔ ٣٠٨) المجموعة الأولىٰ، فتویٰ نمبر (١٩٨٥٧)

چوتھی فصل:

قبروں کی تصویر کا حکم

قبروں کی تصویر بنانے اور مساجد میں بعض قبروں کی تصاویر رکھنے کا حکم:

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسوله وآله، وبعد:

مورخہ: ۱۷/ ۸/ ۱۳۹۲ھ کو وزارتِ عدل و امانت کی طرف سے قائمہ کمیٹی برائے فتاویٰ و ابحاثِ علمیہ کے نام ایک خط ارسال کیا گیا، جس کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ کولمبو میں واقع جامع الحنفی کے کچھ نمازیوں نے مسجد کی دائیں طرف نماز پڑھی، دورانِ نماز میں ان کی نظر قبلے کی طرف والی دیوار پر لگی رسول اللہ ﷺ کی قبر کی تصویر پر پڑی تو وہ آپ ﷺ پر درود پڑھنے میں مصروف ہوگئے۔ ادارہ ثقافت کے رئیس جب اس معاملے سے مطلع ہوئے تو انھوں نے اس مسئلے کی شرعی نوعیت اور اس کے حکم کے متعلق فتویٰ طلب کیا؟

فتویٰ کمیٹی نے اس معاملے پر غور وخوض کے بعد درج ذیل جواب جاری کیا کہ بلاشبہہ نبی اکرم ﷺ کی قبر کی تصویر کسی بھی مسجد میں بنانا یا لگانا ایک بدعت اور صریح برائی ہے، جب کہ اس کے سامنے کھڑے ہونا اور اسے عقیدت پیش کرنا بھی بدعت و برائی ہے۔ صالحین کے متعلق لوگوں کے غلو نے انھیں اس طرف مائل کیا ہے، انبیاء و رسل کی تعظیم میں ان کے حد سے تجاوز کر جانے کا سبب یہی غلو ہے، حالاں کہ رسول اللہ ﷺ نے دین میں غلو سے منع فرمایا ہے۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے:

«إِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّينِ ، فَإِنَّهُ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ الْغُلُوُّ فِي الدِّينِ»[1]

''دین میں غلو سے بچو، تم سے پہلے لوگوں کی ہلاکت کی ایک وجہ دین میں غلو ہے۔''

صحابہ کرام اور ان کے بعد خیر القرون کے لوگوں نے اس طرح کا کوئی کام نہیں کیا، باوجودیکہ وہ مدینہ منورہ سے دور دور کے علاقوں میں پھیل گئے تھے اور وہ ہم سے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنے والے، ہم سے بڑھ کر نیکی کے حریص اور دین کی اتباع کرنے والے تھے۔

اگر یہ کام نیکی ہوتا تو وہ ہرگز اسے چھوڑتے نہ اس میں کوتاہی کرتے۔ یہ شریعت نہیں، بلکہ شرکِ اکبر کا ذریعہ ہے۔ (نعوذ بالله منها) اسی لیے صحابہ اس سے بچے رہے اور انھوں نے اس میں واقع ہونے سے خود کو محفوظ رکھا۔ لہٰذا اے مسلمانو! ہم پر لازم ہے کہ ان کے نقوشِ پا پر قدم رکھیں اور ان کے راستے پر چلتے رہیں۔ بلاشبہہ اسلاف کی اتباع میں خیر اور بعد والوں کی ابتداع میں شر ہے۔

صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قبروں کو سجدہ گاہیں بنانے، ان پر عمارتیں بنانے اور ان پر نماز پڑھنے سے منع کیا ہے۔ اسی طرح مساجد میں مُردوں کو دفنانا بھی منع ہے۔ ان تمام امور میں ایک حکمت یہ ہے کہ لوگ صالحین کی شان میں غلو اور ان کے مقام و مرتبے میں حد سے تجاوز نہ کریں۔ اس لیے کہ یہ چیز انھیں اللہ سے غافل کر دے گی اور وہ بجائے اللہ کے

[1] سنن ابن ماجه، رقم الحديث (٣٠٢٩) مسند أحمد (١/ ٢١٥)

ان سے دعائیں اور مدد مانگنے لگ جائیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے رب سے ایک دعا یہ بھی کی تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو بت نہ بنائے جس کی عبادت کی جائے۔ یہود و نصاریٰ نے اپنے انبیا اور صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنایا، نبی اکرم ﷺ نے ان پر لعنت کی، تاکہ مسلمان ان جیسا کام نہ کریں اور بدعت و بت پرستی سے بچ جائیں۔

چناں چہ جان لو کہ مساجد میں صالحین کی قبروں کی تصاویر بنانا یا لٹکانا یا صالحین کی تصاویر کا لٹکانا انھیں مساجد میں دفن کرنے یا ان کی قبروں پر عمارت بنانے کے مترادف ہے۔ یہ تمام صورتیں جاہلیت کی بت پرستی اور غیر اللہ کی عبادت کی طرف بلانے کا ذریعہ ہیں، جب کہ شرک کے تمام ذرائع کا سدِ باب مسلمانوں پر واجب ہے، تاکہ ان کا عقیدۂ توحید محفوظ رہے اور وہ ضلالت کی ہلاکتوں میں پڑنے سے بچ جائیں۔

بخاری و مسلم میں مروی ہے کہ سیدہ ام سلمہ اور سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک گرجے کا ذکر کیا جو سرزمینِ حبشہ میں واقع تھا اور اس میں تصویریں تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

«أُولَئِكَ إِذَا مَاتَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا، ثُمَّ صَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّورَةَ، أُولَئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ» [1]

''وہ لوگ ایسے ہیں کہ جب ان میں کوئی نیک آدمی فوت ہوتا ہے تو وہ اس کی قبر پر سجدہ گاہ بنا لیتے ہیں اور انھوں نے وہاں وہ تصویریں بنائی ہیں، یہ لوگ اللہ کے نزدیک سب سے بدتر مخلوق ہیں۔''

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٤١٧) صحيح مسلم، رقم الحديث (٥٢٨)

بخاری و مسلم میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا نزول ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر سے چہرہ ڈھانپ لیتے، جب وحی مکمل ہوتی تو اسے کھول لیتے۔ ایک دفعہ نزولِ وحی کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ، يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوا»[1]

''یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو، انھوں نے اپنے انبیا کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنایا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اس کام سے ہمیں روک رہے تھے۔''

اگر یہ معاملہ نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو اوپن کیا جاتا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اندیشہ تھا کہ کہیں اسے سجدہ گاہ نہ بنا لیا جائے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَلَا وَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوا يَتَّخِذُونَ قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ وَصَالِحِيهِمْ مَسَاجِدَ أَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُورَ مَسَاجِدَ إِنِّي أَنْهَاكُمْ عَنْ ذٰلِكَ»[2]

''خبردار! تم سے پہلے لوگ اپنے انبیا اور صالحین کی قبروں کو مساجد بنا لیتے تھے۔ سنو! تم قبروں کو سجدہ گاہیں نہ بنانا، میں تمھیں اس بات سے منع کرتا ہوں۔''

موطا امام مالک میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِي وَثَنًا يُعْبَدُ، اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَى

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٤٢٥) صحيح مسلم، رقم الحديث (٥٣١)

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث (٥٣٢)

قَوْمٍ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ»[1]

''اے اللہ! میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی عبادت کی جائے۔ اللہ کا غضب ایسی قوم پر سخت ہوا جس نے اپنے انبیا کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنایا۔''

سنن ابی داود میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا وَلَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيدًا وَصَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ تَبْلُغُنِي حَيْثُ كُنْتُمْ»[2]

''اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ اور نہ میری قبر کو میلہ گاہ بناؤ، مجھ پر درود بھیجو، بلاشبہہ تم جہاں بھی ہو، تمھارا درود مجھ تک پہنچا دیا جاتا ہے۔''

چناں چہ ہم جہاں بھی ہوں، ہمیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کا حکم ہے، وہ درود آپ تک پہنچا دیا جائے گا۔ اس کے لیے ضروری نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر یا اس کی تصویر ہمارے سامنے ہو۔ لہٰذا ان تصویروں کا بنانا اور مساجد میں لگانا ان بدعات ومنکرات میں شامل ہے جو۔نعوذ باللہ۔ شرک تک پہنچانے والی ہیں۔

مسلمان علما پر واجب ہے کہ وہ اس کے مرتکب لوگوں پر اس کی برائی کو بے نقاب کریں اور صاحبِ اقتدار لوگوں کی ذمے داری ہے کہ وہ عقیدۂ توحید کی حمایت اور فتنہ انگیزی کا سدباب کرنے کے لیے مساجد میں موجود قبروں کی تصاویر کا خاتمہ کریں۔ وباللّٰہ التوفيق، وصلى اللّٰہ علىٰ نبينا محمد، وآله وصحبه وسلم.[3]

---

[1] موطأ إمام مالك (١/ ١٧٢)

[2] سنن أبي داود، رقم الحديث (٢٠٤٢)

[3] فتاویٰ اللجنة الدائمة (١/ ٤٥٥۔ ٤٥٨) المجموعة الأولىٰ، فتوىٰ نمبر (٢٣٦)

وعظ و عبرت کی غرض سے قبر و لحد اور آگ کی تصویر کا حکم:

سوال فضیلۃ الشیخ محمد العثیمین رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کیا قبر و لحد کی تصویر اس غرض سے جائز ہے کہ یہ لوگوں کے لیے وعظ و نصیحت اور انھیں موت کی یاد دہانی کا ذریعہ بنے گی؟

جواب کیا یہ طریقہ صحابہ سے معروف ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد شدہ اکثر مواعظ، اسی طرح قرآن کے مواعظ مطیع کے لیے ثواب اور نافرمان کے لیے سزا کے ذکر پر ہی مبنی ہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اَفَلَا يَعۡلَمُ اِذَا بُعۡثِرَ مَا فِى الۡقُبُوۡرِ ۝ وَحُصِّلَ مَا فِى الصُّدُوۡرِ ۝ اِنَّ رَبَّهُمۡ بِهِمۡ يَوۡمَئِذٍ لَّخَبِيۡرٌ ﴾ [العادیات: ۹۔ ۱۱]

''کیا پھر وہ نہیں جانتا، جب نکال باہر کیا جائے گا جو کچھ قبروں میں ہے۔ اور ظاہر کر دیا جائے گا جو کچھ سینوں میں ہے۔ بے شک ان کا رب اس دن ان (کے حال) سے خوب آگاہ ہوگا۔''

اللہ تعالیٰ نے یہاں یہ تو نہیں کہا: ''کیا وہ جانتا نہیں کہ جب قبروں والوں کو دفنایا جائے گا'' چنانچہ ہمارا لوگوں کو موت کے ذکر کے ساتھ وعظ کرنا اور اس سے اہم کام سے غافل رہنا اور وہ اہم کام فرمانبرداریوں پر ثواب اور محرمات پر سزا کا بیان ہے، یہ وعظ و نصیحت میں نری کوتاہی ہے۔ ہم نے جب ان چیزوں کو ذکر کر دیا ہے تو یہ عمدہ اور بہترین ہے۔

پھر اس کی تصویر کشی ایسا امر ہے جس میں ذلت و حقارت کا اندیشہ ہے۔ جب لوگ اسے دیکھ لیں گے تو وہ ان کے ذہنوں میں منقش ہو جائے گی اور وہ اس کا ہر وقت خیال کریں گے۔ ایسا کچھ بیوقوفوں نے کیا بھی ہے، جب انھوں

نے فوٹو گرافی کے ذریعے جہنم کی آگ کی تصویر پیش کی ہے، اس کے شعلوں کو زرد رنگت اور ہولناک منظر دیا، تاکہ لوگ اس سے گھبرا جائیں۔ بلاشبہہ یہ ایسا کام ہے جس کے جھوٹ ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اس لیے کہ جہنم کی آگ کی شدت اور اس کی سنگینی کا تصور انسانی دماغ سے بالاتر ہے۔ اور ہمیں کیا معلوم کہ کسی شخص پر کوئی ایسا دن آئے جس میں وہ جنت کی نعمتوں کا تصور کرے، وہاں کے پھل، بڑی آنکھوں والی خوبصورت حوروں اور ہمیشہ رہنے والے بچوں کے تصور کا تعاقب کرے اور اس کی آخرت سنور جائے اور ادھر یہ مصور امورِ آخرت کو مذاق بنائے بیٹھا ہے، وہ امور جو اس کے تصور سے بالاتر ہیں، جب کہ ان کا اثر دل و دماغ پر ان مادی تصاویر کے اثرات کے مقابلے میں کہیں زیادہ بہتر ہے اور ان تصاویر کا فاعل اپنے عمل کو زیادہ بہتر خیال کر رہا ہے۔[1]

ایسی مسجد میں نماز کا حکم جس میں تصاویر ہوں:

سوال فضیلۃ الشیخ العثیمین رحمہ اللہ سے سوال ہوا کہ سنگِ مرمر کی بعض اقسام ایسی ہیں جو سیاہ و سفید رنگ کے ساتھ مخلوط ہوتی ہیں، ان کے ساتھ مساجد کی اندورنی دیواریں مزین کی جاتی ہیں۔ قابلِ افسوس بات یہ ہے کہ انھیں شرک و کفر کے علاقوں سے درآمد کیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے وہ بہت سی ظاہری تصویروں پر اور ایسی خفیہ تصویروں پر مشتمل ہوتی ہیں جو باریک بینی سے ظاہر ہوجاتی ہیں، وہ تصاویر انسانوں اور حیوانوں کی ہوتی ہیں تو ایسی مساجد میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟ نیز ایسے سنگِ مرمر کا کیا کیا جائے؟

جواب ایسا سنگِ مرمر لگانا جن میں یہ تصاویر ظاہر ہوں، حرام ہے۔ یعنی

[1] منظومة في القواعد والأصول (١/ ١٠٤ـ ١٠٥) بواسطة المكتبة الشاملة بذريعه نیٹ.

مسلمانوں کی مساجد میں تصویروں والا سنگِ مرمر لگانا جائز نہیں، جن کی مساجد میں یہ کام ہو چکا ہے، ان اہلِ محلّہ پر واجب ہے کہ وہ اس کو ہٹانے کا مطالبہ کریں، اگر یہ ممکن نظر نہیں آتا تو وہ وہاں نماز پڑھنے کے بجائے کسی دوسری مسجد کا رُخ کر لیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے گرجا گھروں میں داخل ہونے سے اس لیے منع کیا تھا کہ ان میں تصویریں تھیں۔[1]

[1] مجموع فتاویٰ ابن عثیمین (۱۲/ ۳۴۹)

پانچویں فصل:

دعوتی اور امدادی کاموں میں تصویر کے استعمال کا حکم

مسجدِ حرام میں عمرہ وطواف کرنے والوں کی تصویر کشی:

فضیلۃ الشیخ محمد الامین شنقیطی رحمہ اللہ (المتوفی: ۱۳۹۳ھ) فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں فرمایا:

﴿ وَإِذْ بَوَّأْنَا لِإِبْرَٰهِيمَ مَكَانَ ٱلْبَيْتِ أَن لَّا تُشْرِكْ بِى شَيْـًٔا وَطَهِّرْ بَيْتِىَ لِلطَّآئِفِينَ وَٱلْقَآئِمِينَ وَٱلرُّكَّعِ ٱلسُّجُودِ ﴾ [الحج: ٢٦]

''اور (یاد کریں) جب ہم نے ابراہیم کے لیے بیت اللہ کی جگہ مقرر کر دی (اور اسے حکم دیا) کہ تو میرے ساتھ کسی شَے کو شریک نہ کر اور طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع، سجدے کرنے والوں کے لیے میرا گھر پاک رکھ۔''

اس آیتِ کریمہ سے ایک مسئلہ ماخوذ ہوتا ہے، وہ یہ ہے کہ بیت اللہ کے نزدیک کسی قسم کی حسی یا معنوی گندگی اور نجاست کو چھوڑنا جائز نہیں، اس میں کسی ایسے شخص کو نہیں چھوڑا جائے گا جو ایسے کام کا مرتکب ہو، جس پر اللہ راضی نہ ہو اور نہ ایسے شخص کو وہاں رہنے دیں گے جو کسی طرح کی نجاست و گندگی وہاں پھیلانے کا سبب ہو۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اللہ کے حرمت والے گھر مسجد حرام میں

مصورین آلاتِ تصویر لیے داخل ہوتے ہیں اور طواف و قیام اور رکوع و سجود کرنے والوں کی تصاویر بناتے ہیں، لیکن اس بات میں بھی کوئی شک نہیں کہ ان کا یہ عمل بیت اللہ کی تطہیر کے حکم کے منافی ہے۔ ایسا کرنا بیت اللہ کی حرمت پامال کرنے کے مترادف ہے۔ وہاں تصویر سازی جائز نہیں، اس لیے کہ انسانی تصویر کے حرام ہونے پر بہت سی صحیح احادیث دلالت کرتی ہیں اور ان کا عموم ہر قسم کی تصویر سے مانع ہے۔

بلاشبہہ کسی ایسے کام کا ارتکاب جسے اللہ اور اس کے رسول نے حرام قرار دیا ہے، ان معنوی نجاستوں میں شامل ہے جن سے بیت اللہ کو پاک کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔

اسی طرح مسجد میں ہر وہ کام جو دین اور توحید میں خلل انداز ہو جائز نہیں، ہم اللہ سے اپنے لیے، اپنے صاحبِ اقتدار لوگوں کے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں اپنے حرم میں اور دیگر تمام علاقوں میں اپنی رضا مندی کے کام کرنے کی توفیق دے، بلاشبہہ وہ بہت قریب بہت جلد قبول کرنے والا ہے۔[1]

دعوت کی غرض سے تحفیظ القرآن کی کلاسوں اور نمازیوں کی تصویر کشی:

سوال برطانیہ کے بعض علما کی رائے ہے کہ باجماعت کھڑے نمازیوں اور تلاوت میں مصروف بچوں کی تصاویر بنانا جائز ہے، اس لیے کہ جب یہ تصاویر مجلّات اور جرائد میں نشر ہوں گی تو غیر مسلم لوگ ان سے متاثر ہو کر اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں ریسرچ کریں گے؟

[1] أضواء البيان في إيضاح القرآن بالقرآن (٤/ ٣٦١)

جواب ذی روح چیز کی تصویر حرام ہے، چاہے وہ کسی انسان کی ہو یا کسی اور حیوان کی، نمازی کی ہو یا قرآن کی تلاوت کرنے والے کی، اس لیے کہ صحیح احادیث سے اس کی حرمت کا ثبوت ملتا ہے۔ جرائد، مجلّات اور رسالوں میں اس غرض سے بھی کہ اسلام کی اشاعت و ترویج ہو، لوگ اس کی طرف مائل ہوں اور اس میں داخل ہوں، وضو کرنے والوں، نماز پڑھنے والوں یا تلاوت کرنے والوں کی تصاویر نشر کرنا جائز نہیں، اس لیے کہ تصویر مطلقاً حرام ہے اور حرام کو اسلام کی نشر و اشاعت کا وسیلہ بنانا جائز نہیں۔ نشر و اشاعت کے مشروع وسائل بھی کثرت سے موجود ہیں۔ انھیں چھوڑ کر حرام کی طرف رجوع نہ کیا جائے۔

رہی بات اسلامی ملکوں اور حکومتوں میں تصویر کے وقوع کی تو یہ اس کے جائز ہونے کی دلیل نہیں، بلکہ یہ خود ایک برائی ہے۔ اس حوالے سے صحیح دلائل موجود ہیں، جن پر عمل کرتے ہوئے تصویر کا انکار ضروری ہے۔ وباللّٰہ التوفیق، وصلی اللّٰہ علیٰ نبینا محمد، وآلہ وصحبہ وسلم.[1]

غیر ملکی افراد کے مطالعے کے لیے دعوتی کتب میں تصاویر کا اہتمام:

سوال ہم غیر ملکی تارکینِ وطن کے دفتر میں ملازم ہیں، دفتر کے امور آپ سے مخفی نہیں، فی سبیل اللہ کتب کی طباعت بھی یہاں کے امور میں شامل ہے، تا کہ لوگ اس دین میں کثرت سے داخل ہوں، لیکن بعض کتب میں دیکھا گیا ہے کہ مسلمان معاشرے کی تصاویر کے ساتھ بھی ترجمانی کی گئی ہے، مثلاً: مردوں اور عورتوں کی نماز کی تصاویر، مساجد میں داخلے کی تصاویر وغیرہ۔ آپ اس حوالے سے شرعی حکم بیان فرمائیں؟ نیز بتائیں کہ دعوت کے امور میں کس حد تک جائز ہے؟

[1] فتاویٰ اللجنة الدائمة (۱/ ۷۰۳۔ ۷۰۴) المجموعة الأولیٰ، فتویٰ نمبر (۲۹۲۲)

جواب ذی روح اشیا کی تصاویر مطلقاً حرام ہیں۔ احادیث اس بارے میں عموم کی متقاضی ہیں۔ رہی بات آپ کی ذکر کردہ ضرورت کی، جسے مزید وضاحت کے لیے کمال تصور کیا جاتا ہے، جائز نہیں۔ اسلام کی نشر واشاعت کے ان کے علاوہ بھی وسائل ہیں، جن کے ہوتے ہوئے ان غیر شرعی وسائل کی کوئی ضرورت نہیں پڑتی۔

سلف صالحین نے مذکورہ وسائل اختیار کیے بغیر دعوت وتعلیم اور اسلام کی نشر و اشاعت میں بلند مقام پایا۔ وہ ہم سے مضبوط ایمان اور زیادہ عمل والے تھے، لیکن اسلام کو سمجھنے یا سمجھانے کے معاملے میں تصویر سے اجتناب نے انھیں کوئی نقصان نہیں دیا۔ علوم کے ادراک اور تحصیل میں ترکِ تصویر ان کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنی۔

اس بحث کے پیشِ نظر ہمارے لیے جائز نہیں ہے کہ ہم ذی روح کی تصویر بنا کر امرِ حرام کا ارتکاب کریں، آپ کے ذکر کردہ معاملے کو ضرورت خیال کرنا جائز نہیں۔ وباللّٰه التوفيق، وصلى اللّٰه علىٰ نبينا محمد، وآله وصحبه وسلم.[1]

اسلامی مجلّات میں تصاویر:

سوال مسلمان بچوں کے لیے ہم نے ''اروىٰ'' نامی ایک مجلّہ شروع کیا ہے، جس کا ایک نسخہ آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا ہے۔ ہمارے بعض قابلِ اعتماد دیندار بھائیوں نے مجلّے میں موجود تصاویر پر اعتراض کیا ہے، جب کہ یہ کسی نبی یا صحابی کی نہیں ہیں۔ (معاذ اللہ) اس کے باوجود ہم اپنے اس اقدام کے بارے

[1] فتاویٰ اللجنة الدائمة (١/ ٢٩٣۔ ٢٩٤) المجموعة الثانية، فتویٰ نمبر (١٧٣١٥)

میں آپ سے فتویٰ چاہتے ہیں، جس کے فوری مل جانے کی اُمید ہے؟

جواب ذی روح چیزوں کی تصویر مطلقاً حرام ہیں، اگر مذکورہ تصاویر انبیا و رسل اور صحابہ کے علاوہ کی ہیں تو پھر بھی حرام ہیں، لوگوں کی رغبت اور ان کا شوق بڑھانے کے لیے بھی یہ جائز نہیں۔ وباللّٰہ التوفیق، وصلی اللّٰہ علیٰ نبینا محمد، وآلہ وصحبہ وسلم.[1]

تعلیم کی غرض سے اعمالِ حج کو ذی روح چیزوں کی تصویر کے ذریعے پیش کرنا:

سوال جب میں نے دیکھا کہ ہند و پاک کے مسلمان حج وعمرہ کو ادا کرنے میں کئی غلطیوں کا شکار ہو جاتے ہیں تو میں نے ان کی راہنمائی کے لیے اردو زبان میں حج کے مسائل پر ایک کتاب لکھی۔ بعض مقامات پر مزید وضاحت کے لیے میں کچھ تصاویر، مثلاً: خانہ کعبہ، حجرِ اسود کے استلام کا طریقہ وغیرہ کی ضرورت محسوس کرتا ہوں۔ سوال یہ ہے کہ کتاب وسنت کی روشنی میں وضاحت فرما دیں کہ خطوط و اشکال اور تصاویر کے ذریعے ان جگہوں کی نشان دہی کس حد تک جائز ہے؟

جواب انسان ہو یا کوئی حیوان کسی ذی روح چیز کی تصویر جائز نہیں۔ خانہ کعبہ کے اردگرد کی جگہوں کی وضاحت کے لیے بھی ایسا کرنا جائز نہیں۔ اس لیے کہ منع کی احادیث عام ہیں۔ وباللّٰہ التوفیق، وصلی اللّٰہ علیٰ نبینا محمد، وآلہ وصحبہ وسلم.[2]

---

[1] فتاویٰ اللجنة الدائمة (١/ ٦٧٦ ـ ٦٧٧) المجموعة الأولیٰ، فتویٰ نمبر (٧٤٥٠)

[2] فتاویٰ اللجنة الدائمة (١/ ٦٨٥ ـ ٦٨٦) المجموعة الأولیٰ، فتویٰ نمبر (٦٥٧٢)

یتامیٰ اور مساکین کے لیے جمعیۃ الخیریہ اور افطار پارٹیوں کی تصاویر کا حکم:

سوال میں جمعیۃ الاسلامیہ الخیریہ میں کام کرتا ہوں۔ آج کل اس کے معاملات میں فوٹو گرافی کا بڑا زور شور ہے۔ جمعیت کے کیے ہوئے کاموں کی تصاویر بنا کر نشر کی جاتی ہیں، جن سے کافی معاونت ہو رہی ہے، مثلاً: افغانستان میں یتیم ہونے والے ان بچوں کی تصاویر جو جمعیت کے زیرِ کفالت ہیں۔ اسی طرح رمضان المبارک میں دی جانے والی بڑی بڑی افطاریوں کی تصاویر ہیں۔ ان تصاویر کا مقصد لوگوں کو نیکی کی رغبت دلا کر اس کارِ خیر میں تعاون حاصل کرنا ہے۔ میرا سوال یہاں یہ ہے کہ یہ تصاویر حرام ہیں یا جائز؟

جواب بغیر ضرورت کے تصویر جائز نہیں، وہ فوٹو گرافی کے ذریعے ہو یا کسی اور آلے کے ذریعے، اس لیے کہ تصویر کے حرام ہونے اور اس پر وعید کے سخت ہونے کا صحیح حدیث میں ذکر ہے۔ اسی طرح ایسی تصاویر کو محفوظ رکھنا بھی جائز نہیں، جن کی حفاظت ضروری نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے انھیں مٹانے اور تلف کرنے کا حکم دیا ہے اور آپ ﷺ کا فرمان ہے:

«لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا صُورَةٌ»[1]

”فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو۔“

البتہ جہاں کوئی چارہ کار نہ ہو، وہاں تصویر بنانا اور اسے محفوظ رکھنا جائز ہے، مثلاً: پیدائش سرٹیفکیٹ، پاسپورٹ، شناختی کارڈ اور لائیسنس کی تصاویر۔

وباللّٰہ التوفیق، وصلی اللّٰہ علیٰ نبینا محمد، وآلہ وصحبہ وسلم.[2]

---

[1] صحیح البخاري، رقم الحدیث (٣١٤٤) صحیح مسلم، رقم الحدیث (٢١٠٦)

[2] فتاویٰ اللجنة الدائمة (١/ ٢٨٤۔ ٢٨٥) المجموعة الثانية، فتویٰ نمبر (١٥٥٢٨)

یتیموں کی تصویر کشی، تاکہ مخیّر حضرات کو ان کی کفالت کی دعوت دی جائے:

الحمد للّٰہ وحدہ، والصلاۃ والسلام علیٰ من لا نبي بعدہ، وبعد:

سوال قائمہ کمیٹی برائے فتویٰ و ابحاثِ علمیہ نے اس خط کا مطالعہ کیا جو ۲۹/ ۴/ ۱۴۱۸ھ کو جمعیۃ الکتاب والسنۃ الخیریہ آف سوڈان کے رئیس کے واسطے سے انھیں ارسال کیا گیا، جس میں پوچھے گئے سوال کا خلاصہ یہ ہے:

جمعیۃ الکتاب والسنہ یتیموں کی کفالت کے حوالے سے کارِ خیر میں مصروفِ عمل ہے۔ گویا ان کا یہ عمل لوگوں کے ساتھ رابطے کا ایک مضبوط بہانہ ہے۔ البتہ امدادی کاموں کے مقابلے میں لوگوں کا مالی تعاون کافی کم ہوتا ہے۔ جمعیت کا اصل مقصد مسلمانوں کے یتیم بچوں کی کفالت اور قحط و افلاس میں گھیرے لوگوں کی امداد کرنا ہے۔ بیرونی علاقوں کے نیک و محسن لوگوں کے تعاون کے بغیر یہ عظیم کام ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

اب معاملہ یہ ہے کہ بعض معاون اداروں نے بطورِ شرط یہ مطالبہ کیا ہے کہ یتیم بچے جو ان کے زیرِ کفالت ہیں، ان کی تصویر سمیت مکمل ریکارڈ ہمیں فراہم کیا جائے، تاکہ ہم اپنا تعاون بغیر کسی شک و شبہہ کے جاری رکھ سکیں۔ اس پر بعض دوستوں نے تحفظات ظاہر کیے کہ تصویر سازی تو حرام ہے۔

تو کیا ہمارے لیے جائز ہے کہ ہم یتیموں کی کفالت کی خاطر ان کی تصاویر معاون اداروں کو ارسال کر دیں۔ یہ یاد رہے کہ ایسا کرنے کے بغیر ہمیں کوئی چارہ دکھائی نہیں دیتا۔ ان یتیموں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے یہ اقدام ضروری ہے، اس حوالے سے فتویٰ صادر فرما کر عند اللہ ماجور ہوں؟

جواب کمیٹی کی طرف سے اس سوال کا درج ذیل جواب جاری ہوا:

نبی اکرم ﷺ کی سنت سے ثابت شدہ دلائل کی روشنی میں اصلِ شرعی یہ ہے کہ ذی روح چیز کی تصویر جائز نہیں۔ البتہ شدید ضرورت اس سے مستثنیٰ ہے، مثلاً: مجرم لوگوں کی پہچان اور ان کی گرفتاری کی خاطر ان کی تصویر کا اجراء۔

دلائل کے پیشِ نظر آپ کے لیے جائز نہیں ہے کہ یتیموں کی کفالت کے معاملے میں حرام ذریعہ اختیار کریں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ﴾ [الطلاق: ۲۔ ۳]

''اور جو شخص اللہ سے ڈرے تو وہ اس کے لیے (مشکلات سے) نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے۔ اور وہ اسے رزق دیتا ہے، جہاں سے اسے گمان تک نہیں ہوتا۔''

﴿ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ﴾ [الطلاق: ۳]

''اور جو شخص اللہ پر توکل کرے تو وہ اس کے لیے کافی ہے۔''

مزید فرمایا:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴾

[الأنفال: ۲۹]

''اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرو تو وہ تمھارے لیے نکلنے کی راہ بنا دے گا اور تم سے تمھاری برائیاں دور کر دے گا اور تمھیں بخش دے گا۔ اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔'' وباللّٰہ التوفیق، وصلی اللّٰہ علیٰ نبینا محمد، وآلہ وصحبہ وسلم۔[1]

---

[1] فتاویٰ اللجنة الدائمة (۱/ ۳۱۷۔ ۳۱۹) المجموعة الثانية، فتویٰ نمبر (۱۹۶۵۲)

افغانیوں کے مسخ شدہ چہروں کی تصاویر کا حکم:

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ سے افغانیوں کے مسخ شدہ چہروں کے بارے میں سوال ہوا تو انھوں نے جواب دیا:

افغانیوں کے مسخ شدہ چہروں کی تصاویر نشر کرنا درحقیقت ایک مصلحت ہے جو لوگوں کی ہمدردی حاصل کرنے اور انھیں ان کے دفاع میں کھڑے کرنے کا ایک موثر محرک ہے، لیکن میں کہوں گا: یہ ہمدردی و دفاع ان تصاویر کے شائع کیے بغیر بھی حاصل ہو سکتا ہے اور ایسے بھی ممکن ہے کہ ہم چہرے پر کوئی چیز ڈال دیں، تاکہ سر واضح نہ ہو۔ اس لیے کہ جب سر ختم کر دیا جائے تو وہ تصویر نہیں رہتی، جس طرح حدیث میں آیا ہے:

«أَنْ لَّا تَدَعَ صُوْرَةً إِلَّا طَمَسْتَهَا، وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَه»[1]

''تو کسی تصویر کو مٹائے بغیر اور کسی بلند قبر کو برابر کیے بغیر نہ چھوڑنا۔''

اس حدیث کا ظاہر اس امر کا مقتضی ہے کہ غیر مجسم تصویر بھی ممنوع ہے، اس لیے کہ ''طمس'' رنگین و غیر مجسم چیز میں ہی ہو سکتا ہے۔

اسی طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تکیہ دیکھا جس میں تصویر تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دروازے ہی میں کھڑے ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر کراہیت کا اثر تھا۔ اس دوران میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ»[2]

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٩٦٩)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (١٩٩٩) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٧)

”بلاشبہہ ان تصویروں والے عذاب دیے جائیں گے۔“

یہ دلیل ہے کہ تصویر سے مراد مجسم و غیر مجسم ہر طرح کی تصویر مراد ہے۔[1]

حرمین شریفین کے مناظر کی تصاویر:

سوال مجھے امید ہے کہ آپ مجھ پر احسان فرماتے ہوئے حرمین شریفین کے مناظر کی تصاویر کا شرعی حکم ضرور بتائیں گے۔ لوگ خرید و فروخت کی غرض سے یہ تصاویر بناتے ہیں، تاکہ حج و عمرہ کرنے والے ان کو خریدیں اور ان کی یاد آنے پر تصاویر دیکھ لیں؟

جواب حرمین شریفین کی تصاویر بنانا جائز نہیں۔ اس لیے کہ ان میں ان لوگوں کی تصاویر بھی آ جاتی ہیں جو حرم مکی میں نماز و طواف میں مشغول ہوتے ہیں، اسی طرح مسجدِ نبوی کے زائرین، قراء اور نمازیوں کی تصاویر بھی بنا دی جاتی ہیں، گنبدِ خضراء کی تصویر جب مسجدِ نبوی کی تصویر کے ساتھ ہو تو وہ لوگوں کے عقائد میں بگاڑ کا ذریعہ بن سکتی ہے، لوگوں نے اسے بہانہ بنا کر کئی قبے تعمیر کر لینے ہیں، پھر ان قبوں والوں کی طرف رجوع کر کے شرکِ اکبر کا دروازہ کھول لینا ہے۔

علاوہ ازیں متعدد مفاسد کی وجہ سے ضروری ہے کہ حرمین کی تصاویر سے اجتناب کیا جائے۔ وباللّٰه التوفيق، وصلى اللّٰه علىٰ نبينا محمد، وآله وصحبه وسلم.[2]

کلاسوں اور مجالس کی ویڈیو ریکارڈنگ:

سوال گزارش یہ ہے کہ ”حریملاء“ نامی مقام پر تحفیظ القرآن کا ایک

---

[1] مجموع فتاوىٰ ابن عثيمين (٢/ ٢٨٦)

[2] فتاوىٰ اللجنة الدائمة (١/ ٦٨٨۔ ٦٨٩) المجموعة الثانية، فتوىٰ نمبر (٥٥٧٦)

مدرسہ ہے۔ ہمارے پاس جگہ کی کمی کے باعث کلاسز کے علاوہ کوئی جگہ نہیں بچتی، جہاں ہم مہمانوں وغیرہ کو ٹھہرایا کریں، جب کہ ہم بعض اوقات علمی محافل و مقالہ جات کا بھی اہتمام کرتے ہیں۔ ہم ان علمی محافل و مجالس اور مقالہ جات کو ویڈیو ٹیپ کے ذریعے دوسرے علاقوں کی طرف بھیجنا چاہتے ہیں۔ آپ سے یہ پوچھنا مقصود ہے کہ ان مجالس و محافل کو ویڈیو کے ذریعے منتقل کرنا یا آیندہ یاد دہانی اور ریکارڈ رکھنے کے لیے محفوظ رکھنا جائز ہے؟ جب کہ آیندہ بھی ان سے استفادہ مطلوب ہو؟

جواب جب ان علمی محافل و مجالس میں خلافِ شرع کوئی کام نہ ہو تو عوامی فائدے اور تبلیغِ علم کی نیت سے انھیں ویڈیو کے ذریعے آگے نقل کرنا جائز ہے۔ اسی طرح ویڈیو ٹیپ کے ذریعے انھیں محفوظ کرنا اور حسبِ ضرورت فائدہ حاصل کرنے کی غرض سے استعمال کرنے میں بھی کوئی قباحت نہیں۔ اس لیے کہ یہ آلات ذاتی طور پر برے نہیں۔ بات ان کے استعمال کی ہے، خیر میں استعمال کرو تو اچھے ہیں، شر میں استعمال کرو تو برے ہیں۔ وباللّٰہ التوفیق، وصلی اللّٰہ علیٰ نبینا محمد، وآلہ وصحبہ وسلم.[1]

سوال میں چاہتا ہوں کہ ویڈیوز کی خرید و فروخت اور وزارتِ اطلاعات ونشریات کی طرف سے جاری کردہ ویڈیو سی ڈیز کرائے پر دینے کا کام کروں۔ اس حوالے سے شریعت مخالف معاملات سے مکمل اجتناب کروں گا تو میرا یہ کاروبار میرے لیے جائز ہوگا؟ اس سے حاصل ہونے والی کمائی حلال کی ہوگی؟ یہ یاد رہے کہ میں کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہتا جس پر اللہ ناراض ہو، جب کہ

[1] فتاویٰ اللجنة الدائمة (۲۶/ ۲۷۸۔ ۲۷۹) المجموعة الأولیٰ، فتویٰ نمبر (۸۹۲۳)

ویڈیو سازی میرے لیے ایسا مشغلہ ہے، دوسرے کاموں کی نسبت میں اس سے زیادہ منافع حاصل کر سکتا ہوں۔ اس کام کے آغاز سے پہلے اس کے شرعی حکم سے آگاہی چاہتا ہوں؟

جواب ویڈیو، ریڈیو اور ٹیلی ویژن وغیرہ اطلاع دینے کے مفید ذرائع ہیں۔ انھیں ذاتی طور پر حلال یا حرام نہیں کہا جا سکتا، کیوں کہ یہ تو محض آلات ہیں۔ ان پر حکم ان کے استعمال کے مطابق ہوگا جو محض حرام کام میں یا غالباً حرام میں استعمال ہوا یا اس کی مصلحت و مفسدت برابر ہوئی، اس کا استعمال حرام ہے، ورنہ وہ حلال ہے۔ اس بنیاد پر اگر آپ ویڈیو کو صرف بھلائی میں استعمال کریں گے تو ٹھیک ہے، ورنہ وہ سوائے شر کے کچھ نہیں ہوگا۔ آمدنی کا دار و مدار بھی اسی پر ہوگا۔
وباللّٰہ التوفیق، وصلی اللّٰہ علیٰ نبینا محمد، وآلہ وصحبہ وسلم۔[1]

فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ کچھ عرصہ پہلے میں ٹیلی ویژن کے متعلق توقف کا شکار تھا کہ اس کے ذریعے تصویریں منتقل کی جاتی ہیں، مجالس و محافل کی تصاویر نشر ہوتی ہیں، مجھے اس میں حرج محسوس ہوتا تھا اور میں فی الفور اس پر راضی ہونے والا نہیں تھا۔ پھر میرے لیے ظاہر ہوا کہ میں ایسا فیصلہ کروں جس میں عام مسلمانوں کی مصلحت ہو اور وہ ٹیلی ویژن کے ذریعے نشر ہونے والی علمی مجلس و لیکچر سے مستفید ہوں، کیوں کہ اس سے زیادہ فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ جب بامر مجبوری تصویر جائز ہے، اگرچہ اس میں فردِ واحد کا فائدہ ہے تو ایسی ضروریات میں کیوں جائز نہیں، جن کا فائدہ سب کے لیے ہے۔ مصلحتِ عامہ کے مفاد کی خاطر شدت پسندی کے مقابلے میں یہ موقف میرے نزدیک قوی

[1] فتاویٰ اللجنة الدائمة (٢٦/ ٢٧٩۔ ٢٨٩) المجموعة الأولیٰ، فتویٰ نمبر (٨١٦٢)

ہے، تاکہ مسلمان ٹیلی ویژن پر نشر ہونے والے لیکچر اور علمی گفتگو سے مستفید ہو سکیں۔

پس یہ عوامی فائدہ ہی اس کے مطلقاً منع اور توقف سے میرے لیے رکاوٹ بنا۔ اگرچہ اس میں منع کو اب بھی مجال حاصل ہے، لیکن میرے نزدیک اقرب اور زیادہ مناسب اب بھی یہی ہے کہ جس کام میں مصلحتِ عامہ ہو، وہ انفرادی مصلحت کے مقابلے میں زیادہ عظیم اور بڑا ہے۔ ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔[1]

داعیہ عورت کا شرعی پردے کے ساتھ ٹیلی ویژن پر ظاہر ہونا:

سوال فضیلۃ الشیخ ناصر البراک حفظہ اللہ سے سوال ہوا۔ دعوت وفتویٰ کی غرض سے داعیہ عورت کے شرعی حجاب کے ساتھ ٹیلی ویژن پر ظاہر ہونے کا کیا حکم ہے؟

جواب حمد وثنا کے بعد اصل یہ ہے کہ عورت اپنی صورت اور اپنی آواز کے ساتھ ایک فتنہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

«مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ»[2]

''میں نے اپنے بعد کوئی فتنہ ایسا نہیں چھوڑا جو مردوں کے لیے عورتوں سے بڑھ کر ضرر رساں ہو۔''

یہی وجہ ہے کہ خواہشات کے پجاری لوگ سنانے اور دکھانے والے تمام آلات میں عورت کو داخل کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے عورت کے لیے جائز نہیں کہ کمائی کے ان میدانوں میں نکلے، اگرچہ وہ دعوت وفتویٰ کے لیے ہو اور باحجاب ہو کر ہو۔ اس لیے کہ بے شمار مرد اس کی گفتگو سنیں گے۔ وہ تو عورتوں کی تعلیم کے ارادے سے اس میدان میں نکلی ہے۔

---

(1) حديث المساء من الدروس والمحاضرات والتعليقات (ص: ٤٠٦۔ ٤٠٧)

(2) صحيح البخاري، رقم الحديث (٤٨٠٨) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٧٤٠)

دوسری بات یہ ہے کہ یہ کام مردوں کا ہے، ان کے ہوتے ہوئے عورت کو یہ کام زیب نہیں دیتا۔ تاریخِ اسلام اس بات کی گواہ ہے، خطبا و ائمہ کی صورت میں مساجد وغیرہ میں، تعلیم و دعوت اور فتویٰ کا یہ کام ہمیشہ مردوں نے کیا ہے۔ کوئی عورت ان کاموں کی متولی نہیں ہوسکتی۔ ہاں جب صرف عورتوں کی مجلس ہو تو اس کا یہ کام جائز ہوگا۔

پھر یہ ایک مسلم بات ہے کہ سنانے اور دکھانے کے آلات میں عورت کا استعمال دیگر کئی قباحتوں کا مجموعہ ہے، مثلاً: بغیر ضرورت کے عورت کا گھر سے نکلنا، مرد وزن کا اختلاط، باحجاب ہونے کے باوجود اس کی ذات کی تصویر وغیرہ۔ یہ وہ مفاسد ہیں، شریعتِ مطہرہ نے جن کا سد باب کیا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿32﴾ وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى ﴾

[الأحزاب: ٣٢۔ ٣٣]

”اے نبی کی بیویو! تم عام عورتوں کی طرح نہیں ہو، اگر تم متقی و پرہیزگار ہو تو (کسی بھی غیر محرم سے) آہستگی و نرمی سے بات نہ کیا کرو کہ پھر وہ شخص، جس کے دل میں روگ ہو طمع و لالچ کرنے لگے اور تم سیدھی صاف اچھی بات (سختی سے) کہا کرو۔ اور تم اپنے گھروں میں ٹک کر رہو اور گذشتہ دورِ جاہلیت کی زیب و زینت کی نمایش کے مانند (اپنی) زیب و زینت کی نمایش نہ کرتی پھرو۔“

یہ ایک حقیقت ہے کہ عورت باپردہ ہونے کے باوجود مزین ہوتی ہے۔ اس بحث کے پیشِ نظر میں کہوں گا کہ عورت کے لیے کھلے میدانوں میں نکلنا

جائز نہیں۔ چاہے وہ داعیہ، مفتیہ اور معلّمہ ہو۔ اس پر لازم ہے کہ وہ دعوتِ عامہ کی سرگرمیوں کو اپنی ہم جنسوں تک گھر، مدرسہ یا عورتوں کی مسجد تک محدود رکھے۔

اسی مناسبت سے یہاں ہم اپنے ان بھائیوں کو نصیحت کرنا چاہیں گے جو اسلامی فیلڈ میں کام کرتے ہیں کہ وہ اللہ سے ڈرتے رہیں اور ایسے لوگوں کی تاویلات و اقوال کے جال میں ہرگز نہ پھنسیں، جن کا نظریہ یہ ہے کہ عورت کو اسلامی میدانوں میں داخل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ ایسے لوگ شبہات کو دلیل بناتے ہوئے اس کی طرف دعوت دیتے نظر آئیں گے۔ ان کی موافقت اس زمانے کے ایسے لوگوں سے ہوگی جو باطل یا باطل کی طرف لے جانے والے عمل کو پسند کریں گے۔ اسی لیے انھیں مختلف میدانوں میں عورتیں کام کرتی ہوئی اچھی لگتی ہیں، وہ اسے وقت کی ضرورت سے تعبیر کریں گے۔ جو عورتیں اپنی حدود کی محافظ ہوں گی، ان کے نزدیک ان کا مرتبہ بہت کم ہوگا اور عورت کی عزت و عصمت کے حقیقی محافظ ان کے ہاں شدت پسندی کا لقب پائیں گے۔ ایسے لوگوں کی ترجمانی میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ملاحظہ ہو:

﴿ وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا ﴾

[النساء: ٢٧]

”اور وہ لوگ جو اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ تم (حق سے) بہت دور ہو جاؤ۔“

ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں سیدھا راستہ دکھائے اور ہمیں مغضوب علیہ اور گمراہ لوگوں کی راہ سے اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین[1]

[1] موقع الإسلام سؤال و جواب https://islamqa.info/ar/148014

چھٹی فصل:

تدریسی امور اور تعلیمی وسائل میں تصویر کے استعمال کا حکم

تدریسی امور میں طالب علموں کی تصویر کا حکم:

سوال میں شمران کے جنوب میں واقع ایک پرائمری سکول کا مدیر ہوں۔ محکمہ کی طرف سے میری ایک ڈیوٹی یہ ہے کہ اسکاؤٹنگ اور طلبہ کے ٹورز کی تصاویر تیار کرواؤں، اسی طرح سکول میں لا کر دکھانے کے لیے بعض علاقوں کی تصاویر بنواؤں۔ ہمیں معلوم ہے اور ہم نے سن رکھا ہے کہ جب تک کسی گھر میں کوئی تصویر رہے، فرشتے اس میں داخل نہیں ہوتے، جب کہ یہ کام میری ڈیوٹی میں شامل ہے۔ میں اس معاملے میں تصویر بنانے والوں کو محکمے سے فیس لے کر دیتا ہوں، خود تو نہیں بناتا، اب گناہ کس پر ہے؟

جواب اس امر میں کوئی شک نہیں کہ ذی روح چیز کی تصویر بنانا حرام، بلکہ کبیرہ گناہ ہے۔ نصوصِ سنت میں اس کی سخت وعید وارد ہوئی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت ہے، یہ فتنے کا ایک وسیلہ اور اکثر حالات میں شرک کا ایک ذریعہ ہے۔ اس کا گناہ تصویر بنانے والے، اس کا حکم دینے والے اور ہر اس شخص پر ہے جو اس کا سبب بنا یا جس نے اس میں تعاون کیا۔

یہ سب گناہ کے معاملے میں ایک دوسرے سے تعاون کر رہے ہیں۔ اللہ نے اس سے منع کیا ہے:

﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة:٢]

''اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔''

وباللّٰہ التوفیق، وصلی اللّٰہ علیٰ نبینا محمد، وآله وصحبه وسلم.[1]

سکول میں سرگرمی رپورٹ پر طلبہ کی تصویر چسپاں کرنا:

سوال ہمارے ہاں سکول میں سرگرمی رپورٹ کے طور پر ایک فلیکس بنوائی جاتی ہے، جس پر پوزیشن ہولڈر طلبہ کی تصاویر لگائی جاتی ہے۔ فلیکس پر 6x4 انچ کی طالب علم کی تصویر، اس کا نام اور حاصل کردہ نمبر درج ہوتے ہیں۔ ایسا کرنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ دوسرے طالب علم بھی محنت کریں اور ان میں پوزیشن لینے کا شوق پیدا ہو۔ ہم آپ سے یہ فتویٰ چاہتے ہیں کہ ہمارا یہ عمل شرعی طور پر جائز ہے یا ناجائز؟ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو دنیا و آخرت کی بھلائی پر مبنی کام کی توفیق دے۔

جواب مذکورہ فلیکس پر طلبہ کی تصاویر بنوانا اور اسے برقرار رکھنا شرعاً جائز نہیں۔ متعدد ایسے شرعی دلائل موجود ہیں جو ذی روح چیز کی تصویر سے رُک جانے کے متقاضی ہیں۔ وباللّٰہ التوفیق، وصلی اللّٰہ علیٰ نبینا محمد، وآله وصحبه وسلم.[2]

گھریلو معاشیات کے سٹیکرز میں بعض پھلوں کے ساتھ آنکھوں، ناک اور ہونٹوں وغیرہ کی تصویر لگانا:

الحمد للّٰہ، والصلاة والسلام علی من لا نبي بعده، وبعد:

---

[1] فتاویٰ اللجنة الدائمة (١/ ٦٨٨۔ ٦٨٩) المجموعة الأولیٰ، فتویٰ نمبر (١٩٥٣)

[2] فتاویٰ اللجنة الدائمة (١/ ٢٨٢۔ ٢٨٣) المجموعة الثانية، فتویٰ نمبر (١٢١٨١)

سوال قائمہ کمیٹی برائے فتویٰ و ابحاثِ علمیہ نے مرکز الدعوۃ والارشاد دمام کے مدیر کی خدمت میں پیش کردہ ایک خط وصول کیا جو مشرقی پٹی میں موجود تعلیم البنات کے مدیر عام کی طرف سے (۸/ ۸/ ۱۴۱۸ھ) کو جاری ہوا۔ یہ خط کبار علما کی کمیٹی کے نام تھا اور اس میں پوچھے گئے سوال کا خلاصہ یہ ہے۔

کچھ مشائخ عظام ہمارے مرکز تشریف لائے، ہم نے واپسی پر تصاویر والے کچھ سٹیکرز انھیں دیے، جو ہمارے قریب واقع ایک ادارے کے شائع کردہ تھے، یہ تصاویر گھریلو معیشت کے حوالے سے تھیں اور ضمناً دیکھنے والوں کے لیے سبق آموز تھیں، مثلاً: غذا کا خیال کیسے رکھا جائے، پھلوں اور سبزیوں میں کس قدر غذائیت ہوتی ہے۔ اسی طرح کے کچھ وضاحتی مسائل کی ترجمانی تصاویر کے ذریعے تھی۔ بعض تصاویر پر آنکھیں، ناک، ہونٹ اور ہاتھ یا پاؤں کے کچھ حصے بھی بنے ہوئے تھے۔ کچھ انسانی حرکات کو ان میں ظاہر کیا گیا تھا۔ یہ چیزیں تصویر کی کشش کو بڑھانے اور مصور کے ممتاز ہونے کے اظہار کے لیے بھی تھیں۔ اس احتیاط کے پیشِ نظر کہ حرام تصویر یا اس کے مشابہ تصویر میں واقع ہونے اور اس میں تعاون پیش کرنے سے قبل ہم آپ سے مذکورہ مسئلے کی وضاحت چاہتے ہیں۔ اس حوالے سے فتویٰ صادر فرما کر عند اللہ ماجور ہوں؟

جواب کمیٹی نے مذکورہ سوال پڑھنے کے بعد درج ذیل جواب ارسال کیا:

مذکورہ شکلیں ذی روح اشیا کی تصویروں پر مشتمل ہیں، اس لیے انھیں بنانا، محفوظ رکھنا اور مسلمانوں کے تعلیمی اداروں میں چسپاں کرنا جائز نہیں، کیوں کہ یہ حرام کردہ تصاویر میں شامل ہیں۔ ان کی تو تعلیم و وضاحت کے لیے ضرورت ہی نہیں۔ علم اور فائدہ ان کے بغیر بھی حاصل ہوسکتا ہے۔ اس امت پر کئی ایسے دور

گزرے ہیں جن میں بغیر تصویر کے ترقی اس امت کا مقدر ٹھہری ہے۔ وہ اسلاف علم و ادراک اور تحصیل میں ہم سے کہیں زیادہ آگے تھے۔ انھیں درس و تدریس میں ترکِ تصویر نے کوئی نقصان نہیں دیا۔ اس لیے ہم پر ضروری ہے کہ اللہ کے حرام کردہ کام تصویر کو ضرورت کہنے سے بچیں اور اس کے ارتکاب سے اجتناب کریں۔ وباللّٰہ التوفیق، وصلی اللّٰہ علیٰ نبینا محمد، وآلہ وصحبہ وسلم۔[1]

درسی کتب میں تصاویر کا حکم:

سوال درسی کتب، علمی کتب اور مفید مجلّاتِ اسلامیہ میں وضاحتی تصاویر کا کیا حکم ہے؟ جب کہ مسائل کی وضاحت اور قریب فہمی کے لیے یہ ضروری ہوں؟

جواب اس بارے میں وارد شدہ احادیث کے عموم کی وجہ سے ہر ذی روح چیز کی تصویر حرام ہے۔ تعلیمی میدان میں توضیح کے لیے یہ ضروری نہیں، بلکہ مزید وضاحت کے لیے امرِ کمال ہے، جبکہ وضاحت کے لیے تصاویر کے علاوہ بھی متعدد وسائل موجود ہیں، جن کا استعمال طلبہ و قراء کو جلد سمجھانے کا موجب ہے۔ گذشتہ زمانوں کے لوگ تعلیم و وضاحت کے لیے تصویر سے دور رہ کر بھی علم و فن میں ہم سے مضبوط ترین رہے۔ انھیں پڑھائی میں تصویر داخل نہ کرنے نے کوئی نقصان نہیں دیا، ان کے فہم میں کوئی نقص رہا نہ علوم کی تحصیل و ادراک میں، پس ہمارے لیے جائز نہیں ہے کہ اللہ کے حرام کردہ کام تصویر کا ضرورت سمجھ کر ارتکاب کریں، گذشتہ ادوار گواہ ہیں کہ تصویر کوئی ضرورت نہیں ہے۔ وباللّٰہ التوفیق، وصلی اللّٰہ علیٰ نبینا محمد، وآلہ وصحبہ وسلم۔[2]

[1] فتاویٰ اللجنة الدائمة (۱/ ۳۲۱۔ ۳۲۳) المجموعة الثانية، فتویٰ نمبر (۱۹۸۵۵)
[2] فتاویٰ اللجنة الدائمة (۱/ ۷۸٤) المجموعة الأولیٰ، فتویٰ نمبر (۲٦۷۷)

تختہ سیاہ پر ذی روح چیزوں کا خاکہ بنانا:

سوال تعلیمی عمل کے دوران میں تختہ سیاہ پر خاکے بنانے کا اسلام میں کیا حکم ہے؟ یہ یاد رہے کہ خاکوں سے مراد حیوانات، نباتات اور حشرات کی ان اشکال کی عکاسی کرنا ہے جو ان کی طبعی زندگی کے ساتھ خاص ہیں۔ کبھی کبھار یہ خاکے تعلیمی عمل میں نہایت اہم ہوتے ہیں، یہ خاکے مجسم بھی نہیں ہوتے، البتہ طب و زراعت کی تعلیم میں ان کی اہمیت ایک مسلّمہ حقیقت ہے۔

جواب مذکورہ معاملات میں جہاں تک ذی روح اشیا کی تصاویر کا تعلق ہے، وہ مطلقاً ناجائز ہے، وہ تختہ سیاہ پر ہو یا کسی ورق وغیرہ پر اور چاہے وہ تعلیم میں معاونت کی غرض سے ہو۔ جائز نہیں ہے۔ اس لیے کہ ان کی ممانعت حدیثِ نبوی سے بالعموم ملتی ہے اور یہ کوئی ضرورت بھی نہیں ہیں۔ البتہ جو ذی روح چیز کے علاوہ تصویر ہے، وہ تعلیم وغیرہ میں جائز ہے۔ وباللہ التوفیق، وصلی اللہ علیٰ نبینا محمد، وآلہ وصحبہ وسلم۔[1]

وضاحت کے باب میں مدرس کا طلبہ کے لیے ذی روح چیز کی تصویر بنانا:

فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ سے سوال ہوا:

سوال کیا مدرس کے لیے جائز ہے کہ وہ دورانِ تدریس میں بات کی وضاحت کے لیے طلبہ کے سامنے کسی ذی روح چیز کی تصویر بنائے؟ جب کہ اسے معلوم ہے کہ ذی روح چیز کی تصویر کا حرام ہونا صحیح احادیث سے ثابت ہے؟

جواب مدرس اور غیر مدرس سب کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی ذی روح چیز کی تصویر بنائے، اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے مصورین پر لعنت کی ہے اور

---

[1] فتاویٰ اللجنة الدائمة (١/ ٦٨٥) المجموعة الأولىٰ، فتویٰ نمبر (٦٥٣١)

آ گاہ کیا ہے کہ انھیں قیامت کے دن سب لوگوں سے سخت عذاب ہوگا اور انھیں کہا جائے گا: تم نے جو بنایا ہے، اسے زندہ کرو۔

کسی بھی بات کی وضاحت بغیر تصویر کے ممکن ہے، اللہ تعالیٰ نے انسان کو تعلیم کے معاملے میں اس چیز کا محتاج نہیں بنایا، جسے اس نے حرام قرار دیا ہے، اس لیے اللہ سے ڈرنے والا شخص جائز و مباح وسائل پر ہی اکتفا کرے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اپنے دین کی سمجھ اور اس پر استقامت نصیب فرمائے اور گمراہ کن فتنوں سے محفوظ رکھے۔ إنه سميع مجيب.[1]

ایسے مجلّات کو گھر میں لانے کا حکم جو ذی روح چیزوں کی تصاویر پر مشتمل ہوں:

فضیلۃ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ سے سوال ہوا:

سوال ایسے مجلّات و رسائل کو گھر میں لانے کا کیا حکم ہے جو مفید و سبق آموز ہونے کے ساتھ ساتھ ذی روح چیزوں کی بعض تصاویر پر بھی مشتمل ہوتے ہیں؟ اور کیا یہ اس حدیث کے تحت آئیں گے کہ ''فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس میں کوئی کتا یا تصویر ہو؟

جواب ایسی صورت میں لازم یہ ہے کہ ان کے سر مٹا دیے جائیں۔ اس سے ان کی نحوست زائل ہو جائے گی۔ والله ولي التوفيق.[2]

سکول کی تقریبات میں تصویر کا حکم:

فضیلۃ الشیخ عبدالکریم بن عبداللہ الخضیر ۔وفقه الله۔ سے سوال ہوا:

[1] مجموع فتاویٰ ابن باز (۲۸/ ۳۳۹)

[2] مجموع فتاویٰ ابن باز (۲۸/ ۳۴۱)

سوال کئی مرتبہ سکول میں تقاریب کا اہتمام ہوتا ہے، جن میں بعض اساتذہ و منتظمین کی تصاویر بھی دیکھنے میں ملتی ہیں۔ میں نے یہ جانتے ہوئے کہ تصویر حرام ہے، پرنسپل صاحبہ کو مطلع بھی کیا، لیکن وہ اس معاملے میں مصر رہیں۔ آپ اس حوالے سے کیا فرمائیں گے؟

جواب اللہ کی حمد و ثنا کے بعد، عرض یہ ہے کہ تصویر حرام ہے، جیسا کہ سوال میں مذکور ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے تصویروں والا پردہ لٹکانے والی حدیث تصویر کے حرام ہونے میں صریح نص ہے، باوجودیکہ وہ مجسم نہیں تھی۔ تعلیم کی غرض سے بھی تصویر کا کوئی جواز نہیں ملتا۔ سوائے امر مجبوری کے تصویر ہر صورت میں حرام ہے۔[1]

تصویر کی تعلیم کے لیے اسکول کھولنے کا حکم:

فضیلۃ الشیخ حمود بن عبداللہ التویجری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ برائیوں اور بغاوتوں میں ایک بڑی برائی اور قبیح بغاوت اس تصویر سازی کی تعلیم کے لیے مدارس کا کھولنا ہے جس کا مرتکب لعنتی ہے اور یہ کام ان علاقوں میں ہو رہا ہے جو اپنی نسبت اسلام کی طرف کرنے والے ہیں۔ وہ ان مدارس و مراکز کو فنونِ جمیلہ کا نام دیتے ہیں، حالاں کہ وہ شخص جس کے دل میں اس چیز کی معمولی سی بھی معرفت ہو جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے، اس بات میں قطعاً کوئی شک نہیں کرے گا کہ ان مراکز و مدارس کا کھولنا اور ان کی تعلیم اللہ اور اس کے رسول کی صریح مخالفت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ

[1] شبكة نور الإسلام.

﴿خٰلِدًا فِيهَا ۚ ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيمُ﴾ [التوبة: ٦٣]

''کیا انھیں معلوم نہیں ہوا کہ بے شک جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے تو بلاشبہہ اس کے لیے جہنم کی آگ ہے، وہ اس میں ہمیشہ رہے گا، یہ بہت بڑی رسوائی ہے۔''

اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کے لیے قائم کردہ ان مدارس کی قباحتوں میں سے ایک یہ ہے کہ یہ لوگ فاجرہ و فاحشہ عورتوں کی برہنہ و نیم برہنہ تصاویر مختلف زاویوں سے تیار کرتے ہیں، بیٹھی، کھڑی اور لیٹی تمام حالتوں میں تصاویر بنائی جاتی ہیں۔ یہ سب اللہ کے دشمنوں انگریزوں کی بعینہٖ نقالی کرنے کی کوشش ہے۔ ''اور جس نے کسی قوم کی مشابہت کی، وہ اسی سے ہے۔''[1]

ان قبیح اعمال میں بے حیائیوں کی ترغیب اور ایسے امور کے جواز کی دعوت ہے جو کسی عاقل پر مخفی نہیں۔ امام بخاری، امام ابو داود اور امام ابن ماجہ رحمہم اللہ نے ابو مسعود عقبہ بن عمرو بدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْأُولَى إِذَا لَمْ تَسْتَحِ فَافْعَلْ مَا شِئْتَ»[2]

''بلاشبہہ ان چیزوں میں سے جو لوگوں نے پہلی نبوت کے کلام سے اخذ کی ہیں، ایک یہ ہے کہ جب تجھ میں حیا نہ رہے تو جو جی چاہے کرتا جا۔''

---

[1] ....

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٧٦٩)

اس حدیث کی تفسیر میں ایک قول یہ ہے:

”بلاشبہہ وہ شخص جو حیا سے عاری ہو، بغیر کسی پروا کے وہ جونسی برائی کرنا چاہے کرتا ہے۔“

ان مذکورہ لعنتی مدارس اور ان کی آبادی کا ذریعہ بننے والے لوگ بھی قباحتوں میں بے باکی سے مشغول ہیں، یہ اس دین سے خالی ہیں جو انھیں اللہ اور اس کے رسول کے حرام کردہ کاموں سے روکنے کا باعث ہو۔ یہ اس شرم و حیا اور مروت سے عاری ہیں جو انھیں ان قبیح کاموں کے ارتکاب سے روکنے کے موجب ہوں۔ حالاں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ۭ فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ڮ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ﴾ [الفاطر: ۸]

”کیا پھر وہ شخص جس کے لیے اس کا برا عمل پر کشش بنا دیا گیا، سو وہ اسے اچھا دیکھتا ہے (ہدایت یافتہ شخص کی طرح ہوسکتا ہے؟) چناں چہ بے شک اللہ جسے چاہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہے ہدایت دیتا ہے، لہٰذا آپ کی جان ان پر افسوس کرتے ہوئے نہ جاتی رہے، یقیناً اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں۔“

نیز فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ڮ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴾

[الأعراف: ۱۷۹]

”اور تحقیق ہم نے بہت سے جن اور انسان دوزخ کے لیے پیدا کیے ہیں۔ ان کے دل تو ہیں (مگر) وہ ان سے (حق کو) سمجھتے نہیں اور ان کی آنکھیں تو ہیں (مگر) وہ ان سے (حق کو) دیکھتے نہیں اور ان کے کان تو ہیں (مگر) وہ ان سے (حق بات) سنتے نہیں، وہ تو چوپایوں کی طرح ہیں، بلکہ (ان سے بھی) زیادہ گمراہ ہیں، یہی لوگ غافل ہیں۔“[1]

[1] إعلان النكير (ص: ١٩۔ ٢٠)

ساتویں فصل:

دورانِ نماز میں تصویر پاس رکھنے، تصویر والی جگہ، مصلے اور لباس میں نماز پڑھنے اور ایسے تصویر والے گھر میں دعوتِ ولیمہ پر جانے کے احکام کا بیان

سوال تصویر کے حامل شخص کی نماز کا کیا حکم ہے، مثلاً: کسی شخص کے پاس اس کا پیدایش سرٹیفکیٹ ہو اور وہ اسے کسی جگہ چھوڑے تو اس کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے یا کسی کے پاس نقدی ہو اور وہ اس حالت میں نماز پڑھے؟ ایسے لوگوں کی نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب انسان کے لیے جائز ہے کہ وہ اس حال میں فرض و نفل نماز ادا کرے کہ اس کے پاس پیدایشی سرٹیفکیٹ ہو، جس میں اس کی تصویر لگی ہوئی ہے یا اس کے پاس تصویر والی نقدی ہو، البتہ اگر اسے کسی نقصان یا مشقت کا اندیشہ نہیں اور وہ ان چیزوں سے خود کو بچا سکتا ہے تو ان سے علاحدہ ہو کر نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کے فرامین کو سامنے رکھے اور غیر مجسم تصویر کے بارے میں علما کے اختلاف کو خاطر میں نہ لائے۔ وباللّٰه التوفيق، وصلى اللّٰه علىٰ نبينا محمد، وآله وصحبه وسلم۔[1]

[1] فتاویٰ اللجنة الدائمة (١/ ١٧٧۔ ١٧٨) المجموعة الأولىٰ، فتویٰ نمبر (٦٥٨)

سوال عموماً نمازی کی جیب نقدی یا شناختی کارڈ وغیرہ سے خالی نہیں ہوتی۔ ان میں ذی روح چیزوں کی تصویریں تو ہوتی ہی ہیں، ایسی صورت میں تصویر کے حامل شخص اور دوسرے نمازیوں کی نماز کا کیا حکم ہے؟

جواب جس شخص کی جیب میں نقدی یا شناختی کارڈ وغیرہ ہوں اور وہ اس حالت میں نماز ادا کرے تو اس کی نماز صحیح ہوگی، کیوں کہ وہ اس معاملے میں لاچار ہے۔ وباللّٰه التوفيق، وصلى اللّٰه علىٰ نبينا محمد، وآله وصحبه وسلم.[1]

سوال ① کیا مسلمان کے لیے جائز ہے کہ وہ ایسے گھر میں نماز پڑھے، جس کی دیواروں پر حیوانات کی تصاویر ہوں؟

② کیا مسلمان کے لیے جائز ہے کہ وہ ایسے کپڑے پر نماز پڑھے، جس پر کسی حیوان کی تصویر ہو؟

جواب ① ذی روح چیز کی تصویر حرام ہے، اسی طرح ذی روح چیزوں کی تصاویر دیواروں پر بنانا بھی حرام ہے۔ سوائے امرِ مجبوری کے ایسی جگہ نماز پڑھنا جائز نہیں جہاں تصویریں ہوں۔ تصویر والے لباس میں نماز پڑھنا بھی جائز نہیں، لیکن اگر کوئی شخص ایسا کر بیٹھے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوگی۔ نبی کریم ﷺ سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تصاویر والا ایک پردہ دیکھا تو غصے میں آکر اسے چاک کر دیا اور فرمایا:

«إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَيُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ»[2]

---

[1] فتاوىٰ اللجنة الدائمة (٦/ ١٧٨) المجموعة الأولىٰ، فتوىٰ نمبر (٣٩٣٢)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (١٩٩٩) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٧)

''ان تصاویر والوں کو روزِ قیامت عذاب ہوگا۔ انھیں کہا جائے گا: تم نے جو بنایا ہے، اسے زندہ کرو۔''

② ذی روح چیز کی تصویر کا حکم اور ایسے کپڑے میں نماز کا حکم پہلے گزر چکا ہے، جس میں تصویر ہو۔ وباللّٰہ التوفیق، وصلی اللّٰہ علیٰ نبینا محمد، وآلہ وصحبہ وسلم.[1]

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ سے سوال ہوا:

سوال ایسے شخص کی نماز کا کیا حکم ہے جس نے ذی روح چیز کی تصویر والا لباس پہنا ہوا ہو؟

جواب جب نمازی کو اس تصویر کا علم نہیں تو اس پر کوئی وبال نہیں اور اگر اسے علم ہے تو وہ گناہ گار ہوگا، البتہ نماز باطل نہیں ہوگی۔ علما کے اس بارے میں دو قول ہیں: پہلا قول صحیح ہے جو ذکر کر دیا گیا ہے اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس کی نماز حرام کپڑے میں پڑھنے کی وجہ سے باطل ہو جائے گی۔ یہ قول مرجوح ہے۔[2]

سوال آپ رحمہ اللہ سے ہی سوال ہوا کہ تصاویر والے جواہرات پہنے کوئی عورت نماز پڑھے تو کیا اس کی نماز جائز ہوگی؟

جواب ایسے جواہرات جن میں انسان یا حیوان کسی ذی روح چیز کی تصویر یا نقش ہو، انھیں استعمال کرنا نماز اور غیر نماز دونوں حالتوں میں جائز نہیں ہے، اس لیے کہ یہ مجسم تصویریں جن کے بنانے اور استعمال کرنے کی حرمت میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں اور فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں

---

[1] فتاویٰ اللجنة الدائمة (۱/ ۷۰۵۔ ۷۰۶) المجموعة الأولیٰ، فتویٰ نمبر (۶۱۲۷)

[2] مجموع فتاویٰ ابن عثیمین (۱۲/ ۳۶۰)

کوئی تصویر ہو، لہٰذا جس عورت کے پاس اس قسم کے جواہرات ہوں، وہ زرگر کے پاس جائے اوران حیوانات کی تصاویر کے سر مسخ کروالے۔ جب سرختم ہوگا تو حرمت ختم ہو جائے گی۔ سر کے قائم ہوتے ہوئے کسی کے لیے جائز نہیں کہ یہ جواہرات اس کے پاس رہیں یا اسے اس کیفیت کا بنالیں کہ سر کی پہچان محال ہو جائے۔[1]

تصاویر والی جائے نماز پر نماز کا حکم:

سوال گزارش یہ ہے کہ ہمیں کئی مشکل مسائل کا سامنا ہوتا ہے جن میں سے بعض کو ہم بحمد اللہ حل کر لیتے ہیں۔ ان مسائل کا سامنا عموماً ہمیں دروسِ قرآن و حدیث کے بعد قائم کردہ سوال و جواب کی نشستوں میں ہوتا ہے، مثلاً: آخری مرتبہ جب ہم نے نومسلم بھائیوں کے لیے ایک تربیتی درس کا اہتمام کیا جس میں تصویر کے حوالے سے گفتگو ہوئی اور یہ بھی بتایا گیا کہ عبادت گاہوں میں تصویر کیوں حرام ہے، وغیرہ۔

مجلس ختم ہونے سے کچھ دیر قبل ایک شخص نے سوال کیا، جس کا ہم جواب نہیں دے سکے، لیکن ہم نے اس سے وعدہ کیا ہے کہ آپ کی طرف خط لکھ کر اسے اس کے سوال کا جواب ضرور فراہم کریں گے۔ اس کا سوال یہ تھا کہ ایسی جائے نماز جس پر شیروں اور چیتوں کی تصاویر ہوں یا ایسی مساجد جن میں خانہ کعبہ کی تصاویر ہوں۔ ان میں نماز پڑھنے والے کی نماز قبول ہوگی یا نہیں؟ یہ سوال ہم سے بالا تھا، اس لیے آپ کی خدمت میں عرض کی ہے۔

جواب انسان یا حیوان ہر ذی روح کی تصویر حرام بلکہ کبیرہ گناہ ہے۔ برابر ہے کہ وہ مجسم ہو یا کسی کپڑے، ورق اور دیوار پر بنائی ہوئی یا دھاگوں سے

[1] مجموع فتاویٰ ابن عثیمین (۱۲/ ۳۶۱)

بنی ہوئی غیر مجسم تصویر ہو۔ اسے بنانا اور محفوظ رکھنا دونوں کام حرام ہیں۔ اس پر نماز پڑھنا مکروہ ہے حرام نہیں، اس لیے اس کی توہین کی جاتی ہے۔ یہ موقف غیر ضروری تصویر کے بارے میں ہے۔

اور ہاں جب تصویر ضرورت کے تحت ہو، مثلاً: نوکری کارڈ، پاسپورٹ یا شناختی کارڈ وغیرہ کی تصویر، تو اس میں رخصت ہے اور وہ چیزیں جن میں روح نہیں ہوتی، مثلاً: پہاڑوں، نہروں، دریاؤں، درختوں اور گھروں وغیرہ کی تصاویر تو وہ جائز ہیں، بشرطیکہ کسی زندہ کی تصویر کو شامل نہ ہوں۔ البتہ ایسی تصویروں والے کپڑوں اور مصلوں پر نماز پڑھنا مکروہ ہے، اس لیے کہ نمازی کا خشوع متاثر ہوتا ہے، لیکن نماز باطل نہیں ہوگی۔

رہی بات ان مساجد میں نماز پڑھنے کی جن میں خانہ کعبہ کی تصاویر ہیں تو ایسی نماز صحیح ہوگی، کیوں کہ یہاں کوئی مانع موجود نہیں ہے، لیکن مساجد میں کعبہ کی تصاویر نہ بنانا زیادہ بہتر ہے۔ وباللّٰه التوفيق، وصلى الله علىٰ نبينا محمد، و آله وصحبه وسلم.[1]

ایسی جگہ میں نماز کا حکم جہاں تصاویر ہوں:

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”وہ مذہب جس پر ہمارے اکثر اہلِ علم ہیں اور امام احمد اس پر نص بھی لائے ہیں، وہ یہ ہے کہ تصویروں والے کنیسہ میں داخلہ مکروہ ہے۔ لہٰذا اس میں یا ہر تصویر والی جگہ میں نماز پڑھنا سخت مکروہ ہے۔ یہ وہ صحیح بات ہے جس میں کوئی شک و شبہہ نہیں۔“[2]

[1] فتاویٰ اللجنة الدائمة (٦/ ١٧٩۔ ١٨١) المجموعة الأولىٰ، فتویٰ نمبر (٣٣١٦)

[2] الفتاویٰ الکبریٰ (٥/ ٣٢٧)

❁ امام ابن قیم رحمہ اللہ کا فرمان ہے:

''بلاشبہہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوئے اور اس میں نماز پڑھی اور ایک دفعہ تصویر کے مٹائے جانے تک آپ داخل نہیں ہوئے۔ یہ اس امر کی دلیل ہے کہ تصویر والی جگہ میں نماز مکروہ ہے۔ حمام کی نسبت یہ جگہ نماز کے مکروہ ہونے کے زیادہ لائق ہے، اس لیے کہ حمام میں نماز کے مکروہ ہونے کی وجہ اس کا نجاست کی جگہ ہونا یا شیطان کا گھر ہونا ہے جو کہ صحیح بات ہے۔ اس کے مدِ مقابل تصویر والی جگہ شرک کا مرکز ہے۔ گذشتہ امتوں کے شرک کی عمومی وجہ یہ تصویریں اور قبریں ہی رہی ہیں۔''[1]

❁ فضیلۃ الشیخ عبدالرحمٰن بن محمد بن قاسم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''تصویر والی چیز اگرچہ اسے روندا جائے، اس پر نماز مکروہ ہے۔ اس پر سجدہ کرنا تو سخت مکروہ ہے۔ شیخ کا فرمانا ہے کہ تصاویر والے کپڑوں میں نماز جائز نہیں، کیوں کہ ایسے شخص کی بت اٹھانے والے کے ساتھ مشابہت ہے۔ تصویر پر سجدہ نہ کرے، کیوں کہ اس سے تصویروں کے پجاری کی مشابہت ہوتی ہے۔''[2]

سجدہ گاہوں پر ذی روح چیزوں کی تصویر:

سوال کیا ذی روح چیز کی تصویر کشی جائز ہے، جب وہ کسی بچھونے، صحن یا مصلے جیسی چیزوں پر ہو؟

---

[1] زاد المعاد في هدي خير العباد ﷺ (٣/ ٤٠٢)

[2] حاشية الروض المربع شرح زاد المستنقع (١/ ٥١٨)

جواب ذی روح چیز کی تصویر بچھونے، صحن یا مصلے کسی بھی چیز پر جائز نہیں۔ وباللّٰہ التوفیق، وصلی اللّٰہ علیٰ نبینا محمد، وآلہ وصحبہ وسلم.[1]

فضیلۃ الشیخ صالح بن فوزان الفوزان ۔وفقہ اللّٰہ۔ سے سوال ہوا کہ ایسے گھر میں نماز کا کیا حکم ہے جہاں تصویریں ہوں؟

تو انھوں نے جواب دیا: تصویر سازی اور تصویر بازی کا حرام ہونا اسلام کا ایک معلوم و مسلّم مسئلہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی متعدد صحیح احادیث میں اس کی سخت ممانعت وارد ہوئی ہے۔ اس پر وارد شدہ وعید اس امر کی دلیل ہے کہ یہ ایک گناہِ کبیرہ ہے۔ درج ذیل خطرات کا منبع و ماخذ ہونے کی وجہ سے اس کی حرمت شدید ترین ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت اور تخلیق کے معاملے میں اس کے ساتھ شریک ہونے کا دعویٰ کرنا ہے، حالاں کہ یہ امر اسی کے ساتھ خاص ہے۔ وہ اکیلا پیدا کرنے والا، خاکہ بنانے والا اور مصور ہے۔ اس کے تمام پیارے نام ہیں۔

دوسرا خطرہ یہ ہے کہ تصویر شرک کا ایک وسیلہ ہے، زمین پر سب سے پہلے شرک کے واقع ہونے کا سبب تصویر ہے۔ قومِ نوح کے کچھ نیک لوگ جب ایک ہی سال کے دوران میں فوت ہوئے تو انھیں شدید صدمہ پہنچا۔ ان حالات میں شیطان ان کے پاس آیا اور انھیں یہ خیال دلایا کہ وہ ان کی تصاویر بنا کر اپنی مجالس میں نصب کر دیں، ان کے ذریعے انھیں عبادت کی یاد دہانی رہے

---

[1] فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ (١/ ٦٧٥) المجموعۃ الأولیٰ، فتویٰ نمبر (٦٠٠٨)

گی۔ انھوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر جب ان کے بعد والوں کا دور ہوا تو شیطان ان کے پاس آیا اور کہا: تمھارے آباء و اجداد نے یہ تصویریں اس لیے نصب کی تھیں کہ وہ ان کے ذریعے بارش طلب کریں، تمھارے لیے ان کا قرب اور عبادت ضروری ہے، اس طرح سے تصویر شرک کا ابتدائی سبب بنی۔

ابراہیم علیہ السلام کی قوم بھی بت پرست تھی، اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے اپنی قوم کے ساتھ مکالمے کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَٰذِهِ التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ ﴿٥٢﴾ قَالُوا وَجَدْنَا آبَاءَنَا لَهَا عَابِدِينَ ﴾ [الأنبياء: ٥٢۔ ٥٣]

''جب اس نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا: یہ کیا مورتیاں ہیں جن کے لیے تم مجاور (بنے بیٹھے) ہو؟ وہ کہنے لگے: ہم نے اپنے باپ دادا کو انھی کی عبادت کرتے ہوئے پایا۔''

اسی طرح یہودیوں نے سامری کے تیار کردہ بچھڑے کو اپنا معبود قرار دیا:

﴿ فَقَالُوا هَٰذَا إِلَٰهُكُمْ وَإِلَٰهُ مُوسَىٰ فَنَسِيَ ﴾ [طٰہٰ: ٨٨]

''پھر وہ (لوگ) کہنے لگے: یہی ہے تمھارا الٰہ اور موسیٰ کا الٰہ۔ وہ تو بھول گیا۔''

مشرکینِ عرب بھی اپنے دین میں تصاویر کا استعمال کرتے تھے۔ یہاں تک کہ انھوں نے خانہ کعبہ کو بھی تصویروں (بتوں) سے بھر دیا تھا، پھر نبی اکرم ﷺ نے انھیں وہاں سے ہٹایا تھا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ تصویر اور تماثیل کا فتنہ قدیم فتنہ ہے جو انتہائی خطرناک ہے۔

تصویر کا تیسرا خطرہ یہ ہے کہ یہ کبھی کبھار اخلاق کی خرابی کا ذریعہ بن جاتی

ہے۔ وہ اس طرح کہ جب خوبصورت و نوجوان عورتوں کی برہنہ و نیم برہنہ تصاویر اخبارات و رسائل میں نشر ہوں گی تو نوجوانوں کے دل مرض اور شہوت سے بھریں گے۔ پھر وہ جنسی خواہشات کی ہر طرح سے تکمیل کی کوشش کریں گے جس سے فتنہ و فساد بڑھے گا۔ یہی وجہ ہے کہ فساد پرست لوگوں نے اخلاقیات میں بگاڑ کے لیے بے حیا و بے شرم عورتوں کو بطور ہتھیار استعمال کیا اور مسلمان ایمانی غیرت سے محروم ہوتے چلے گئے۔

اسی لیے میں کہتا ہوں کہ مسلمان کے لیے قطعاً جائز نہیں کہ وہ ضروری تصاویر کے علاوہ کوئی تصویر اپنے گھر میں رکھے۔ شناختی کارڈ، پاسپورٹ، پیدایش پرچی وغیرہ کی تصاویر کوئی شخص ازروئے محبت کے نہیں بنواتا، بلکہ یہ اس کی ایسی ضروریات ہیں جن کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

ان کے علاوہ جتنی بھی تصاویر ہیں، خواہ وہ یادداشت کے طور پر ہیں یا کسی اور مقصد کے لیے، انسان پر انھیں تلف کرنا اور حتی الامکان اپنے گھر کو ان سے صاف رکھنا ضروری ہے۔ اور جب تصاویر گھر کی دیواروں پر نصب یا لٹکی ہوئی ہوں، وہ مورتیوں کی شکل میں ہوں یا اوراق پر منقش، ذی روح چیز، انسان، حیوان یا پرندوں کی ہوں تو انھیں بھی زائل کرنا مسلمان کے لیے ضروری ہے۔

نبی کریم ﷺ نے جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تصویر والا پردہ دیکھا تو اس کے چاک ہونے تک آپ ﷺ نے گھر میں داخل ہونا گوارا نہیں کیا۔ یہ ایک واضح دلیل ہے کہ تصویر کو گھر میں محفوظ رکھنا، نصب کرنا، دیواروں پر لٹکانا، شوکیس میں رکھنا یا صندوق میں محفوظ رکھنا، سب فتنے کا باعث اور حرام کاموں میں شامل ہے۔[1]

[1] المنتقیٰ من فتاویٰ فضیلة الشیخ صالح الفوزان (۲/ ۱۹۱)

فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن الجبرین رحمہ اللہ سے سوال ہوا کہ کسی نمازی کا اپنی جیب میں تصویریں رکھے ہوئے مسجد میں داخل ہونا جائز ہے یا نہیں؟ تو انھوں نے جواب دیا:

''جب وہ تصاویر مخفی ہوں، مثلاً: نقدی یا شناختی کارڈ وغیرہ کی تصاویر تو ایسا شخص مجبور ہونے کی وجہ سے معذور ہوگا۔''[1]

تصویر والے گھر میں ہونے والی دعوتِ ولیمہ کے قبول کرنے کا حکم:

امام شافعی رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ ''اگر کسی شخص کو ایسی جگہ آنے کی دعوت دی جائے، جہاں ذی روح چیزوں کی تصاویر ہیں تو وہ دیکھے اگر وہ تصویریں نصب کی ہوئی ہیں اور ان سے ذلت آمیز سلوک نہیں ہوتا تو وہاں ہرگز داخل نہ ہو، بصورت دیگر اس کے وہاں داخلے میں کوئی حرج نہیں۔ اور اگر وہاں غیر ذی روح کی تصاویر ہیں تو داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں، اس لیے کہ ذی روح چیزوں کی تصاویر منع ہیں جو اللہ کا خاصا ہے۔''[2]

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اگر کسی شخص کو تصاویر والی جگہ بلایا جائے، وہ تصاویر سورج، چاند اور درختوں کی طرح بے روح چیزوں کی ہیں تو وہاں بیٹھ جائے، چاہے وہ معلق ہیں یا بچھی ہوئی، اس لیے کہ ایسی تصاویر نقوش کے قائم مقام ہیں۔

اور اگر وہ ذی روح چیز کی تصاویر ہیں اور کسی چٹائی، بچھونے یا تکیے پر بنی ہوئی ہیں اور ان کی بے ادبی ہوتی رہتی ہے تو وہاں حاضری میں کوئی حرج نہیں، اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

[1] محاضرة في أحكام التصوير.
[2] الأم للإمام الشافعي (٦/ ١٩٦)

کے گھر میں ایک پردہ لٹکا ہوا دیکھا، جس میں کسی حیوان کی تصویریں تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسے کاٹ کر بچھونا بنا لو۔ جس کی توہین و بے ادبی ہوتی رہتی ہے۔

اور اگر وہ لٹکے ہوئے پردوں پر بنی ہوئی ہیں تو اکثر علما کے نزدیک وہاں داخل ہونا صحیح نہیں، کیوں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: میں نے کچھ کھانا تیار کیا اور نبی اکرم ﷺ کو دعوت دی۔ آپ ﷺ دروازے پر آئے تو داخل ہوئے بغیر لوٹ گئے۔ اور فرمایا:

''میں ایسے گھر میں داخل نہیں ہوں گا جس میں تصویریں ہیں، فرشتے بھی تصویروں والے گھر میں داخل نہیں ہوتے۔''[1]

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ''بت پرستی کی اصل تصویریں ہیں۔''[2]

فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ دعوت جب گناہ پر مشتمل ہو تو اس میں شرکت جائز نہیں۔ ہاں جب اس گناہ کے انکار یا اس کے ازالے کی کوشش مقصود ہو تو چلا جائے۔ اگر گناہ زائل ہو جائے تو شامل ہو، ورنہ واپس لوٹ آئے۔ اس بارے میں کئی ایک احادیث ہیں:

ا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے کچھ کھانا تیار کیا اور نبی کریم ﷺ کی دعوت کی۔ آپ ﷺ آئے تو گھر میں تصاویر دیکھ کر واپس چلے گئے۔ میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! آپ کی واپسی کی کیا وجہ ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

---

[1] سنن النسائي، رقم الحديث (٥٣٥١) سنن ابن ماجه، رقم الحديث (٣٣٥٩) مسند أبي يعلىٰ (١/ ٣٤٢_ ٣٩٩)

[2] المجموع شرح المهذب (١٦/ ٤٠٣)

”بلاشبہہ گھر میں تصاویر والا ایک پردہ ہے اور فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصاویر ہوں۔“[1]

۲۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انھوں نے ایک چھوٹا تکیہ خریدا، اس میں کچھ تصاویر تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جب اس پر نظر پڑی تو گھر میں داخل ہونے سے رک گئے۔ کراہیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر عیاں تھی۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کرتی ہوں۔ مجھ سے کون سا گناہ ہوا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس تکیے کا یہاں کیا کام ہے؟ میں نے کہا: میں نے اسے اس لیے خریدا ہے کہ آپ اس کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”بلاشبہہ ان تصاویر والوں کو (اور ایک روایت کے مطابق) یہ تصاویر بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب ہوگا۔ ان سے کہا جائے گا: تم اسے زندہ کرو جو تم نے بنایا تھا اور بلاشبہہ وہ گھر جس میں اس طرح کی تصاویر ہوں، فرشتے اس میں داخل نہیں ہوتے۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے اس کو نکال دینے تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل نہیں ہوئے۔[2]

۳۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

”جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، وہ ایسے دستر خوان

---

[1] سنن النسائي، رقم الحديث (٥٣٥١) سنن ابن ماجه، رقم الحديث (٣٣٥٩) مسند أبي يعلىٰ (١/ ٣٤٢ـ ٣٩٩)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (١٩٩٩) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٧)

پر ہرگز نہ بیٹھے، جس پر شراب کا دور دورہ ہو۔"[1]

ہمارے ذکر کردہ دلائل کے مطابق ہی سلف صالحین کا عمل رہا ہے، جس کی متعدد مثالیں ہیں۔ فی الوقت میرے ذہن میں حاضر درج ذیل مثالوں پر اکتفا کریں:

أ۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے غلام اسلم سے مروی ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب شام آئے تو آپ کی ضیافت کے لیے کھانا ایک عیسائی نے تیار کیا۔ وہ شام کا ایک وڈیرہ تھا۔ اس نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا: میں چاہتا ہوں کہ آپ اور آپ کے ساتھی میرے ہاں تشریف لا کر مجھے سعادت بخشیں۔ اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا:

"ہم تمھارے کنیسوں میں ان میں رکھی ہوئی تصاویر کی وجہ سے داخل نہیں ہوں گے۔"[2]

ب۔ ابو مسعود عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے ان کے لیے کھانا تیار کیا۔ پھر جب انھیں بلایا تو انھوں نے پوچھا: گھر میں کوئی تصویر تو نہیں ہے؟ اس نے کہا: ہاں ہے تو آپ رضی اللہ عنہ اس وقت تک گھر میں داخل نہیں ہوئے، جب تک اس نے تصویر توڑ نہیں دی۔"[3]

ج۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ کا فرمان ہے:

"ہم ایسے ولیمے میں نہیں جاتے، جس میں طبلہ یا موسیقی ہو۔"[4]

---

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٨٠١) صحيح الجامع، رقم الحديث (٦٥٠٦)

[2] مصنف عبدالرزاق (١/ ٤١١) سنن البيهقي الكبرىٰ (٧/ ٢٦٨)

[3] سنن البيهقي الكبرىٰ (٧/ ٢٦٨)

[4] آداب الزفاف في السنة المطهرة (ص: ١٦١۔ ١٦٦)

نیز آپ نے فرمایا:

''بلاشبہہ حرمت اس تصویر کو بھی شامل ہے، جسے پاؤں تلے روندا جائے۔ جب اس میں مٹانے کے ذریعے تبدیلی نہ کی جائے تو اس کی حرمت برقرار رہے گی۔ اسی مذہب کی طرف حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا میلان ہے۔''[1]

[1] السلسلة الأحاديث الصحيحة (٣٥٦)

آٹھویں فصل:

تصویروں والے سامان اور ایسے مجلّات کی خرید و فروخت کا حکم جن میں تصاویر نشر ہوتی ہیں

ایسے لباس کی خریداری جس پر تصویر ہو، اگرچہ وہ پہنے ہوئے دکھائی نہ دے اور اس کی تذلیل ہوتی ہو:

فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تصویر کے حکم سے واقف کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ تصویر والا کپڑا خریدے، اگرچہ استعمال میں اس کی تذلیل ہوتی ہو، اس لیے کہ اس میں برائی سے تعاون ہوتا ہے۔ چنانچہ جس نے لاعلمی میں وہ کپڑا خرید لیا اور استعمال میں اس کی تذلیل ہوتی ہو تو ایسے کپڑے کا استعمال جائز ہے۔ اس کی دلیل سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی یہ حدیث ہے:

"تحقیق میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک تکیے پر ٹیک لگائے ہوئے تھے، جب کہ اس میں تصاویر تھیں۔"[1]

یہ حدیث کے آخری الفاظ ہیں، درمیانِ حدیث میں تصویروں کو مٹانے کا حکم ہے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان دو حدیثوں اور تکیے والی حدیث کو جمع کیا

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٧) مسند أحمد (٦/ ٢٤٧)

ہے۔ پھر میں نے اس کی تائید میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پائی ہے:

''جبریل علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا:
''بلاشبہہ گھر کی ایک دیوار پر ایک پردہ ہے جس میں تصویریں ہیں، ان کے سر کاٹ دو اور انھیں چٹائی یا تکیے کے طور پر استعمال کر لو اور انھیں پاؤں تلے روندو، اس لیے کہ ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصاویر ہوں۔''[1]

اس روایت کے رجال صحیح کے رجال ہیں، جس کی وضاحت میں نے ''سلسلة الأحاديث الصحيحة'' میں کر دی ہے۔[2]

ایسے کپڑوں کی خریداری سے بائیکاٹ کرنا جن پر ذی روح چیزوں کی تصاویر ہوں:

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ سے سوال ہوا:

سوال چھوٹے بچوں کو ذی روح اشیا کی تصاویر والے کپڑے پہنانے کا کیا حکم ہے؟

جواب اہلِ علم فرماتے ہیں کہ جو لباس بڑوں کے لیے حرام ہے، وہ چھوٹے بچوں کے لیے بھی حرام ہے۔ تصاویر والا لباس اگر بڑوں کے لیے حرام ہے تو چھوٹوں کے لیے بھی حرام ہے، لہٰذا تمام اہلِ اسلام کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایسے کپڑوں اور جوتوں کا بائیکاٹ کر دیں، جن پر ذی روح اشیا کی تصویریں ہوں، تاکہ شر و فساد کے حاملین کے اس حملے سے ہم محفوظ رہ سکیں۔

---

[1] مسند أحمد (٢/ ٣٠٨) سنن البيهقي الكبرىٰ (٧/ ٢٧٠)

[2] آداب الزفاف (ص: ١٨٨۔ ١٨٩)

جب ان کا بائیکاٹ ہوگیا تو وہ انھیں ہمارے علاقوں میں بھیجنا چھوڑ دیں گے اور ان کی اہمیت ختم ہو جائے گی۔[1]

ایسے سامان کی خرید وفروخت کا بائیکاٹ جس پر کھلاڑیوں کی تصاویر ہوں:

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ سے سوال ہوا:

سوال مارکیٹ میں کچھ سامان اس طرح کا ہے کہ اس پر کھلاڑیوں کی تصویریں ہیں، ایسے سامان کی خریداری کا کیا حکم ہے؟ اور جب یہ تصاویر لاٹری کی صورت میں ہوں۔ خریدار انھیں خرید کر کھرچے تو نیچے کسی انعام کا اعلان ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب میں کہتا ہوں کہ کھلاڑیوں کی تصاویر والے ساز و سامان کا بائیکاٹ کر دیا جائے۔ اس کھیل اور دوسروں پر اس کی فتح کا اسلام اور اہلِ اسلام کو کیا فائدہ ہے؟ میرا یقین ہے کہ اس کا جواب نفی میں آئے گا، اس لیے کہ اس کا کوئی فائدہ ہے ہی نہیں۔ لہٰذا ہم کیسے ان کے ناموں اور ان کی تصاویر کی تشہیر کریں۔ ہمارے لائق تو یہ ہے کہ آدابِ اسلامیہ، مثلاً: باپردگی، نماز باجماعت کی پابندی، باہمی نفرت و اختلاف اور گالی گلوچ سے پرہیز وغیرہ کی تلقین کے ذریعے ان کھلاڑیوں کی اصلاح کی حتی الامکان کوشش کریں۔ یہ فائدہ مند کام ہے، ورنہ کافر کی تعظیم بڑھتی جائے گی جو حق و انصاف کے منافی ہے۔

لہٰذا میری رائے یہ ہے کہ ایسے سامان سے بائیکاٹ کیا جائے۔ پھر یہ بھی یاد رہے کہ ان لاٹریوں میں رکھے ہوئے انعام کا مقصد ناحق طریقے سے دنیا کمانے کی ترغیب ہے۔ چناں چہ ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اور آپ

[1] مجموع فتاویٰ ابن عثیمین (۲/ ۲۷۵)

کو اپنے دین کی بصیرت رکھنے والوں میں شامل کرے۔ ہمارے علاقوں، ہمارے نوجوانوں اور ہمارے دین کو ہر برائی سے محفوظ رکھے۔ بلاشبہہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔[1]

تصویر والے مصلوں کی فروخت کے بعد رقم کی وصولی جائز ہے، جب کہ بائع اس سے خلاصی چاہتا ہو؟

فضیلۃ الشیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اگر تصویر قیمت میں اضافے کا سبب ہے تو زائد قیمت ترک کر دے۔ اس لیے کہ یہ زیادتی حرام کے مقابلے میں گلوکار لونڈی کی طرح ہے۔

اور اگر وہ ایسے بچھونے پر بنی ہیں، جسے کسی چیز سے ڈھانپا گیا ہے تو کوئی حرج نہیں اور اگر کسی عمدہ بچھونے پر ہیں تو گردن تک انھیں مسخ کر دے تو کفایت کر جائے گی۔

اور جب وہ مذبوح جانور کا منظر پیش کریں تو یہ بچھونے پر بیٹھنے کی طرح ان کی اہانت ہوگی۔ اس لیے ہم قابلِ تعظیم لوگوں کی تصاویر پر تھوکنے کو ان کی تحقیر سے تعبیر کرتے ہیں۔[2]

تصویر والے پیمپرز/ انڈر ویئر خریدنے کا بیان:

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تصویر والا لباس چھوٹوں اور بڑوں سب پر حرام ہے، البتہ روندا جانے والا اس سے مستثنیٰ ہے اور فرق ان میں واضح ہے۔ علما نے تصویر والے لباس کے حرام ہونے کی خوب وضاحت کی ہے، چاہے وہ کسی قمیص، تہبند، عمامہ یا اس کے

[1] مجموع فتاویٰ ابن عثیمین (١٢/ ٣٤٧ـ ٣٤٨)

[2] مجموع فتاویٰ ابن إبراهيم (١/ ١٩٥)

علاوہ میں ہو، حرام ہے۔ جدید دور میں پیمپرز یعنی جس کپڑے کے ساتھ بچوں کی شرم گاہیں لپیٹی جاتی ہیں یا انڈر ویئر جنھیں حائضہ عورتیں پہنتی ہیں، تاکہ نجاست ان کے بقیہ جسم سے دور رہے، یہ دونوں چیزیں قابلِ توہین و تذلیل ہوتی ہیں، لہٰذا ان پر بنی تصاویر کا استعمال جائز ہے۔ البتہ مخفی رہنے کی وجہ سے اگر بغیر تصویر کے استعمال ہو تو زیادہ بہتر ہے۔[1]

تصویروں والے لباس کی خرید و فروخت کے مرکز میں کام کرنا:

فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ سے سوال ہوا:

سوال میں طائف میں مقیم ہوں اور زنانہ کپڑوں کی دکان پر کام کرتا ہوں، یہاں کچھ کپڑے تصویروں والے بھی ہوتے ہیں۔ میں دکان کے مالک کے ماتحت کام کرتا ہوں، ان کپڑوں کو ناپسند کرتا ہوں، لیکن مجبوراً انھیں فروخت کرتا ہوں۔ کیا اس کا مجھ پر کوئی گناہ ہے؟ یہ معلوم رہے کہ میں اس کے علاوہ کوئی کاروبار نہیں کر سکتا۔

جواب میری نصیحت کا رخ سب سے پہلے دکان کے مالک کی طرف ہے۔ تم اپنی دکان میں ایسے کپڑے ہرگز نہ رکھو، جو حشمت و عزت اور شرعی لباس کے منافی ہوں۔ تصاویر والے کپڑے اگرچہ چھوٹوں کے ہوں شرعاً درست نہیں۔ میں تمھیں مزید تاکید سے یہ نصیحت کروں گا کہ ہر حرام چیز کی فروخت سے حاصل شدہ کمائی بھی حرام ہوتی ہے اور جب کوئی شخص حرام کھائے اور اس کے بدن کی غذا حرام بنے تو اس کی دعا و عبادت رد کر دی جاتی ہے۔

جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے جب ایک آدمی کا ذکر کیا جو لمبا سفر کرتا ہے،

[1] مجموع فتاویٰ ابن عثیمین رحمہ اللہ (۱۲/ ۳۴۷۔ ۳۴۸)

پراگندہ اور خاک آلود ہونے کی حالت میں اپنے ہاتھ آسمان کی طرف دعا کے لیے اٹھاتا ہے اور کہتا ہے: ''اے میرے رب! اے میرے رب!...'' جب کہ اس کا کھانا حرام، اس کا لباس حرام اور اس کی غذا حرام سے ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی دعا کیسے قبول ہوگی؟''[1]

ایمان دار شخص کیسے پسند کرے گا کہ وہ حرام کھائے، اپنے آپ کو اور بیوی بچوں کو حرام کھلائے؟ اس لیے محترم بھائی! اللہ سے ڈرو اور حرام اشیا کا کاروبار ترک کر دو۔

رہا ملازم کا معاملہ تو اس کے لیے بھی جائز نہیں کہ وہ حرام کی خرید وفروخت میں ملازمت کرے۔ اس لیے کہ حرام میں تعاون کرنے والا گناہ گار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

﴿وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ [المائدة: ٢]

''اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔''

غور فرمائیں کہ شرک کے بعد کبیرہ گناہوں میں ایک گناہ سود ہے۔ نبی کریم ﷺ نے سود کھانے اور کھلانے والے پر لعنت کے ساتھ ساتھ اس کے گواہوں اور اس کے کاتب پر بھی لعنت کی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ یہ سب برابر ہیں۔ اس کی وجہ ان کا گناہ کے کام میں معاون ہونا ہے۔[2]

مجلّات اور جرائد میں کام کرنا:

سوال میں ایک جریدہ میں بطور محاسب کام کرتا ہوں۔ یہ جریدہ روزانہ

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (١٠١٥)

[2] فتاویٰ نور على الدرب، شريط رقم (٣٧٣) الوجه الثاني.

ایک صفحہ اداکار مرد و زن اور شوبز سے متعلقہ مرد و زن کی خبروں پر شائع کرتا ہے۔ کیا میری ڈیوٹی پر کوئی شرعی اعتراض تو نہیں؟

جواب اداکار مردوں اور عورتوں کی خبریں عموماً ان کے فن سے متعلق ہوتی ہیں اور حدیث میں ایسے اداکار و گلوکار مردوں اور عورتوں کے متعلق آتا ہے کہ یہ حق سے انحراف اور شر و فساد کے انعقاد کو ہوا دیتے ہیں۔

مذکورہ معاملہ ان کے فن کی ترویج اور فتنوں و خواہش کی اشاعت اور شر و فساد کو پھیلانے کی ایک کڑی ہے۔ ایسا کرنے سے انسانی وقار اور اخلاقیات شدید متاثر ہوتے ہیں۔ ان وجوہات کی بنا پر اس میدان میں کام کرنا ناجائز و حرام ہے، اس لیے کہ اس سے گناہ و زیادتی کے کام میں معاونت ہوتی ہے۔ اسے روزی کا ذریعہ بنانا بھی درست نہیں۔ حلال ذرائع بے شمار ہیں، بندہ اللہ سے ڈرے اور حلال ذریعہ اختیار کرے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۚ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۚ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ﴾ [الطلاق: ۲۔ ۳]

''اور جو شخص اللہ سے ڈرے تو وہ اس کے لیے (مشکلات سے) نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے۔ اور وہ اسے رزق دیتا ہے، جہاں سے اسے گمان تک نہیں ہوتا۔ اور جو شخص اللہ پر توکل کرے تو وہ اس کے لیے کافی ہے، بے شک اللہ اپنا کام پورا کر کے رہتا ہے۔ بے شک اللہ نے ہر چیز کے لیے اندازہ مقرر کر رکھا ہے۔'' وباللّٰہ التوفیق، وصلی اللّٰہ علیٰ نبینا محمد، وآله وصحبه وسلم.[1]

---

[1] فتاویٰ اللجنة الدائمة (۱۵/ ۵۲۔ ۵۳) المجموعة الأولیٰ، فتویٰ نمبر (۴۹۶۱)

دین میں خلل انداز مجلّات اور جرائد کی منتقلی میں بطور ڈاکیا کام کرنا:

سوال تقسیم وفراہمی کے میدان میں بطور ڈاکیا کام کرنے کا شرعی حکم کیا ہے؟ میں یہ ڈیوٹی انجام دیتا ہوں اور اس دوران میں مجھے ایسے مجلّات اور جرائد بھی سپلائی کرنے پڑتے ہیں جو شرعی آداب میں خلل کا باعث بنتے ہیں؟

جواب آپ کا محکمہ ڈاک میں کام کرنا اس وجہ سے درست نہیں کہ آدابِ اسلامیہ کے مخالف جرائد اور مجلّات کی تقسیم میں آپ بطور معاون کام کر رہے ہیں اور یہ معاونت گناہ و زیادتی کے کام میں ہے۔ وباللّٰہ التوفیق، وصلی اللّٰہ علیٰ نبینا محمد، وآلہ وصحبہ وسلم.[1]

تصویروں والے موزے پر مسح کا بیان:

فضیلۃ الشیخ عبداللّٰہ بن عبدالرحمٰن الجبرین سے سوال ہوا:

سوال تصویروں والے موزے پر مسح کا حکم کیا ہے؟

جواب ذی روح چیزوں کی تصویر کے حرام ہونے اور انھیں مٹانے کے واجب ہونے میں کوئی شک نہیں، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"کسی تصویر کو مٹائے بغیر نہ چھوڑنا۔"[2]

اور حدیث میں آتا ہے:

"تصویر بنانے والا ہر شخص آگ میں ہے۔"[3]

لیکن ایک صحیح حدیث میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

---

[1] فتاویٰ اللجنة الدائمة (١٥/ ٨٥۔ ٨٦) المجموعة الأولٰى، فتویٰ نمبر (١٣٥٠٨)

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث (٩٦٩)

[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢١١٢) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١١٠)

''انھوں نے گھر کے اندرونی حصے پر تصاویر والا ایک پردہ لٹکایا تو نبی کریم ﷺ نے اس کا انکار کیا۔ پھر انھوں نے اس کے ایک دو تکیے بنا لیے جو نیچے پھینکے جاتے اور روندے جاتے تھے۔''[1]

آخر الذکر حدیث میں اس امر کی دلیل ہے کہ جس چیز کی اہانت و تذلیل ہو، اس کا استعمال جائز ہے، اگرچہ اس میں تصویر ہو۔ مذکورہ مسئلے میں اگر تصاویر موزے یا جراب کے نچلے حصے پر ہیں، یعنی زمین پر لگنے کی وجہ سے ان کی تذلیل ہوتی ہے تو جائز ہیں اور اگر موزے کے بالائی حصے پر ہیں تو انھیں مسخ کیے بغیر ان کا استعمال جائز نہیں۔ (شیخ نے یہ فتویٰ اپنی آئی ڈی پر اپ لوڈ کیا ہے)[2]

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (١٩٩٩) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٧)

[2] موقع فضيلته: http://www.ibn-jebreen.com/books/6-60-3634-3276-.html

نویں فصل:

کیا تصویر کے حرام ہونے کے قائل بعض علما کی تصاویر کا ظہور تصویر کے جواز کی دلیل ہے؟

فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ کا مجلّات اور جرائد میں شائع کردہ اپنی تصویر سے اعلانِ براءت:

آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میں ہر اس شخص سے بے زار ہوں جس نے میری تصویر کے ساتھ کوئی مقالہ شائع کیا۔ میں نے اسے اجازت دی ہے نہ اپنی تصویر بنانا مباح قرار دیا ہے۔ میں ہر اس شخص سے اعلانِ براءت کرتا ہوں جو مجھ سے کوئی بات نقل کرے اور میری تصویر بنائے۔ میں اس کام پر قطعاً راضی نہیں، میرا عقیدہ ہے کہ تصویر مطلقاً حرام ہے۔ میں ہر جریدہ، مجلّہ اور اخبار شائع کرنے والے کو آیندہ کے لیے بھی خبردار کرتا ہوں کہ وہ میری تصویر بنائیں نہ اسے شائع کریں۔ یہی میری نصیحت و گزارش ہے، دیگر بھائی دوست بھی یاد رکھ لیں کہ میں اپنی کسی تصویر کو گوارہ نہیں کروں گا۔ وہ کسی مقالے کی ہو یا کسی فتوے کے صدور کے وقت کی۔ شائع کرنے اور بنانے والا اپنے عمل کا خود ذمے دار ہوگا۔ میرا اس کے عمل سے کوئی واسطہ نہیں۔ یہ میرا عقیدہ ہے۔[1]

[1] فتاویٰ نور علی الدرب (١/ ٤٣٧)

سوال فوٹو گرافی اور عکسی تصویر کے بارے میں ہمارا آپس میں اختلاف ہوگیا ہے، کیا وہ ہاتھ سے بننے والی تصویر کے حکم میں ہے یا اس سے خارج ہے؟ بعض احباب نے اس کے جواز کی رائے دی ہے، اس لیے کہ وہ ہاتھ سے تیار ہونے والی تصویر نہیں، وہ تو محض ایک عکس ہے۔ سوائے بٹن دبانے کے اس میں کوئی محنت نہیں لگتی۔ بٹن دبائیں تو خیال کے مطابق تصویر برآمد ہو جاتی ہے۔ مجھے ایک دوست نے آپ کی ایک تصویر دکھائی جو فوٹو گرافی کے ذریعے لی گئی اور اسے دو مجلّات "المجتمع الكويتية" اور "الاعتصام المصرية" نے روزوں کے احکام میں آپ کے فتاویٰ کے ساتھ شائع کیا ہے۔ تو کیا آپ کی تصویر کا شائع ہونا تصویر کے جواز کی دلیل ہے یا یہ چیز آپ کو بتائے بغیر عمل میں لائی گئی ہے؟

اور اگر فوٹو گرافی کی تصویر جائز نہیں تو ایسے مجلّات اور جرائد کو خریدنے کا کیا حکم ہے جو تصاویر سے بھرے ہوتے ہیں اور ان میں اہم خبریں اور چھوٹی موٹی معلومات بھی ہوتی ہیں؟ اس بارے میں ہماری راہنمائی فرمائیں؟

نیز یہ بھی بتائیں ایسے مجلّات کو نماز کی جگہ رکھنا کسی کپڑے وغیرہ سے ڈھانپ کر جائز ہے یا انھیں پڑھنے کے بعد تلف کرنا ضروری ہے؟ متحرک تصاویر جیسے ٹیلی ویژن میں ہوتی ہیں، دیکھنا کیسا ہے؟ نماز کی جگہ پر ٹیلی ویژن چلانا جائز ہے؟ ان سوالات کے جوابات ارسال فرما دیں۔ جزاكم الله خيراً.

جواب پہلی بات تو یہ ہے کہ فوٹو گرافی عکسی حرام تصویر کی ایک قسم ہے۔ یہ تصویر اور دیگر بنائی جانے والی رنگین و مجسم تصاویر حکم میں برابر ہیں۔ تصویر کے ذریعے اور آلے میں اختلاف اس کے حکم میں اختلاف کا تقاضا نہیں کرتا۔ اسی

طرح سے تصویر کشی میں صرف ہونے والی محنت و مشقت یا آسانی وفراوانی اس کے حکم میں اختلاف کا باعث نہیں ہے۔ اعتبار آلہ و وسیلہ یا مشقت و آسانی کا نہیں، بلکہ تصویر کا ہے، جو حرام ہے۔

اور میری تصویر کا شائع ہونا دو مجلّات "المجتمع" اور "الاعتصام" میں رمضان کے روزوں کے احکام سے متعلقہ فتاویٰ کے ساتھ اس امر کی دلیل نہیں ہے کہ میں نے تصویر کی اجازت دی ہے۔ میں اس کام پر قطعاً راضی نہیں اور مجھے معلوم نہیں ہو سکا، کب انھوں نے میری تصویر لی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جرائد اور مجلّات میں اہم خبریں اور نفع بخش علمی مسائل ہوں اور ان میں تصاویر بھی ہوں تو اہم خبروں اور مفید علم کی خاطر انھیں خریدنا جائز ہے۔ ان کی خریداری کا اصل مقصد علم اور خبریں ہیں، تصاویر نہیں۔ تصاویر تو ضمناً حاصل ہوئی ہیں۔ حکم مقصود اصلی کی اعتبار سے ہوتا ہے نہ کہ ضمناً چیز کا۔ ایسے مجلّات اور جرائد کو کسی چیز سے ڈھانپ کر یا ان پر موجود ذی روح اشیا کی تصاویر کے سروں کو مسخ کر کے نماز والی جگہ میں رکھنا جائز ہے، بشرطیکہ ان میں موجود علمی مقالات و ابحاث سے فائدہ مقصود ہو۔

تیسری بات یہ ہے کہ نماز کی جگہ ٹیلی ویژن چلانا درست نہیں، اس لیے وہ باطل کھیل کا آلہ ہے۔ اسی طرح اس میں چلنے والی برہنہ اور نیم عریاں تصاویر دیکھنا بھی جائز نہیں، اس لیے ان کا انجام فتنہ اور ذلت آمیزی پر منتج ہوتا ہے۔ وباللہ التوفیق، وصلی اللہ علیٰ نبینا محمد، وآلہ وصحبہ وسلم.[1]

فضیلۃ الشیخ عبدالرحمان البراک کی تنبیہ:

اللہ تعالیٰ کی تعریف وحمد وثنا کے بعد گزارش یہ ہے کہ کچھ فضول قسم کے

[1] فتاویٰ اللجنة الدائمة (١/ ٦٦٨ـ ٦٧١) المجموعة الأولیٰ، فتویٰ نمبر (٣٣٧٤)

لوگ اہلِ حق پر ظلم و زیادتی کی ایک صورت یہ اختیار کرتے ہیں کہ ان کی اجازت کے بغیر اور ممکن ہے کہ یہ جانتے ہوئے بھی کہ انھیں یہ چیز گوارہ نہیں، ان کی تصاویر بناتے اور شائع کر دیتے ہیں۔ یہ بہت بڑی زیادتی، گناہ اور قبیح ترین عمل ہے۔ اسی لیے میں میل جول رکھنے والے دوست احباب اور دروس و اجتماعات میں شریک ہونے والے لوگوں کو تنبیہ کرتا ہوں کہ وہ ہرگز میری تصویر نہ بنائیں، میں یہ چیز قطعاً پسند نہیں کرتا۔

اسی طرح میں اپنے دوست احباب اور دیگر لوگوں کو آگاہ کرتا ہوں کہ مجھ سے ہونے والی انفرادی یا اجتماعی گفتگو میں میری باتیں بغیر اجازت کے شائع نہ کریں۔ ماضی یا مستقبل میں اس کے وقوع یا امکان کے پیشِ نظر یہ تنبیہ جاری کی گئی ہے۔ باقی اللہ کے فضل و احسان سے لوگوں کی مجالس میں ہونے والی گفتگو بغیر دلیل کے نہیں ہوتی۔ اسے بغیر تصویر و اجازت کے آگے بیان کرنے کی اجازت ہے۔

اسی مناسبت سے میں ان لوگوں کو نصیحت کرنا مناسب خیال کرتا ہوں، جن کے ہاتھوں میں تصویر کے آلات ہوتے ہیں۔ وہ ہر سامنے آنے والی چیز و ذات کی تصویر بنا کر مفتون و فضول لوگوں میں شامل نہ ہوں۔ کیمرے کے عام ہونے کی خرابیاں کسی پر مخفی نہیں ہیں۔ لہٰذا تم اللہ کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کرو اور ان وسائل کو اس کی فرمانبرداری میں استعمال کرو۔

﴿ وَمَنْ شَكَرَ فَإِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ﴾ [النمل: ٤٠]

”اور جو کوئی شکر کرے تو بس وہ اپنے ہی لیے شکر کرتا ہے۔“

اور اللہ بے حد معاف کرنے والا قدردان ہے۔ یہ بات عبدالرحمٰن بن

ناصر البراک نے کہی اور ۵/ جمادی الآخرۃ ۱۴۳۴ھ کو قلم بند کی گئی۔[1]

فضیلۃ الشیخ صالح بن فوزان حفظہ اللہ سے سوال ہوا:

سوال محترم شیخ آپ سے چند سوالات پوچھنے ہیں، وہ یہ ہیں کہ آپ کا جب کسی جریدے میں مقالہ شائع ہوتا ہے تو اس کے ساتھ آپ کی تصویر ہوتی ہے۔ اسی طرح بعض مجالسِ علم کی صورتحال ہے۔ تو کیا اس طرزِ عمل سے ہم یہ دلیل اَخذ کر سکتے ہیں کہ آپ تصویر کے جواز کے قائل ہیں؟

جواب یہ طرزِ عمل دلیل نہیں بنتا۔ میں نے اس چیز کا نہ انھیں حکم دیا ہے اور نہ ان سے مطالبہ کیا ہے۔ یہ انھیں کا فعل ہے۔ انھوں نے تو فضیلۃ الشیخ ابن باز رحمہ اللہ کو بھی معاف نہیں کیا جو تصویر کے سخت خلاف اور اس کی حرمت کا موقف رکھنے والے تھے۔ متعدد مجالس و محافل میں مصورین نے انھیں بتائے اور پوچھے بغیر ان کی تصاویر بنا لیں۔ یقیناً اس کا گناہ انھیں کے سر ہے، ہم اس سے بَری ہیں، ہم نے انھیں اس کا حکم دیا ہے نہ مشورہ، ہم ان کے اس عمل سے قطعاً راضی نہیں۔

اور آپ رحمہ اللہ سے سوال ہوا: محترم شیخ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، کئی دفعہ یہ پوچھنے کا ارادہ بنا ہے کہ کیا آپ کی طرف منسوب یہ بات صحیح ہے کہ آپ نے تصویر کے جواز کے معاملے سے رجوع کر لیا ہے اور ایسا معاملہ متعدد مجالس میں آپ کی تصویر کے پیشِ نظر گردش کر رہا ہے؟

تو انھوں نے جواب دیا: یہ نہایت غلط بات ہے۔ تصویر حرام ہے، ہمارا یہ حق ہی نہیں کہ ہم اسے جائز و حلال قرار دیں، کسی اور کو بھی اس کا کوئی حق نہیں، اس لیے کہ اس کے حرام ہونے کے صحیح و واضح دلائل موجود ہیں، اس پر وعید وارد

[1] تنبیه من الشيخ البراك -/http://twitmail.com/email/626909193/112

ہوئی ہے اور یہ کبیرہ گناہ ہے۔ میں اس کو حرام و منکر کہنے والوں میں شمار ہوں، الا یہ کہ کوئی مجبوری ہو۔ میں دوبارہ یہ بات دہراؤں گا کہ سوائے امر مجبوری، مثلاً: شناختی کارڈ، پاسپورٹ اور لائیسنس وغیرہ کی تصویر کے ہر قسم کی تصویر حرام و ناجائز ہے۔

علاوہ ازیں یادداشت، شادی بیاہ و دیگر تقریبات کی تصاویر اور دیواروں پر لگی فریموں میں تصاویر حرام ہیں۔ لٹکائی جانے والی تصاویر حرام ہونے میں دوسری سے بڑھ کر ہیں۔ یہ میرا موقف رہا ہے اور رہے گا، جس نے میری طرف اس کے خلاف کوئی بات منسوب کی، وہ کذاب ہے۔

قناۃ المجد کی مجلس کی بات بھی جھوٹ کا پلندہ ہے، میں کبھی ان کے پاس گیا نہ ان کے سٹوڈیو میں، بلکہ وہ خود میرے پاس مسجد میں آتے ہیں۔ مسجد میں آ کر وہ درس لیتے ہیں۔ اب وہ لوگ مسجدِ حرام اور مسجدِ نبوی کے نمازی ہیں، وہ دیگر مساجد میں بھی آتے جاتے رہتے ہیں، جیسے مسجدِ حرام اور مسجدِ نبوی میں آتے جاتے ہیں۔ (یہ دونوں جواب شیخ نے اپنی آئی ڈی پر نشر کیے ہیں)[1]

[1] موقع فضیلته http://www/alfawzan.af.org.sa/node/10232

[2] موقع فضیلته http://www/alfawzan.af.org.sa/node/10275

دسویں فصل:

تصاویر کو محفوظ رکھنے کا حکم؟

فوت شدہ باپ کی تصویر کو محفوظ رکھنا:

سوال مجھے اپنے فوت شدہ باپ کو دیکھنے کا بے حد شوق رہتا ہے، میں ان کے متعلق باتیں کرنے میں رغبت محسوس کرتا ہوں، مجھے کوئی چارہ نظر نہ آیا تو میں نے ان کی تصویر تلاش کی اور اسے فریم کروا کر اپنے کمرے میں دیوار پر سامنے لگا دیا۔ کیا میرا ایسا کرنا حرام ہے؟ معلوم رہے کہ میری نیت تعظیم یا عبادت کی ہرگز نہیں۔

جواب یادداشت کی خاطر کسی زندہ یا مردہ کی تصویر کو محفوظ رکھنا جائز نہیں، اس لیے کہ نبی اکرم ﷺ نے تصاویر لٹکانے سے منع کیا ہے اور بتایا ہے کہ گھروں میں تصاویر کا وجود فرشتوں کے داخلے میں رکاوٹ ہے۔ البتہ وہ تصاویر جن کی توہین و تذلیل ہوتی ہو یا شناختی کارڈ و پاسپورٹ کی طرح ضروری تصاویر کی رخصت ہے۔ وباللّٰہ التوفیق، وصلی اللّٰہ علیٰ نبینا محمد، و آلہ وصحبہ وسلم.[1]

سوال میں نے جب کتاب التوحید میں مصورین کا بیان پڑھا ہے تو مجھے مصورین کے بارے سخت وعید سے آگاہی ہوئی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

[1] فتاویٰ اللجنة الدائمة (۱/ ۲۹۲۔ ۲۹۳) المجموعة الثانية، فتویٰ نمبر (۱٦۹۱٦)

”قیامت کے دن سب لوگوں سے سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت کرتے ہیں۔“[1]

کیا موجودہ مصور جو اسٹوڈیو کھولے بیٹھے ہیں، اس وعید کے مصداق ہیں؟

اور ایسے شخص کا کیا حکم ہے جس نے اپنی یا کسی دوست یا رشتہ دار کی تصویر رکھی ہوئی ہو اور اس کا ارادہ یادداشت کا ہو تبرک کا نہیں؟ یا کسی نے مجلة العربي کی طرح کوئی مفید مجلّہ رکھا ہوا ہو، جس میں علم و معرفت اور ثقافت کی مفید باتیں ہوں اور ساتھ میں کچھ تصاویر بھی ہوں۔ اس کا کیا حکم ہے؟

جواب تحقیق کے بعد کمیٹی اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ ہر ذی روح چیز کی تصویر جائز نہیں۔ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کی متعدد احادیث ہیں، جن میں سے ایک سائل نے ذکر کی ہے۔

یہ احادیث و دلائل عام ہیں، محنت و آسانی دونوں طرح سے حاصل ہونے والی تصاویر کو شامل ہیں، تصویر ہاتھ سے تیار کی گئی ہو یا اسٹوڈیو وغیرہ میں دیگر آلات کے ذریعے ہو، ممنوع و حرام ہے، لیکن جب کسی شخص کے لیے تصویر ناگزیر ہو تو بقدرِ ضرورت رخصت ہے، مثلاً: ملازمت کارڈ، پاسپورٹ، مجرموں کی گرفتاری کے لیے ان کی تصویر شائع کرنا، جب وہ فرار کے ذریعے قابو سے باہر ہو جائیں وغیرہ۔

رہی بات ذی روح چیزوں کی تصاویر گھروں میں داخل کرنے کی تو اگر ان کی تذلیل ہوتی ہو، انھیں پاؤں تلے روندا جاتا ہو تو ایسی صورت میں ان کی موجودگی سے کوئی شرعی مانع نہیں ہے۔ اسی طرح اگر بامر مجبوری بنائی ہوئی تصویر

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦١٠) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٧)

ہے تو اسے گھر میں لانے یا جیب میں رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔

اور اگر محفوظ کردہ تصویر تعظیم کی غرض سے ہو تو وہ جائز نہیں، اس کے شرکِ اکبر یا کبیرہ گناہ ہونے میں اختلاف ہے، جس کی وجہ تصویر رکھنے والے شخص کے دل کی کیفیت کا مختلف ہونا ہے۔

اور جب کوئی تصویر یادداشت کے طور پر گھر میں رکھی جائے تو یہ امرِ حرام ہے، اس لیے کہ تصویر میں اصل منع ہے، شرعی غرض کے بغیر اسے بنانا اور محفوظ رکھنا جائز نہیں اور یادداشت اغراضِ شرعیہ سے خارج ہے۔

رہے وہ مجلّات جن میں برہنہ تصاویر ہوتی ہیں تو مصلحت و نصیحت کے مقابلے میں اس کے فتنہ و فساد کے زیادہ قریب ہونے کی وجہ سے ان کی خریداری اور گھروں میں درآمدگی جائز نہیں۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

«إِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ، وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا أُمُورٌ مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وَعِرْضِهِ، وَمَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ، كَالرَّاعِي يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يَرْتَعَ فِيهِ، أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، أَلَا وَإِنَّ حِمَى اللَّهِ مَحَارِمُهُ»[1]

"بلاشبہ حلال واضح ہے اور بلاشبہ حرام واضح ہے، ان دونوں کے درمیان مشتبہ امور ہیں، جن سے لوگوں کی اکثریت ناواقف ہے۔ پس جو شخص شبہات میں پڑنے سے بچ گیا، اس نے اپنے دین اور عزت کو محفوظ کر لیا اور جو شبہات میں واقع ہوا، وہ حرام میں واقع

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٢) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٥٩٩)

ہوگیا، جیسے چرواہا چراگاہ کے گرد چرائے تو قریب ہے کہ جانور چراگاہ میں چرنے لگیں۔ سنو! ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہے۔ سنو! بلاشبہہ اللہ کی چراگاہ اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں۔‘‘

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

«دَعْ مَا يُرِيبُكَ إِلٰى مَا لَا يُرِيبُكَ»[1]

’’شک میں ڈالنے والی چیز کو چھوڑو اور شک سے پاک چیز کو اپنا لو۔‘‘

اور آپ ﷺ نے ایک آدمی سے کہا تھا جو آپ ﷺ سے نیکی کے متعلق سوال کرنے آیا تھا:

«اَلْبِرُّ مَا اطْمَأَنَّتْ إِلَيْهِ النَّفْسُ وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِيْ النَّفْسِ وَتَرَدَّدَ فِيْ الصَّدْرِ وَإِنْ أَفْتَاكَ النَّاسُ وَأَفْتَوْكَ»[2]

’’نیکی وہ ہے جس پر نفس کو اطمینان ہو اور دل اس کے بارے میں تسلی رکھے، جب کہ گناہ وہ ہے جو نفس میں کھٹکے اور سینے میں تردد پیدا کرے۔ اگرچہ لوگ تجھے (اس کے صحیح ہونے کا) فتویٰ دیں۔‘‘

وباللّٰه التوفيق، وصلى اللّٰه علىٰ نبينا محمد، وآله وصحبه وسلم.[3]

---

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٥١٨) سنن النسائي، رقم الحديث (٥٧٧١) صحيح الجامع، رقم الحديث (٣١٩٤)

[2] مسند أحمد (٤/ ٢٢٨) سنن الدارمي (٣٢٠) اس میں ایوب بن عبد اللہ بن مکرز راوی ضعیف ہے۔ نیز اس میں انقطاع والا نقص بھی ہے، مگر صحیح مسلم کی حدیث اس سے مستغنی کرتی ہے۔ (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ٢٥٥٣)

[3] فتاویٰ اللجنة الدائمة (١/ ٦٧٩۔ ٦٨١) المجموعة الأولٰی، فتویٰ نمبر (٤١٣)

سوال اہلِ خانہ اور دیگر اقارب کی تصاویر محفوظ رکھنے کا کیا حکم ہے، جب مقصود یادداشت ہو؟ اور اگر یہ جائز نہیں تو اس وقت ہمارے پاس موجود تصاویر کا کیا حکم ہے؟ بچوں کی تصاویر اس غرض سے محفوظ رکھنے کا کیا حکم ہے کہ وہ بڑے ہو کر اپنے بچپن کی تصاویر دیکھیں گے؟

جواب ذی روح چیزوں کی تصویر بنانا اور انھیں کسی مقصد کے لیے محفوظ رکھنا مطلقاً حرام ہے۔ ہاں پاسپورٹ اور ملازمت جیسی تصاویر کو بنانے اور محفوظ رکھنے میں حسبِ ضرورت رخصت ہے۔

سوال عموماً گھر میں کوئی جریدہ یا مجلّہ پڑا ہوتا ہے، جس پر بعض قرآنی آیات، احادیث اور اللہ کا نام درج ہونے کے ساتھ ساتھ کچھ تصویریں بھی ہوتی ہیں۔ ضرورت کے لیے اسے محفوظ رکھنے کا صحیح طریقہ کیا ہے۔ یا پھر اسے تلف کر دیا جائے؟

جواب جن اخبارات و رسائل میں زندوں کی تصاویر، اللہ تعالیٰ کے نام اور قرآنی آیات و احادیث ہوں، عموماً انسان کا ان سے واسطہ رہتا ہے۔ انسان کے لیے مناسب ہے کہ وہ قرآنی آیات اور اللہ تعالیٰ کے اسما اور احادیثِ رسول ﷺ والے صفحات کو محفوظ کر لے اور بقیہ سے جان چھڑائے، انھیں دفن کر دے یا ان کی تصاویر کے چہروں کو مسخ و تبدیل کر دے یا کاغذ کے کارخانوں میں فروخت کر دے، تاکہ وہ ان سے نیا کاغذ تیار کر سکیں۔ واللہ المستعان. وباللہ التوفيق، وصلى الله علىٰ نبينا محمد، وآله وصحبه وسلم.[1]

❀ فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ سے سوال ہوا:

[1] فتاویٰ اللجنة الدائمة للإفتاء، رقم (٤٩٦٢)، مجلة البحوث الإسلامية (٢٢/ ٨٧۔ ٨٩)

سوال کیا یاددہانی کی غرض سے تصویریں جمع کرنا جائز ہیں؟

جواب کسی مسلمان کے لیے چاہے وہ مذکر ہو یا مونث، یہ جائز نہیں ہے کہ بنو آدم وغیرہ ذی روح اشیا کی تصاویر یاددہانی کے لیے جمع کرے، بلکہ اس پر انھیں تلف کرنا واجب ہے، اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کہا تھا: ''کوئی تصویر مٹائے بغیر اور کوئی بلند قبر برابر کیے بغیر نہ چھوڑنا۔''

علاوہ ازیں آپ ﷺ نے گھر میں تصویر رکھنے سے بھی منع کیا ہے اور جب آپ ﷺ فتح مکہ کے دن بیت اللہ میں داخل ہوئے تو خانہ کعبہ کی دیواروں پر تصویریں دیکھیں تو پانی اور کپڑا منگوا کر انھیں صاف کیا۔ البتہ جمادات، یعنی پہاڑوں اور درختوں وغیرہ کی تصاویر میں کوئی حرج نہیں۔[1]

❁ فضیلۃ الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ سے سوال ہوا:

سوال میں تصویر سے محبت کرنے والا اور اسے محفوظ کرنے والا جوان ہوں، ہر مناسب موقع پر تصویر کشی میرا مشغلہ ہے، یاددہانی کے لیے میں نے ان تصاویر کو البمز میں لگا رکھا ہے۔ ان البمز کو کھولنے اور تصاویر دیکھنے میں مجھے مہینوں گزر جاتے ہیں۔ اس قدر یہ کثرت سے میرے پاس جمع ہیں۔ آپ سے ان تصاویر کو محفوظ رکھنے کا حکم مطلوب ہے؟

جواب اے جوان! تجھ پر لازم ہے کہ تو اپنے کام پر نادم ہو کر اللہ کے حضور توبہ کرے۔ اب تک محفوظ کردہ تمام تصاویر کو جلا دے، اس لیے کہ یاددہانی کے لیے تصاویر محفوظ کرنا شرعاً حرام ہے۔ میری یہ نصیحت دیکھتے سنتے ہی تمام تصاویر جلا دینا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور تجھے ہدایت سے نوازے اور اپنی مرضی کے

[1] مجموع فتاویٰ ابن باز (٤/ ٢٢٥)

خلاف ہر کام سے محفوظ رکھے۔[1]

❁ نیز آپ رحمہ اللہ سے سوال ہوا:

سوال قربانی کو ذبح کرتے وقت بنائی جانے والی تصویر کیسی ہے؟ یاددہانی کا بہانہ ہوتا ہے، لیکن بے سود، آپ اس حوالے سے کیا فرماتے ہیں؟

جواب یہ مسئلہ پہلی بار سننے کا اتفاق ہوا ہے کہ لوگ قربانی کے وقت یاددہانی کے لیے تصویریں بناتے ہیں، لیکن یہ کیسی یاددہانی ہے، سب لوگ قربانی کرتے اور ذبح کرنے کو جانتے ہیں۔ مسئلہ تو پہلی دفعہ سننے کو ملا ہے۔ بہرحال انسان کے لیے کسی صورت یہ جائز نہیں کہ وہ یاددہانی کے لیے قربانی کی تصویر بنائے، اس لیے کہ یہ تصویر ہاتھ سے بنے یا کسی آلے سے ہر صورت میں حرام ہے۔

سوائے ضرورت کے، مثلاً: دراہم کی تصاویر، ملازمت کارڈ اور پاسپورٹ وغیرہ کی تصاویر کے ہر طرح کی تصویر حرام ہے۔

ضرورت کی تصاویر کے علاوہ تمام تصاویر کے متعلق میں آپ کو خیر خواہی پر مبنی یہ نصیحت کرتا ہوں کہ تمام تصاویر کو جلا دو، ورنہ گناہ گار ہو گے۔ بالخصوص وہ تصاویر جو عموماً لوگوں نے بنا رکھی ہیں، یعنی باپ، چچا اور ماموں وغیرہ کی تصاویر، جب وہ دنیا سے رخصت ہوگئے ہیں تو ان کی ضرورت کی تصاویر بھی نذرِ آتش کر دیں۔ یاددہانی کے لیے محفوظ نہ رکھیں۔ انھیں محفوظ رکھنے سے میت کے ساتھ قلبی تعلق بڑھے گا اور ممکن ہے کہ یہ چیز عقیدے میں بھی خرابی پیدا کر دے۔

رہی وہ تصویر جو مجبوری ہے اور اس کے بغیر گزارا نہیں تو ایسی تصویر کی رخصت ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

---

[1] فتاویٰ نور علی الدرب، شریط رقم (۳۷۰)

﴿ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ﴾ [الحج: ۷۸]

''اور اس نے دین میں تمھارے لیے کوئی تنگی نہیں رکھی۔''[1]

❀ فضیلۃ الشیخ صالح بن عبدالعزیز آل الشیخ ۔وفقه الله۔ فرماتے ہیں کہ تصاویر کو یادداشت کے لیے محفوظ کرنا جائز و حرام ہے۔ اس لیے کہ مسلمان کو انھیں مٹانے، بتوں کو توڑنے اور مجسم تصاویر کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا حکم ہے۔ چنانچہ انھیں باقی رکھنا اس کے لیے جائز نہیں ہے۔

تصاویر سے دور رہنے، انھیں مٹانے اور توڑنے کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کی قولی و فعلی احادیث پہلے گزر چکی ہیں۔[2]

[1] فتاویٰ الحرم المکي ۱٤۱۰ھ، شریط رقم (۱۲)

[2] المنظار (ص: ۱۰۷)

گیارھویں فصل:

تصویر کو جائز قرار دینے والوں کے خیالات اور ان کے جوابات

❀ ان کا یہ گمان ہے کہ تصویر کی ممانعت شروع اسلام میں تھی، کیوں کہ لوگ بت پرستی چھوڑ کر نئے نئے مسلمان ہوئے تھے اور اب حرام ہونے کی علت باقی نہیں رہی۔

فضیلۃ الشیخ احمد بن محمد شاکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

موجودہ دور میں ہم نے علم کی طرف منسوب بڑے بڑے لوگوں کے بارے میں سنا ہے کہ وہ ہر طرح کی تصاویر کو جائز قرار دیتے ہیں، جن میں باعثِ لعنت تماثیل بھی شامل ہیں۔ ایسا کرنے سے ان کا مقصد اپنے ان بڑوں کا تقرب ہے جو اپنے فسادی آباء واجداد اور باغی مددگاروں یا منافقین لوگوں کو یاد رکھنے کے بہانے ان کی مورتیاں گھڑ لیتے ہیں۔ ان کا دوسرا مقصد یورپ کے بت پرستی کے ان عقائد کی تائید ہے جو مصر اور دیگر اسلامی ممالک میں اسلام دشمن غاصبوں کی طرف سے نافذ کیے گئے ہیں۔ سیاہ کرتوتوں کے حاملین باغی لوگوں نے اس معاملے میں ان کی مکمل اتباع کی ہے۔ حتی کہ کئی مسلم ممالک میں بت پرستی کے متعدد مظاہر مستقل طور پر دیکھنے کو مل رہے ہیں۔ کہیں ان کی

تعظیم وتکریم ہوتی ہے تو کہیں ان پر پھول نچھاور کیے جاتے ہیں، ان پر چادریں اور مختلف قسموں کے چڑھاوے چڑھائے جاتے ہیں۔ بت پرستی کا وہاں پورا مظاہرہ ہوتا ہے، حتی کہ بسا اوقات وہاں آگ بھی جلائی جاتی ہے۔

اس برائی کو مشروع قرار دینے والوں کی ایک دلیل وہ لوگ ہیں جنھوں نے گمراہ کن اور جھوٹے فتوے جاری کر کے تصاویر و تماثیل کے نصب کرنے کی اجازت دی۔ انھوں نے نصوص کو ایسی علت سے مربوط کیا، جس کا شارع نے ذکر کیا ہے، نہ اسے تحریم کی علت ٹھہرایا ہے۔ ان کی پیش کردہ علت جو ہم تک پہنچی ہے وہ یہ ہے کہ ''تصویر کا حرام ہونا شروع اسلام میں تھا، کیوں کہ لوگ بت پرستی کو چھوڑنے کے قریب قریب تھے، لیکن اب ایک طویل عرصہ گزرنے کی وجہ سے حرام ہونے کی علت ختم ہوگئی ہے اور لوگوں پر یہ اندیشہ ختم ہوگیا ہے کہ وہ بت پرستی کی طرف دوبارہ لوٹیں۔''

حالانکہ یہ لوگ اپنے سامنے ہونے والے بت پرستی کے حقیقی مظاہر کو بھول گئے ہیں، جو قبروں اور قبر والوں کے قرب کے لیے کیے جاتے ہیں۔ مشکلات و مصائب میں وہاں حاضری دی جاتی ہے۔ بلاشبہہ بت پرستی نے اپنے عاملین کے دلوں میں گھر کر لیا ہے اور وہ اس سے غافل بنے بیٹھے ہیں۔ انھوں نے تو تصویر کے حرام ہونے کی علت اور اس کی حرمت کے حوالے سے صریح و صحیح احادیث کو یکسر بھلا دیا ہے۔ ان کی اس بانجھ فکر اور ردی اجتہاد پر بڑا تعجب ہے۔ انھوں نے ایسا معنیٰ گھڑا ہے، جس سے پہلوں کا تصور بھی خالی تھا اور بلاشبہہ ان کا پیش کردہ یہ مفہوم حق کے صریح خلاف اور باطل مفہوم ہے۔

ہمیں تو یوں لگتا ہے کہ یہ اپنے باطل نظریے میں غیروں کی تقلید کرنے

والے اور اپنے اجتہاد و استنباط میں چوری کرنے والے ہیں۔

امام حافظ ابن دقیق العید رحمہ اللہ (المتوفی: ۷۰۲ھ) اس جیسے قول کو حکایت کر کے قوی حجت و دلیل کے ساتھ ان کا رد کرتے ہیں۔ "إحکام الأحکام شرح عمدۃ الأحکام" (۱/ ۳۵۹۔ ۳۶۰) پر انھوں نے یہ بات درج کی ہے، جس کا میں نے خود مطالعہ کیا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أُولَئِكَ إِذَا مَاتَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا، ثُمَّ صَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّورَة، أُولَئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ» [1]

''یہ لوگ ایسے ہیں کہ جب ان میں کوئی نیک آدمی مرتا ہے تو اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے ہیں۔ پھر انھوں نے یہ تصاویر بنائیں، وہ لوگ اللہ کے ہاں سب سے بدتر مخلوق ہیں۔''

اس حدیث کی شرح میں ابن دقیق العید لکھتے ہیں:

''اس حدیث میں دلیل ہے کہ اس کی مثل کام کرنا حرام ہے۔ تصویر کشی اور تصاویر رکھنے سے منع کرنے والے متعدد شرعی دلائل ہیں۔ لہٰذا اس شخص کی بات حق سے بہت بعید ہے جو اسے کراہیت پر محمول کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ''یہ سختی لوگوں کے بت پرستی کو نیا نیا چھوڑنے کی وجہ سے تھی اور اب تو اسلام پھیل گیا ہے اور اس کی جڑیں مضبوط ہیں'' اس کی یہ بات کوئی معنیٰ نہیں رکھتی، یہ وعید غیر معمولی ہے جو تحریم سے کم کا تقاضا نہیں کرتی۔ اس لیے ان لوگوں کی

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٤١٧) صحيح مسلم، رقم الحديث (٥٢٨)

بات قطعی طور پر باطل ہے۔ مصورین کو روزِ قیامت عذاب کی وعید پر مشتمل حدیث میں آیا ہے کہ انھیں کہا جائے گا کہ تم نے جو بنایا ہے، اسے زندہ کرو۔ یہ وعید بھی قولِ باطل کے قائل کے خلاف ہے، ایسے ہی ان مصورین کی یہ قباحت بیان کی گئی ہے کہ وہ ''اللہ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔''

ابن دقیق العید رحمہ اللہ کی آج سے تقریباً ٦٧٠ سال پہلے کہی ہوئی یہ بات موجودہ دور یا پہلے کے ادوار کے ان لوگوں کا صحیح رد پیش کرتی ہے جو نصوصِ قرآن وسنت کو مذاق اور کھیل سمجھتے ہیں۔ پھر ان گمراہ کن مفتیوں اور ان کے جاہل اور فسادی مریدوں کا طرزِ عمل دیکھ کر کس طرح پہلے لوگوں کی طرح نصوصِ احادیث کی تاویل کر کے ان کی تردید کرتے ہیں۔

ان کے گمراہ کن فتوؤں کا ہی نتیجہ ہے کہ ہمارے ممالک بت پرستی کے مظاہر سے بھرے پڑے ہیں۔ مورتیوں کو نصب کیا جاتا ہے اور جن کی طرف انھیں منسوب کیا جائے، متعدد غیر شرعی اقوال وافعال کے ذریعے ان کی تعظیم کی جاتی ہے اور زبانوں پر یہ نعرہ ہوتا ہے کہ ان کی تعظیم تو ہمارا مقصد ہی نہیں۔

پھر وہ بت پرستی وکفر میں مزید آگے بڑھے اور انھوں نے اپنے مکرم لوگوں کی مورتیاں بنا کر کھڑی کر دیں۔ اب یہ مورتیاں تو تصویر میں شامل نہیں، یہ تو مکمل طور پر بت پرستی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ایسی صریح نص کے ساتھ اس سے منع کیا ہے جو تاویل کا احتمال نہیں رکھتی۔

جہالت پر مبنی ان فتاویٰ کا ہی اثر ہے کہ مسلمان عوام کی مسلمان حکومت نے بت پرستی کے آلات تیار کرنے کروانے والوں کے سکول وکالج کھولے اور

انھیں ''خوبصورت ڈیزائنز اور آرٹس کے سکول و کالج'' کا نام دیا جو واضح طور پر فسق و فجور کے مراکز ہیں۔

اس معاملے کے قبیح ہونے کی اتنی بھی دلیل کافی ہے کہ اس سے متاثر نوجوان مرد اور عورتیں عشق و جنون کے ایسے مرض میں مبتلا ہوئے کہ انھیں دین داری، پاکدامنی اور غیرت کا کوئی لحاظ نہ رہا۔ وہ مرد و زن کے اختلاط میں ایسے گم ہوئے کہ فواحشات میں غیروں سے دو قدم آگے نکل گئے، شرم و حیا سے عاری ہوکر بے پردہ و برہنہ ہوکر کھڑے ہونا، بیٹھنا اور لیٹنا مرد و زن کا مشغلہ بن گیا۔ پھر بھی وہ کہتے ہیں کہ یہ ایک فن ہے۔

اللہ کی ان پر لعنت ہو، ان کے اس عمل پر راضی ہونے اور خاموش رہنے والوں پر بھی اللہ کی لعنت ہو۔ إنا لله وإنا إليه راجعون.[1]

❁ فضیلۃ الشیخ صالح الفوزان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تصویر کے حرام ہونے کی دو علتیں ہیں: ایک اللہ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت اور دوسری صاحبِ تصویر کی تعظیم، یہ دونوں علتیں اس قابل ہیں کہ منفرد ہونے کی حالت میں بھی ان پر حکم مرتب ہو اور جب یہ دونوں جمع ہو جائیں تو حکم زیادہ سخت ہوگا۔

اصولیوں کے نزدیک کسی حکم کا ایک سے زائد علتوں کے ساتھ معلل ہونا جائز ہے۔ ابن قدامہ رحمہ اللہ ''الروضة'' میں فرماتے ہیں:

> ''حکم کا دو علتوں سے معلل ہونا جائز ہے۔ اس لیے کہ شرعی علت حکم کا موجب ہوتی ہے۔ چناں چہ کسی ایک چیز پر دو علامتوں کو کھڑا

[1] تعليق الشيخ رحمه الله على مسند الإمام أحمد رحمه الله (١٢/ ١٤٩۔ ١٥١)

کرنا منع نہیں ہے، مثلاً: کسی شخص نے ایک ہی وقت میں شرم گاہ کو چھوا اور پیشاب کیا۔ ان دونوں کاموں کی وجہ سے اس کا وضوٹوٹ جائے گا۔‘‘

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’جو شخص حکمِ واحد کے دوعلتوں کے ساتھ معلل ہونے کا قائل ہے، وہ اس بات پر زور نہ دے کہ جب دونوں علتیں جمع ہوئیں تو ایک علت کے مقابلے میں حکم زیادہ قوی اور مؤکد ہوگا۔‘‘[1]

نیز ’’مختصر التحرير و شرحه‘‘ میں آپ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

’’ایک صورت کو دو یا زیادہ علتوں کے ساتھ معلل کرنا صحیح ہے، مثلاً: کسی عورت سے اس کے خاوند کا حالتِ حیض اور حالتِ احرام اور فرضی روزے کے دوران میں صحبت کرنا حرام ہے۔ اسی طرح کسی شَے کے شرم گاہ سے نکلنے، عقل کے زائل ہونے اور شرم گاہ کو چھونے سے وضو کا ٹوٹنا ہے۔ ان متعدد علتوں سے ہر علت مستقل طور پر حکم کو مرتب کرنے کے قابل ہے، اس لیے کہ علتِ شرعی معرّف کے قائم مقام ہے، جس کے متعدد ہونے میں کوئی رکاوٹ نہیں۔‘‘

اس کے بعد شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے اس مسئلے میں کئی دوسرے اقوال ذکر کیے اور ہماری پیش کردہ بات کی تائید کی کہ ہر علت حکم کا انفرادی طور پر تقاضا کرنے کے قابل ہے، بصورت دیگر دلائل کا جمع ہونا محال تھا۔ اس لیے کہ علتیں دلائل ہوا کرتی ہیں۔

---

[1] مجموع الفتاویٰ.

اس وضاحت کے بعد تصویر کے حرام ہونے کی علت کے حوالے سے علما کے اقوال پیش کیے جاتے ہیں:

۱۔ امام نووی رحمہ اللہ تصویر کے بارے میں فرماتے ہیں:

''تصویر سازی بہر حال حرام ہے، اس لیے کہ اس میں اللہ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت ہے۔''

۲۔ امام شوکانی رحمہ اللہ ''نیل الاوطار'' میں لکھتے ہیں:

''بلاشبہہ تصویر سخت حرام کاموں میں سے ایک ہے، اس لیے کہ اس میں خالق کے فعل کے ساتھ مشابہت ہے۔ اور اس وجہ سے شارع نے ان کے فعل کو ''پیدا کرنے'' اور انھیں ''پیدا کرنے والے'' سے موسوم کیا ہے۔''

۳۔ فضیلۃ الشیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ ''مصورین کے بیان'' میں مذکورہ مسائل میں فرماتے ہیں:

''تصویر کے حرام ہونے کی علت اللہ تعالیٰ کی بے ادبی کرنا ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو میرے پیدا کرنے کی طرح پیدا کرنے جائے۔''

۴۔ الشیخ عبدالرحمٰن بن حسن رحمہ اللہ ''فتح المجید'' میں فرماتے ہیں:

''تصویر کی حرمت کی علت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت بتائی ہے، اس لیے کہ پیدا کرنا اور دیگر اختیارات اسی کے ساتھ خاص ہیں، وہی ہر شئے کا خالق و مالک اور رب ہے۔ اسی نے تمام مخلوقات کی صورتیں بنائیں اور ان میں روح

پھونک کر انھیں زندگانی عطا فرمائی۔''

چناں چہ تصویر بنانے والا جب کسی انسان یا حیوان کی اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ شکل کے مطابق تصویر بناتا ہے تو وہ اللہ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت کرنے والا بن جاتا ہے۔ وہ تصویر اس کے لیے روزِ قیامت عذاب کا باعث بن جاتی ہے، اسے مکلّف ٹھہرایا جائے گا کہ وہ اس میں روح پھونکے، جب کہ وہ ایسا کرنے والا ہے نہیں۔ اسے سب لوگوں سے شدید عذاب ہوگا، کیوں کہ اس کا گناہ دیگر گناہوں سے بڑا ہے۔

ابو الہیاج سے مروی حدیث: ''کسی تصویر کو مٹائے بغیر نہ چھوڑنا'' کے بارے میں شیخ فرماتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ نے اس کام کے لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا تھا اور مقصد اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کی مشابہت سے روکنا تھا۔''

نیز ''قرة عين الموحدين'' میں فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کی کسی مخلوق کی شبیہ بنانا جائز نہیں، کیوں کہ اس میں اللہ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت ہے۔''

۵۔ الشیخ عبدالرحمٰن بن سعدی ''القول السديد'' میں لکھتے ہیں:

''مصورین کا بیان بھی گذشتہ باب کی فروع سے ہے۔ یعنی اقوال و افعال اور نیات میں اللہ کا شریک ٹھہرانا جائز نہیں۔ لفظ ''ند'' مشابہت کرنے والے پر بولتے ہیں، اگرچہ دور کے طریقے پر ہو۔ لہٰذا جاندار اشیا کی تصاویر بنانا اللہ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت، اللہ کی پیدایش پر جھوٹ اور دھوکا دہی کے مترادف ہے۔ اسی لیے

شارع نے اس سے منع کیا ہے۔‘‘

ان اقوال و توضیحات سے واضح ہوتا ہے کہ تصویر کی حرمت کی علت جاہلیت کے نیا نیا ترک کرنے کو بنانا سوائے جھوٹ کے کچھ نہیں۔[1]

تصویر بت پرستی ہے نہ اس کی طرف لے جانے کا ذریعہ:

تصویر کو مباح کہنے والوں کا یہ گمان ہے کہ تصویر بت پرستی ہے نہ اس کی طرف لے جانے کا ذریعہ، کیا یہ درست ہے؟

جواب فضیلۃ الشیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

’’یہ کہنا کہ تصویر بت پرستی کا سبب نہیں بنتی، مردود قول ہے، اس لیے کہ تصویر بت پرستی کے بڑے بڑے وسائل میں سے ایک ہے۔ جیسا قومِ نوح کے ساتھ ہوا۔ جب انھوں نے اپنے نیک لوگوں کی تصاویر بنائیں اور انھیں اپنی مجالس میں نصب کیا تو نتیجہ ان تصویروں کی عبادت پر منتج ہوا، جس طرح سے صحیح بخاری وغیرہ میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں وارد ہوا ہے:

﴿وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا﴾ [نوح: ٢٣]

’’اور انھوں نے کہا: تم ہرگز اپنے معبودوں کو نہ چھوڑو، اور ہرگز نہ چھوڑو تم وَدّ کو اور نہ سُواع کو اور نہ یغُوث اور یعُوق اور نَسر کو۔‘‘[2]

مجوزینِ تصویر کا قرآنِ مجید سے ایک غلط استدلال:

ایک گروہ کا گمان ہے کہ تصویر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی بنا پر جائز ہے:

---

[1] التبصير بتحريم أنواع التصوير (ص: ٣٤٤۔ ٣٤٦)

[2] مجلة البحوث الإسلامية (٢٤/ ١٤٣۔ ١٤٤)

﴿يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ۭ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا﴾ [سبا: ١٣]

''جو وہ (سلیمان) چاہتا وہ (جن) اس کے لیے وہی بنا دیتے، عالی شان عمارتیں اور مجسمے اور حوضوں جیسے (بڑے بڑے) لگن اور ایک ہی جگہ (چولھوں پر) جمی ہوئی دیگیں، اے آلِ داود! شکرانے کے طور پر (نیک) عمل کرو۔''

جواب ابن عطیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''بہت غلط بات ہے۔ کسی اہلِ علم سے میں اس کے جواز کو معلوم نہیں کر سکا۔''[1]

ابن نحاس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ایک قوم نے کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تصویر کی ممانعت اور اسے بنانے والے کے لیے وعید کا ثبوت اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مباح سمجھی جانے والی تصاویر کی اباحت کو منسوخ کر دیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا گیا تو اس وقت تصاویر کی عبادت ہوتی تھی۔ اس لیے ان کا خاتمہ زیادہ مناسب تھا۔''[2]

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''تمھیں معلوم ہے کہ ہماری شریعت میں تصویر بنانے والوں کے

---

[1] المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز (٤/ ٤٠٩) لأبي محمد بن عبدالحق بن عطية الأندلسي (المتوفی: ٥٤٦هـ)

[2] إعراب القرآن (٣/ ٣٣٦) لأبي جعفر أحمد النحاس (المتوفی: ٣٣٨هـ)

لیے سخت وعید وارد ہوئی ہے، اس لیے آیت سے مذکورہ استدلال درست نہیں ہے۔''[1]

تصویر کا اطلاق دراصل مجسمات پر ہوتا ہے:

ان کا گمان کہ تصویر کا اطلاق دراصل مجسمات پر ہوتا ہے، اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

﴿ وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ﴾ [التغابن: ٣]

یعنی اس نے تمھارے جسم بہترین صورت میں بنائے۔

جواب الشیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿ وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ﴾ [التغابن: ٣] کو اس کے معارض قرار دینا جو نصوصِ نبوی کے عموم سے ثابت ہے، بدترین غلطی اور کلمات کو ان کی جگہوں سے بدلنے کی واضح مثال ہے۔

بلاشبہہ عکسی تصویر اگرچہ وہ ہر جانب سے جسم کی مثل نہیں ہوتی، منع کی علت میں مجسم تصویر کی ہم مثل ہے۔ منظر کے اعتبار سے یہ بھی خارج میں ایک صورت کا اظہار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سی عکسی تصاویر صاحبِ تصویر کی ترجمان ہوتی ہیں۔ بعض تصاویر کے بارے میں کہا جاتا ہے: ''فلاں کی یہ تصویر اصل کے ساتھ مطابقت رکھتی ہے۔''

کسی چیز کے الحاق کے لیے یہ ضروری نہیں کہ وہ ہر اعتبار سے ملحق بہ سے برابری رکھتی ہو اور یہ ایک مسلّم و معلوم بات ہے۔ یہ توجیہ تو اس وقت

[1] روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني (١١/ ٢٩٤) از محمود بن عبدالله الحسيني الآلوسي (المتوفیٰ: ١٢٧٠هـ)

ہوگی، جب ان دونوں کی برابری احادیث سے ظاہر نہ ہو، لیکن یہاں تو متعدد اور واضح دلائل موجود ہیں جو مجسم و غیر مجسم تصویر کی حرمت پر دلالت کرتے ہیں۔[1]

ایسی تصاویر حرام ہیں، جن کی تعظیم و تقدیس ہوتی ہو:

ان کا یہ خیال کہ ایسی تصاویر حرام ہیں، جن کی تعظیم و تقدیس ہوتی ہو۔

جواب فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں داخل ہوئے، جب کہ میں نے پارٹیشن کی نیچی دیوار کو تصاویر والے ایک پردے سے ڈھانپ رکھا تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پر نظر پڑی تو چہرہ متغیر ہوگیا، آگے بڑھے اور اسے چاک کر کے فرمایا:

«يَا عَائِشَةُ! أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهُونَ بِخَلْقِ اللّٰهِ»[2]

''اے عائشہ! قیامت کے دن اللہ کے ہاں سب سے سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت کرتے ہیں۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: کہ ہم نے اس کپڑے کو پھاڑ کر اس سے ایک تکیہ بنا لیا۔[3]

ان تصاویر کی نوع کا بیان بھی هشام بن عروه عن أبيه عن عائشه کی سند سے آیا ہے، جس میں سیدہ فرماتی ہیں کہ اس پردے پر پَروں والے گھوڑوں کی تصاویر تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مَیں نے اسے اتارا تھا۔[4]

[1] الدرر السنية (١٥/ ٣٠٢)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦١٠) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٧)

[3] صحيح البخاري، رقم الحديث (١٩٩٩) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٧)

[4] مسلم (٦/ ١٥٨) نسائي (٢/ ٣٠١) مسند أحمد (٦/ ٢٠٨_ ٢٨١)

یہ روایت اس بات کی دلیل ہے کہ تصویر کی حرمت ان تصاویر کے ساتھ خاص نہیں جن کی تعظیم وتوقیر کی جاتی ہے۔ اس لیے کہ پَروں والے گھوڑے ان چیزوں میں شامل نہیں ہیں، جن کی تعظیم ہوتی ہے۔ کیا آپ نے غور نہیں کیا کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو مذکورہ گھوڑوں کی مورتیوں سے کھیلنے کو برقرار رکھا۔[1]

تصویر کو جائز قرار دینے والوں کا ایک غیر ثابت شدہ روایت سے استدلال:

''اخبارِ مکہ'' میں مذکور ازرقی کے درج ذیل قول کو دلیل بناتے ہوئے انھوں نے قابلِ تعظیم لوگوں کی تصاویر کو لٹکانے کو جائز قرار دیا ہے:

''دورِ جاہلیت میں قریش کے خانہ کعبہ کو تعمیر کرنے کا بیان''

نبی اکرم ﷺ نے کعبہ میں موجود تمام تصاویر کو سوائے مریم اور عیسیٰ علیہما السلام کی تصویر کے مٹانے کا حکم دیا ہے۔

جواب الشیخ حمود بن عبداللہ التویجری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ روایت کو ازرقی رحمہ اللہ نے چار سندوں سے بیان کیا ہے جو سب کی سب ضعیف ہیں۔ اس لیے اس سے دھوکا کھایا جائے نہ اس پر اعتماد کیا جائے۔

پہلی سند: مجھے حدیث بیان کی میرے دادا نے، انھوں نے کہا: مجھے حدیث بیان کی مسلم بن خالد الزنجی نے، وہ ابن ابی نجیح سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ انھوں نے کہا: قریش کے کچھ لوگ مسجدِ حرام میں بیٹھے۔ پھر تعمیرِ کعبہ کے حوالے سے لمبی خبر بیان کی اور آخر میں کہا: انھوں نے اس کی چھت کی لکڑیوں پر انبیا، فرشتوں اور درختوں کی تصاویر بنائیں، ابراہیم علیہ السلام کی طرف ایک تصویر منسوب کی جو ایک بزرگ کی تصویر تھی جو تیروں کے ذریعے

[1] غاية المرام في تخريج الحلال والحرام (ص: ٧٧۔ ٧٨)

قسمت معلوم کر رہا تھا۔ عیسیٰ اور سیدہ مریم علیہما السلام کی تصاویر بھی بنائی گئی تھیں۔ پھر جب فتح مکہ کا دن ہوا تو رسول اللہ ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے۔ آپ ﷺ نے فضل بن عباس بن عبدالمطلب کو بھیجا، وہ زمزم کا پانی لائے، پھر آپ ﷺ نے ایک کپڑا گیلا کر کے ان تصاویر کو مٹانے کا حکم دیا تو وہ مٹا دی گئیں۔

راوی کہتا ہے: آپ ﷺ نے اپنی ہتھیلیاں عیسیٰ اور ان کی ماں علیہما السلام کی تصویروں پر رکھیں اور فرمایا: میرے ہاتھوں تلے موجود تصاویر کے علاوہ باقی سب مٹا دو۔ آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھائے تو نیچے عیسیٰ ابن مریم اور ان کی ماں کی تصاویر تھیں۔

دوسری سند: مجھے میرا دادا نے حدیث بیان کی، انھوں نے کہا: مجھے داود بن عبدالرحمٰن نے حدیث بیان کی، انھوں نے کہا: مجھے کسی دربان نے مسافع بن شیبہ بن عثمان سے خبر دی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "اے شیبہ! اس میں موجود ہر تصویر کو مٹا دے، سوائے ان کے جو میرے ہاتھوں تلے ہیں۔" آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھائے تو نیچے عیسیٰ اور مریم علیہما السلام کی تصاویر تھیں۔

تیسری سند: مجھے میرے دادا نے سعید بن سالم سے روایت کیا ہے۔ انھوں نے کہا: ہمیں یزید بن عیاض بن جعدبہ نے ابن شہاب سے حدیث بیان کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ فتح مکہ کے دن خانہ کعبہ میں داخل ہوئے، وہاں فرشتوں وغیرہ کی تصاویر تھیں۔ آپ ﷺ نے ابراہیم علیہ السلام کی تصویر دیکھی تو کہا: "اللہ انھیں ہلاک کرے، انھوں نے ابراہیم علیہ السلام کو قسمت آزمائی کے تیر نکالتے ہوئے بزرگ کی تصویر دی ہے۔" پھر آپ ﷺ نے مریم علیہا السلام کی تصویر دیکھی تو اس پر ہاتھ رکھ لیا اور فرمایا: "مریم علیہا السلام کی تصویر کے علاوہ سب تصاویر مٹا دو۔"

چوتھی سند: مجھے خبر دی محمد بن یحییٰ نے، وہ اپنے نزدیک ایک ثقہ سے بیان

کرتے ہیں، وہ ثقہ ابن اسحاق سے اور وہ حکیم بن عباد بن حنیف وغیرہ اہلِ علم سے بیان کرتے ہیں کہ قریش نے کعبہ میں کچھ تصاویر بنائیں، جن میں عیسیٰ بن مریم اور ان کی ماں علیہا السلام کی تصویر بھی شامل تھی۔ ابن شہاب بیان کرتے ہیں کہ غسان کی ایک عورت اسماء بنت شقران نے عربی حاجیوں کے ساتھ حج کیا، جب اس نے کعبہ میں مریم علیہا السلام کی تصویر دیکھی تو کہنے لگی: میرے ماں باپ تجھ پر قربان تو تو عربی عورت ہے، چناں چہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عیسیٰ اور مریم علیہما السلام کی تصاویر کے علاوہ سب کو مٹانے کا حکم دیا تھا۔

یہ خبریں کئی وجوہات سے مردود ہیں، جن میں سے پہلی وجہ ان کی سندوں کا ضعف ہے۔

پہلی خبر: منقطع ہے، اس لیے کہ ابو نجیح نے جاہلیت کا زمانہ پایا ہے نہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ اس نے تو صحابہ کے دور کا آخری وقت پایا ہے۔ منقطع روایت سے کوئی بات ثابت نہیں ہوتی۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس کی سند میں مسلم بن خالد الزنجی ہے، جسے ابو معین نے ثقہ اور ابو داود نے ضعیف کہا ہے۔ امام ابو حاتم نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ ''یہ فقہ کا ایک امام معروف ہے، البتہ منکر اور غیر قوی ہے، اس کی حدیث لکھی جاتی ہے، لیکن دلیل نہیں بنائی جاتی۔'' امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ یہ قوی نہیں ہے اور یہ ان میں شامل ہے جن کا وجود خبر کو کمزور سے کمزور تر کر دیتا ہے۔

دوسری خبر: دو باتوں کی وجہ سے پہلی سے بڑھ کر ضعیف ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ مرسل ہے جو کہ دلیل نہیں ہوتی۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اس کی سند میں ایک مجہول شخص ہے جس کا وجود کسی چیز کا ثبوت فراہم نہیں کرتا۔ امام

بخاری رحمہ اللہ نے ''التاریخ الکبیر'' میں باطل زیادتی کا تذکرہ کیے بغیر اسے ذکر کیا ہے، جس کے مطابق مسافع بن عبداللہ، شیبہ بن عثمان سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے شیبہ! بیت اللہ میں موجود ہر تصویر کو مٹا دو۔''

تیسری خبر: یہ بھی ماقبل سے دو باتوں کی وجہ سے زیادہ ضعیف ہے: پہلی وجہ اس کے مرسل ہونے کی ہے اور دوسری وجہ اس کی سند میں یزید بن عیاض بن جعدبہ کا وجود ہے۔ امام ذہبی ''المیزان'' میں لکھتے ہیں: ''بخاری وغیرہ نے اسے منکر الحدیث کہا ہے۔'' یحییٰ کا کہنا ہے کہ ''وہ ثقہ نہیں تھا۔'' اور علی نے کہا: ''وہ ضعیف ہے اور مالک نے اسے متہم بالکذب کہا ہے۔'' نسائی وغیرہ نے متروک اور دارقطنی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ عباس عن یحییٰ کی روایت کے مطابق وہ غیر ثقہ اور ضعیف ہے۔ یزید بن ہیثم ابن معین سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: وہ جھوٹ بولتا تھا۔ اور احمد بن ابو مریم ابن معین سے بیان کرتے ہیں کہ وہ کچھ نہیں تھا، اس کی حدیث لکھنے کے قابل نہیں ہے۔

چوتھی خبر: دو باتوں کی وجہ سے انتہائی ضعیف ہے: ایک تو وہ منقطع ہے اور دوسرا یہ کہ اس میں ایک راوی مجہول ہے۔ لہٰذا اس طرح کی روایت سے کوئی چیز ثابت نہیں ہوتی۔

ان خبروں کے مردود ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو کعبہ میں موجود تمام تصاویر مٹانے کا حکم دیا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں داخل ہوئے تو وہاں کوئی تصویر نہیں تھی۔

امام احمد رحمہ اللہ اپنی سند سے فرماتے ہیں کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت

ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے دن بطحاء نامی جگہ سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو حکم دے کر کعبہ بھیجا کہ اس میں موجود ہر تصویر کو مٹا دو اور آپ ﷺ کے بیت اللہ میں داخل ہونے سے پہلے اس حکم کی تعمیل ہوگئی اور وہاں موجود ہر تصویر مٹا دی گئی۔ (اس کی سند شیخین کی شرط پر صحیح ہے)

امام احمد رحمہ اللہ نے اس روایت کو دو سندوں سے نقل کیا ہے، جن میں سے ایک صحیح اور دوسری حسن ہے اور اسے ابو داود نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے اور بیہقی نے حسن سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔

مسند احمد ہی کی ایک روایت ہے کہ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے گھر میں تصاویر رکھنے سے منع کیا ہے اور آپ ﷺ نے ان کی بناوٹ سے بھی منع کیا ہے۔

ان دونوں احادیث میں ماقبل مذکور چاروں خبروں کی تردید ہے۔ اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے کعبہ کی تمام تصاویر کو مٹانے کا حکم دیا ہے اور کسی تصویر کو مستثنیٰ نہیں کیا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس بات کا مکمل رد ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سیدہ مریم علیہا السلام اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی تصویروں پر ہاتھ رکھا ہو اور انھیں باقی رکھ کر دوسری تصویروں کو مٹانے کا حکم دیا ہو۔

آپ ﷺ نے تو بطحاء میں ٹھہرے ہوئے سیدنا عمر کو تصویریں مٹانے کا حکم دیا اور آپ کے بیت اللہ پہنچنے سے پہلے تمام تصاویر مٹا دی گئی تھیں۔ ایسے ہی اس روایت سے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو بھیجنے اور زمزم کا پانی لانے کی بھی تردید ہوتی ہے۔

ان خبروں کے مردود ہونے کی تیسری وجہ وہ ہے جسے زرقانی نے

''المواہب'' میں ذکر کیا ہے۔ واقدی کی بیان کردہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی تصویر چھوڑ دی تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں داخل ہو کر اسے دیکھا تو فرمایا: اے عمر! کیا میں نے تجھے حکم نہیں دیا تھا کہ کوئی تصویر باقی نہیں چھوڑنی۔ اللہ ان مصورین کو ہلاک کرے، انھوں نے ابراہیم علیہ السلام کو تیروں کے ساتھ قسمت معلوم کرنے والا بزرگ ظاہر کیا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مریم علیہا السلام کی تصویر دیکھی تو فرمایا:

«اُمْحُوْا مَا فِیْهَا مِنَ الصُّوَرِ، قَاتَلَ اللّٰهُ قَوْمًا یُصَوِّرُوْنَ مَا لَا یَخْلُقُوْنَ» [1]

''یہاں موجود ہر تصویر ختم کر دو۔ اللہ ایسے لوگوں کو ہلاک کرے جو ان چیزوں کی تصاویر بناتے ہیں، جن کے وہ خالق نہیں ہیں۔''

یہ روایت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کعبہ میں دیکھی جانے والی تمام تصاویر کے انکار میں صریح ہے۔ ان میں سیدہ مریم علیہا السلام کی تصویر بھی شامل تھی۔

اس انکار میں آپ کے سختی کرنے کے معاملے میں تین امور قابلِ غور ہیں:

۱۔ پہلا یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا انکار کیا تھا، جب انھوں نے بعض تصویریں مٹائے بغیر چھوڑ دی تھیں۔

۲۔ دوسرا امر یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر استثنا کے تمام تصویریں مٹانے کا حکم دیا تھا۔

۳۔ اور تیسرا امر یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصورین کے لیے بد دعا کی تھی۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ «قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ» کے مفہوم میں کچھ اقوال ہیں:

---

[1] مسند الطیالسی (۱/ ۸۷) السلسلة الصحیحة، رقم الحدیث (۹۹۶)

۱۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ ان پر لعنت کرے، یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے اور امام بخاری نے اسے پسند کیا ہے۔

۲۔ اس کا مفہوم ''اللہ انھیں قتل کرے'' ہے، یہ ابن جریج رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۳۔ تیسرا قول: اس کا مفہوم باہمی قتال کا تحقق نہیں، بلکہ یہ تعجب کے معنیٰ میں ہے۔ اسے امام بغوی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔

امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''طرفین سے اس کا ہونا صحیح ہے۔ مفہوم یہ ہوگا کہ ایسا شخص بزعمِ خود اللہ سے لڑائی کے درپے ہوگا اور جو اللہ سے لڑے وہ مقتول ہے اور جو اس پر غلبہ چاہے وہ مغلوب ہے۔''

۴۔ ان خبروں کے مردود ہونے کی چوتھی وجہ یہ ہے کہ تصویر بنانا اور اسے محفوظ رکھنا بڑی برائیوں سے ہے اور برائی کو حسبِ طاقت روکنا واجب ہے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

«مَن رَأى مِنكُمْ مُنكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ»[1]

''جو شخص تم میں سے کوئی برائی دیکھے، وہ اسے اپنے ہاتھ سے روکے، پھر اگر وہ طاقت نہیں رکھتا تو زبان سے روکے، پھر اگر وہ طاقت نہیں رکھتا تو اسے دل سے برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔''

اور تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرمتوں کی پامالی کے معاملے میں سخت غیرت کھانے والے تھے، ایسے ہی برائیوں کو روکنے کے معاملے میں بھی آپ سے

[1] مسند أحمد (۲۲/ ۲٦۸) أبو داود الطيالسي (٦/ ۲٥۰) مسلم اور اہلِ سنن نے اسے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔

بڑھ کر کوئی نہ تھا۔ تو ایسا ناممکن ہے کہ آپ ﷺ برائی کو روکنے پر قادر بھی ہوں اور اس سے نہ روکیں۔ چہ جائیکہ اسے باقی رکھنے کا حکم دیں اور جس نے گمان کیا کہ نبی اکرم ﷺ نے کعبہ کی کسی تصویر کو باقی رکھنے کا حکم دیا ہے یا اسے مٹانے سے منع کیا ہے، یقیناً ایسے شخص نے آپ ﷺ کے متعلق بدگمانی کی ہے۔

۵۔ ان خبروں کے مردود ہونے کی پانچویں وجہ یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے تصویر سے منع کیا ہے، جس طرح مسند احمد اور ترمذی میں مروی ہے۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الصُّوَرِ فِيْ الْبَيْتِ، وَنَهَى الرَّجُلَ أَنْ يَّصْنَعَ ذٰلِكَ»[1]

''رسول اللہ ﷺ نے گھر میں تصویروں سے منع کیا اور آپ ﷺ نے ان کے بنانے سے بھی منع فرمایا۔'' (امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے)

امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں اور امام بخاری نے اپنی تاریخ میں جید اسناد کے ساتھ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ''رسول اللہ ﷺ نے تصاویر سے منع کیا ہے۔'' اب رسول اللہ ﷺ ایسے تو نہیں تھے کہ تصویر سے منع کر دینے کے بعد بعض تصاویر کو باقی رکھتے یا باقی رکھنے کا حکم دیتے، یہ تو سب سے بڑا جھوٹ ہے۔

٦۔ ان خبروں کے مردود ہونے کی چھٹی وجہ یہ ہے کہ بلاشبہہ رسول اللہ ﷺ جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس داخل ہوئے تو تصاویر والا پردہ دیکھ کر اسے

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث (١٧٤٩) مسند أحمد (٣/ ٣٣٥) السلسلة الصحيحة، رقم الحديث (٤٢٤)

چاک کر دیا اور آپ ﷺ کا چہرہ متغیر ہوگیا۔ اس موقع پر آپ ﷺ نے سیدہ عائشہ سے کہا:

«أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهُونَ بِخَلْقِ اللّٰهِ»[1]

''لوگوں میں سخت ترین عذاب کا شکار قیامت کے دن وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت کرتے ہیں۔''

نسائی کی روایت میں تصویروں والا دوپٹا اور ابن ماجہ کی روایت میں تصویروں والا پردہ کے الفاظ ہیں اور مسلم کی روایت میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ فرمان بھی منقول ہے کہ میں نے اسے کاٹ کر اس سے دو تکیے بنا لیے۔

اب غور طلب بات یہ ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں لگے پردے کو تصویروں کی وجہ سے چاک کر دیا تھا تو آپ ﷺ کے متعلق یہ گمان کیسے صحیح ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے گھر میں تصاویر کو برقرار رکھیں اور انھیں باقی رکھنے کا حکم دیں؟

۷۔ ساتویں وجہ: بلاشبہہ نبی اکرم ﷺ نے تصویریں بنانے والوں پر لعنت کی ہے، ان کے سب لوگوں سے شدید عذاب کا حق دار ہونے کی خبر دی ہے۔ جس طرح سے مسند احمد اور سنن ابی داود میں مروی ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مصورین پر لعنت کی ہے اور بخاری و مسلم میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَّوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهُونَ بِخَلْقِ اللّٰهِ»[2]

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦١٠) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٧)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٦١٠) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٧)

”لوگوں میں سخت ترین عذاب کا شکار قیامت کے دن وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت کرتے ہیں۔“

اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

«كُلُّ مُصَوِّرٍ فِيْ النَّارِ يُجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُورَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسًا فَتُعَذِّبُهُ فِيْ جَهَنَّمَ»[1]

”ہر مصور آگ میں ہے، اس کے لیے ہر تصویر کے بدلے ایک نفس ہوگا جو جہنم میں اسے عذاب دے گا۔“

تصویر بنانے والوں کے لیے شدید وعید پر مبنی بہت سی احادیث ہیں، جنھیں میں نے ”إعلان النكير على المفتونين بالتصوير“ میں ذکر کیا ہے، اس کی طرف رجوع کیا جائے۔

اب بات یہ ہے کہ کوئی طالبِ علم جب مصورین کے لعنتی ہونے اور ان کے بارے میں سخت وعید کے وارد ہونے پر غور کرے گا تو ازرقی کی پیش کردہ چاروں روایات، جن کا شروع میں ذکر ہوا، کے جھوٹا ہونے میں کوئی شک نہیں کرے گا۔ اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل میں کوئی تضاد نہیں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس برائی کو ہرگز برقرار رکھنے والے نہیں تھے جو ایک بڑا ظلم اور کبیرہ گناہ ہے۔

۸۔ آٹھویں وجہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد احادیث سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو۔ امام احمد، بخاری اور نسائی رحمہم اللہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (۲۱۱۲) صحيح مسلم، رقم الحديث (۲۱۱۰)

نبی کریم ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے، وہاں ابراہیم اور مریم علیہما السلام کی تصویریں دیکھیں تو فرمایا:

«أَمَا لَهُمْ، فَقَدْ سَمِعُوا أَنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ، هَذَا إِبْرَاهِيمُ مُصَوَّرٌ فَمَا لَهُ يَسْتَقْسِمُ» [1]

''ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے، جب کہ انھوں نے سن رکھا ہے کہ فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس میں تصویر ہو۔ یہ ابراہیم علیہ السلام کی تصویر ہے، جب کہ قسمت کے تیروں سے ان کا کوئی واسطہ نہیں تھا۔''

اب یہ حدیث بھی نبی اکرم ﷺ کے ابراہیم اور مریم علیہما السلام کی تصاویر کے انکار میں صریح ہے، جب آپ ﷺ نے انھیں کعبہ میں دیکھا تھا۔ اس سے ان لوگوں کی تردید ہوتی ہے جو گمان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی ماں علیہا السلام کی تصویروں پر ہاتھ رکھ لیے تھے اور انھیں باقی رکھ کر بقیہ کو مٹانے کا حکم دیا تھا۔ جب فرشتے تصویر والے گھر میں داخل نہیں ہوتے تو یہ گمان کس طرح حق ہوسکتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اللہ کے اس گھر میں سیدہ مریم اور سیدنا عیسیٰ علیہما السلام کی تصویروں کو قائم رکھا جو حرمت و عظمت میں سب گھروں سے اعلیٰ ہے۔ ایسا کہنا سب سے بڑی بدگمانی اور سب سے بڑا جھوٹ ہے۔

۹۔ نویں وجہ: ابو داود الطیالسی نے اپنی مسند میں جید سند کے ساتھ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے پاس خانہ کعبہ میں داخل ہوا، وہاں آپ ﷺ نے کچھ تصویریں دیکھیں تو پانی کا ڈول لانے کا حکم دیا، میں آپ ﷺ کے پاس پانی لایا تو آپ ﷺ

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٣١٧٣)

نے انھیں مٹانا شروع کیا اور فرمایا:

«قَاتَلَ اللّٰهُ قَوْمًا يُّصَوِّرُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُوْنَ»[1]

''اللہ ایسے لوگوں کو ہلاک کرے جو ایسی چیزوں کی تصاویر بناتے ہیں، جن کے وہ خالق نہیں ہیں۔''

یہ حدیث بھی صریح ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے کعبے میں بنی تصاویر کو منکر قرار دیا اور کسی تصویر کو مستثنیٰ نہیں کیا۔ نیز اس میں آپ ﷺ کے تصویروں پر ہاتھ رکھنے اور مریم و عیسیٰ علیہما السلام کی تصویروں کے علاوہ باقی کو مٹانے کی بھی تردید ہوتی ہے۔

۱۰۔ ازرقی کی پیش کردہ چار روایات کے باطل ہونے کی دسویں وجہ ابن ماجہ کی صحیح سند کے ساتھ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی وہ روایت ہے جس میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«صَنَعْتُ طَعَامًا فَدَعَوْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ فَرَأَى فِي الْبَيْتِ تَصَاوِيرَ فَرَجَعَ»[2]

''میں نے کھانا تیار کر کے رسول اللہ ﷺ کو کھانے کی دعوت دی، آپ ﷺ آئے اور گھر میں تصاویر دیکھ کر واپس چلے گئے۔''

اسے نسائی نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے:

«صَنَعْتُ طَعَامًا فَدَعَوْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَجَاءَ فَدَخَلَ فَرَأَى سِتْرًا فِيهِ تَصَاوِيرُ فَخَرَجَ وَقَالَ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ تَصَاوِيرُ»[3]

---

[1] مسند الطيالسي (١/ ٨٧) السلسلة الصحيحة، رقم الحديث (٩٩٦)

[2] سنن ابن ماجه، رقم الحديث (٣٣٥٩)

[3] سنن النسائي، رقم الحديث (٥٣٥١) سنن النسائي الكبرىٰ (٥/ ٥٠٠)

''میں نے کھانا تیار کیا، نبی اکرم ﷺ کو دعوت دی، آپ ﷺ آئے، گھر میں داخل ہوئے تو تصاویر والے ایک پردے پر نظر پڑی تو واپس چلے گئے اور فرمایا: فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس میں تصاویر ہوں۔''

اب غور طلب بات یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ جب سیدہ فاطمہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہما کے گھر سے پردے پر بنی ہوئی تصاویر کی وجہ سے نکل گئے اور دعوت کو ٹھکرا دیا تو کیسے آپ کے متعلق یہ گمان صحیح ہوسکتا ہے کہ آپ ﷺ نے کعبے میں کوئی تصویر چھوڑی ہو۔ بلاشبہہ یہ گمان آپ ﷺ پر جھوٹ ہے۔

۱۱۔ گیارھویں وجہ: وہ حدیث ہے جسے امام احمد، مسلم اور ابن ماجہ رحمہم اللہ کے علاوہ بقیہ اہلِ سنن نے ابو الہیاج اسدی سے روایت کیا ہے، انھوں نے کہا: مجھے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں تجھے اس کام پر نہ بھیجوں جس پر مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا (وہ کام یہ ہے کہ):

«أَنْ لَّا تَدَعَ صُورَةً إِلَّا طَمَسْتَهَا، وَلَا قَبْراً مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَه»[1]

''تم کسی تصویر کو مٹائے بغیر اور کسی بلند قبر کو برابر کیے بغیر نہ چھوڑنا۔''

اور یہ صحیح حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ تصاویر جہاں اور جس چیز پر ملیں، انھیں مٹانا واجب ہے۔ اس حدیث میں تو ایسے لوگوں کے رد کی انتہا ہے جو یہ گمان کیے بیٹھے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مریم و عیسیٰ علیہما السلام کی تصاویر پر ہاتھ رکھے اور ان کے سوا بقیہ تصاویر مٹانے کا حکم دیا۔

رہی وہ روایت جسے ازرقی رحمہ اللہ نے اپنے دادا سے بیان کیا ہے اور انھیں

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٩٦٩)

داود بن عبدالرحمٰن نے ابن جریج سے روایت کیا ہے۔ ابن جریج نے کہا: سلیمان بن موسیٰ شامی نے میری موجودگی میں عطاء بن ابی رباح سے سوال کیا: کیا تم نے بیت اللہ میں مریم و عیسیٰ علیہما السلام کی تصاویر دیکھی ہیں؟ عطاء نے کہا: ہاں! میں نے وہاں سیدہ مریم علیہا السلام کی ملمع و مزین تصویر دیکھی اور ان کی گود میں عیسیٰ علیہ السلام کی مزین تصویر تھی۔

مزید کہا کہ بیت اللہ کے ان دنوں چھے ستون تھے اور عیسیٰ و مریم علیہما السلام کی تصویر دروازے کے قریب والے ستون پر تھی۔ ابن جریج نے عطاء سے پوچھا: وہ مٹ کیسے گئیں؟ تو عطاء نے جواب دیا: ابن زبیر کے زمانے میں لگنے والی آگ نے انھیں مٹا دیا تھا۔ ابن جریج نے پوچھا: کیا یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں تھیں؟ تو انھوں نے جواب دیا: مجھے معلوم نہیں، البتہ میرا گمان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں یہ موجود تھیں۔

سلیمان نے عطاء سے پوچھا: بیت اللہ میں بنی صورتوں کے بارے میں بتاؤ انھیں کس نے مٹایا تھا؟ انھوں نے کہا: میں نہیں جانتا، لیکن ان میں سے دو صورتیں قائم تھیں جن پر مٹنے کا کچھ اثر تھا۔ ابن جریج فرماتے ہیں کہ پھر کچھ عرصہ بعد عطاء سے میری ملاقات ہوئی تو اس نے میرے لیے چھے خط کھینچے جو چھے ستون ظاہر کر رہے تھے۔ پھر کہا: عیسیٰ اور ان کی ماں علیہما السلام کی تصاویر ان تین ستونوں میں سے درمیانے پر تھیں جو دروازے کے قریب بنتے ہیں۔

پھر ازرقی نے کہا: مجھے میرے دادا نے بتایا، انھوں نے کہا: ہمیں حدیث بیان کی داود بن عبدالرحمٰن نے، وہ عمرو بن دینار سے روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا: میں نے کعبے کو گرائے جانے سے پہلے اسے اندر سے دیکھا، اس میں

عیسیٰ بن مریم اوران کی ماں علیہما السلام کی تصویر تھی۔

اس کا جواب یوں دیا جائے گا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بلا امتیاز خانہ کعبہ کی تمام تصاویر مٹانے کا حکم دیا۔ ایسے ہی سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی بیان کردہ روایت کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ میں ابراہیم اور مریم علیہما السلام کی تصاویر دیکھیں اور ان کا انکار کرتے ہوئے فرمایا:

«أَمَا لَهُمْ، فَقَدْ سَمِعُوا أَنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ، هَذَا إِبْرَاهِيمُ مُصَوَّرٌ فَمَا لَهُ يَسْتَقْسِمُ»[1]

”ان لوگوں کو کیا ہوگیا ہے، جب کہ انھوں نے سن رکھا ہے کہ فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس میں تصویر ہو۔ یہ ابراہیم علیہ السلام کی تصویر ہے، جب کہ قسمت کے تیروں سے ان کا کوئی واسطہ نہیں تھا۔“

یہ تینوں احادیث بالتفصیل قریب ہی گزری ہیں۔

امام واقدی کی پیش کردہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت بھی اس کی تردید میں پیش کی جا سکتی ہے جو چند صفحے پہلے تیسری وجہ کے بیان میں گزر چکی ہے۔

ازرقی کی اس روایت سے تو معلوم ہوتا ہے کہ سیدہ مریم اور ان کے بیٹے عیسیٰ علیہما السلام کی تصویر خانہ کعبہ کے ستون میں کرید کر بنائی گئی تھی، پانی کے ساتھ اس کا ازالہ ممکن نہ تھا، پھر ابن زبیر رضی اللہ عنہما کے دور میں آگ سے جل کر وہ معدوم ہوئی اور اس بات کا بھی امکان ہے کہ کسی پکے رنگ سے بنائی گئی ہو، جو پانی سے زائل نہ ہوتا ہو یا اس کی بعض رنگت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ڈالے گئے پانی

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٣١٧٣)

کے ساتھ زائل ہوئی ہو اور کچھ رہ گئی ہو جس سے تصویر کا اندازہ ہوتا ہو۔

مذکورہ روایت میں عطاء نے خانہ کعبہ میں دو ایسی تصاویر دیکھنے کا ذکر کیا ہے جو کچھ مٹی ہوئی تھیں۔ ہوسکتا ہے کہ مریم و عیسیٰ علیہما السلام کی تصاویر اسی طرح کی ہوں۔

یہاں یہ بھی احتمال ہے کہ ان تصاویر پر کوئی ایسی چیز گرد وغیرہ چڑھ گئی ہو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ انھیں نہ دیکھ سکے ہوں اور اس چیز کے زائل ہونے کے بعد عطاء اور عمرو بن دینار نے اسے دیکھ لیا ہو۔

یہ بھی احتمال ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے ادوار کے بعد کسی عیسائی نے انھیں وضع کر لیا ہو، بالخصوص یزید بن معاویہ کے دور میں ہونے والے فتنے کے دوران، اس دوران میں بعض عیسائیوں نے اسلام کا لبادہ اوڑھا تھا، تاکہ مکہ اور خانہ کعبہ میں داخلے سے انھیں روکا نہ جائے۔ پھر انھوں نے وہاں یہ تصاویر بنا ڈالیں، تاکہ مسلمان اس فتنے میں پڑ جائیں اور لوگوں میں یہ مشہور کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں باقی رکھنے کا حکم دیا تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ ان عیسائیوں کا کام ہو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے دور کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔ واللہ أعلم.

یہ تمام احتمالات و امکانات اس روایت کو صحیح ماننے پر ہیں۔ البتہ دیگر صحیح و مستند روایات کے معارض ہونے کی وجہ سے اسے شاذ کا حکم دینا ہی بہتر ہے، اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کے بعد خانہ کعبہ میں مریم و عیسیٰ علیہما السلام کی تصاویر کا باقی رہنا اس امر کی دلیل نہیں بنتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں برقرار رکھا ہو، کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز کسی برائی کو قائم رکھنے والے اور اس پر راضی رہنے والے نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف کی ترجمانی کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ اَلَّذِیۡنَ یَتَّبِعُوۡنَ الرَّسُوۡلَ النَّبِیَّ الۡاُمِّیَّ الَّذِیۡ یَجِدُوۡنَہٗ مَکۡتُوۡبًا عِنۡدَہُمۡ فِی التَّوۡرٰىۃِ وَ الۡاِنۡجِیۡلِ ۫ یَاۡمُرُہُمۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ یَنۡہٰہُمۡ عَنِ الۡمُنۡکَرِ ﴾ [الأعراف: ١٥٧]

’’(یعنی) وہ لوگ جو اس رسول اُمی نبی (محمد ﷺ) کی پیروی کرتے ہیں جس کا ذکر وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا پاتے ہیں، وہ انھیں اچھے کاموں کا حکم دیتا ہے اور انھیں برے کاموں سے روکتا ہے۔‘‘

اس ساری بحث کا مقصود یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں اس بات کا گمان کرنا قطعاً جائز نہیں کہ آپ ﷺ نے کسی تصویر کو باقی رکھا ہے یا اسے باقی رکھنے کا حکم دیا ہے۔

اور جس نے یہ گمان کیا، اس نے نبی کریم ﷺ پر ایسا گمان کیا جو آپ ﷺ کی شان کے لائق نہیں۔ واللّٰہ أعلم. وصلی اللّٰہ علیٰ نبینا محمد، وآلہ وصحبہ وسلم.[1]

رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان «إلّا رقمًا في ثوبٍ» کی دلیل:

تصویر کو مباح قرار دینے والے رسول اللہ ﷺ کے فرمان: «إلّا رقماً في ثوب» کو بھی دلیل بناتے ہیں۔

❀ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان: «إلّا رقماً في ثوب» ’’سوائے ان تصاویر کے جو کپڑے میں منقش ہوں‘‘ کو بعض لوگوں نے تصویر کے مطلقاً جائز ہونے کی دلیل بنایا ہے، جس کے جواب میں ہمارا اور جمہور اہلِ علم کا موقف یہ ہے کہ اس سے بے جان چیزوں اور

[1] مجلة البحوث الإسلامية (٥/ ٢٧١۔ ٢٧٨) موضوع: ’’اخبارِ مکہ سے ایک باطل خبر کی نشان دہی‘‘

درختوں وغیرہ کی تصاویر مراد ہیں، جن کے جواز کی وضاحت گذشتہ صفحات میں ہو چکی ہے۔[1]

❀ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس بارے میں فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ یہ منع سے پہلے کی ہو، جیسا کہ اس پر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی وہ حدیث دلالت کرتی ہے، جسے اصحابِ سنن نے روایت کیا ہے اور ترمذی و ابن حبان نے صحیح قرار دیا ہے اور وہ اس سے سیاق میں مکمل ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں:

«أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ: أَتَيْتُكَ الْبَارِحَةَ فَلَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَكُونَ دَخَلْتُ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ عَلَى الْبَابِ تَمَاثِيلُ، وَكَانَ فِي الْبَيْتِ قِرَامُ سِتْرٍ فِيهِ تَمَاثِيلُ، وَكَانَ فِي الْبَيْتِ كَلْبٌ، فَمُرْ بِرَأْسِ التِّمْثَالِ الَّذِي فِي الْبَيْتِ يُقْطَعُ، فَيَصِيرُ كَهَيْئَةِ الشَّجَرَةِ، وَمُرْ بِالسِّتْرِ فَلْيُقْطَعْ، فَلْيُجْعَلْ مِنْهُ وِسَادَتَانِ مَنْبُوذَتَانِ تُوطَآنِ، وَمُرْ بِالْكَلْبِ فَلْيُخْرَجْ»[2]

''جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا: میں گذشتہ رات آپ کی طرف آیا تھا، لیکن مجھے داخل ہونے سے دروازے پر بنی تصاویر نے روک دیا تھا اور گھر میں ایک پردہ جس پر تصاویر ہیں اور گھر میں ایک کتا ہے۔ پس آپ حکم دیں کہ دروازے پر بنی تصاویر کے سر ختم کر کے انھیں درخت کی مانند کر دیا جائے، پردے کے متعلق حکم دیں کہ اسے پھاڑ کر دو تکیے بنا لیے جائیں جو پاؤں تلے روندے

[1] شرح صحیح مسلم (١٤/ ٨٥۔ ٨٦)
[2] سنن أبي داود، رقم الحديث (٤١٥٨) سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٨٠٦) صحيح ابن حبان (١٣/ ١٦٥)

جاتے ہیں اور کتے کو نکال دینے کا حکم دے دیں"، نبی کریم ﷺ نے یہ تینوں حکم جاری فرما دیے۔

❁ فضیلۃ الشیخ محمد بن ابراہیم آل الشیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تصویر کی حرمت کے مخالف شخص کا «إلا رقماً في ثوب» حدیث کو دلیل بنانا ائمہ اور سلف صالحین کے پیش کردہ دلائل کی مخالفت اور محکم پر متشابہ کو مقدم کرنا ہے، اس لیے کہ کپڑے میں مرقوم تصویر کو مستثنیٰ کرنے سے وہ تصویر مراد ہے جو ذی روح کے علاوہ کی ہو، مثلاً: درخت وغیرہ کی تصویر، جیسا کہ امام ابو زکریا النووی رحمہ اللہ وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔

اور لفظ میں جب کئی معانی کا احتمال ہو تو مشکل معنی پر اسے محمول کرنا متعین نہیں ہوگا، بلکہ مناسب ہے کہ اسے ان صریح احادیث کے موافق معنی پر محمول کیا جائے جو تاویل کے احتمال کے بغیر تصویر کی حرمت کی دلیل ہیں۔ اور اگر «إلا رقماً في ثوب» حدیث کو اس کے ظاہر پر محمول کریں تو محض کپڑے میں اس کا جواز فراہم ہوگا، جو ہر شے میں جواز کا تقاضا نہیں کرتا۔ اور یہ بھی یقینی ہے کہ کپڑے میں بنی تصویر یا تو تذلیل کا شکار ہوتی ہے یا کم از کم تذلیل و تحقیر کی منتظر رہتی ہے۔

اسی وجہ سے بعض اہلِ علم اس بات کی طرف گئے ہیں کہ ایسے بچھونے بچھانے میں کوئی حرج نہیں جن میں تصاویر ہوں اور انھوں نے دلیل کے طور پر اصحابِ سنن کی بیان کردہ یہ حدیث پیش کی ہے:

"کپڑے کے متعلق حکم دیں کہ اس سے دو تکیے بنا لیے جائیں، جنھیں نیچے پھینک کر روندا جاتا ہو۔"

اس لیے کہ تصویر کا روندا جانا اور اس کی تذلیل و تحقیر مصورین کے اصلی مقصد کے منافی ہے جو کہ صاحبِ تصویر کی تعظیم اور اس کے حق میں ایسا غلو ہے جو شرک تک پہنچانے والا ہے۔ اسی وجہ سے اور دوسری وجہ سے، یعنی اللہ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت کی بنا پر مصورین کے حق میں سخت وعید وارد ہوئی ہے۔

رہی بات اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿ وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ﴾ [التغابن: ۳] کو نصوصِ حدیث کے عموم کے ساتھ معارض قرار دینے کی تو ایسا کرنا بہت قبیح غلطی اور کلمات کو ان کی جگہوں سے ہٹانے کی ایک بڑی مثال ہے۔ کیمرے کی تصویر اگرچہ ہر اعتبار سے مجسم کے ساتھ مساوی نہیں، لیکن منع کی علت میں اس سے کچھ کم بھی نہیں۔

یہی وجہ ہے کہ فوٹو صاحبِ فوٹو کی حکایت و ترجمانی کا ذریعہ ہے۔ جب کہا جاتا ہے کہ فلاں کی یہ فوٹو اس کی اصل کے عین مطابق ہے۔ یاد رہے کہ الحاق کے لیے ملحق بہ کے ساتھ ہر اعتبار سے مساوی ہونا ضروری نہیں۔ چنانچہ ثابت ہوا کہ مجسم و غیر مجسم تصویر کے ممنوع و حرام ہونے میں کوئی فرق نہیں۔[1]

❀ فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ابو طلحہ اور سہل بن حنیف رضی اللہ عنہما سے مروی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

''سوائے اس تصویر کے جو کپڑے میں منقش ہے۔''

یہ استثناء فرشتوں کے دخول سے ہے تصویر سے نہیں۔ اور یہ چیز سیاقِ حدیث سے واضح ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب کپڑے یا اس جیسی چیز میں تصویر ہوگی تو اسے بچھا کر استعمال کرنے سے اس کی تذلیل و تحقیر ہوگی، جس طرح

---

[1] مجموع فتاویٰ ابن إبراهيم (۱/ ۱۸۳۔ ۱۸۸)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے تصویر والے پردے سے دو تکیے بنا لیے تھے۔ اور جبریل علیہ السلام نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ دروازے پر بنی تصاویر کو مٹا کر درخت کی مانند بنا لیں اور پردے کو پھاڑ کر دو روندے جانے والے تکیے بنا لیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے فرمان کی تعمیل کی تھی۔

اب ان روایات کے پیشِ نظر معلوم ہوتا ہے کہ اس استثنا کو دروازے یا دیوار پر لٹکائے یا نصب کی جانے والی تصویر پر محمول کرنا جائز نہیں، اس لیے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث اس طرح کے پردے کے ممنوع ہونے میں اور اسے زائل و چاک کرنے کے واجب ہونے میں صریح ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث اس بات میں صریح ہے کہ تصویر والا پردہ فرشتوں کے دخول میں مانع ہے۔ یہاں تک کہ اسے بچھا دیا جائے یا اس کا سر کاٹ کر درخت کی مانند کر دیا جائے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث باہمی تناقض سے پاک ہیں اور ایک دوسری کی تصدیق کرتی ہیں، اس لیے حتی الامکان ان میں جمع کرنا واجب اور ترجیح و نسخ کے مقابلے میں مقدم ہے۔ اصول اور مصطلح الحدیث کے علوم میں یہ ایک مقرر قاعدہ ہے۔ یہاں مذکور احادیث میں ہمارا ذکر کردہ جمع کا عمل ممکن ہے۔ فللّٰہ الحمد.

ہمارے جمع کرنے کے اس طریقے کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے "فتح الباري" میں ترجیح دیتے ہوئے فرمایا:

"خطابی کا فرمان ہے: وہ تصویر جو فرشتوں کے گھر میں داخل ہونے سے رکاوٹ ہے، وہ ذی روح کی تصویر ہے جسے بنانا شرعاً حرام

ہے، البتہ ان کے سر کاٹ دینے اور توہین و تذلیل کیے جانے سے ان کا فرشتوں کے لیے رکاوٹ ہونا ختم ہو جائے گا۔''

نیز فرمایا:

''مصور کی سزا کے سخت ہونے کی وجہ تصاویر کا عبادت کا ذریعہ ہونا، فتنے کا باعث ہونا اور نفوس کا ان کی طرف مائل ہونا ہے۔''

امام نووی رحمہ اللہ شرح مسلم میں لکھتے ہیں:

''حیوان کی تصویر کے حرام ہونے اور فرش وغیرہ پر تذلیل وتحقیر سے محفوظ رہنے والی تصویر بنانے کے حرام ہونے اور اس چیز کا بیان کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے، جس میں تصویر یا کتا ہو۔''

ہمارے اصحاب اور دیگر علما کا کہنا ہے کہ حیوان کی تصویر سخت حرام اور کبیرہ گناہ ہے، اس لیے کہ اس پر احادیث میں سخت وعید وارد ہوئی ہے۔ تصویر سازی قابلِ توہین چیز پر ہو یا قابلِ تعظیم چیز پر ہر حال میں حرام ہے، اس لیے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت ہے اور برابر ہے کہ وہ کسی کپڑے، چٹائی، درہم و دینار، پیسے، برتن، دیوار یا ان کے علاوہ کسی چیز پر ہو، لیکن کسی درخت، اونٹ کے کجاوے ایسی چیز کی تصویر جس میں روح نہیں ہوتی، حرام نہیں ہے۔ یہ نفسِ تصویر کا حکم ہے اور مصور کا کسی تصویر کو دیوار پر معلق چیز، پہنے جانے والے کپڑے یا پگڑی وغیرہ ان چیزوں پر بنانا جن کی تعظیم ہوتی ہے، تحقیر و تذلیل نہیں تو یہ بھی حرام ہے، البتہ قابلِ توہین وتحقیر چیزوں چٹائی، تکیے اور بچھونے وغیرہ پر تصاویر کا ہونا حرام نہیں ہے۔

پھر فرمایا: ان کے مجسم و غیر مجسم ہونے میں کوئی فرق نہیں۔ اس مسئلے میں

ہمارے موقف کا یہ خلاصہ ہے۔ یہی موقف جمہور صحابہ، تابعین اور بعد کے علما، مثلاً: ثوری، مالک اور ابو حنیفہ رحمہم اللہ وغیرہ کا ہے۔

بعض سلف کا کہنا ہے کہ ممانعت مجسم تصاویر کی ہے۔ غیر مجسم تصاویر میں کوئی حرج نہیں۔ یہ ایک باطل مذہب ہے، اس لیے کہ وہ پردہ جس کا رسول اللہ ﷺ نے انکار کیا تھا، اس کے مذموم ہونے میں کسی کو کوئی شک نہیں، اس کی تصویر مجسم تو نہیں تھی اور ہر تصویر کے متعلق احادیث کا عموم اس پر مزید ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ کے کلام کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہو: احادیث کا عموم مجسم اور غیر مجسم ہر تصویر کو شامل ہے۔

مسند احمد کی روایت میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«أَيُّكُمْ يَنْطَلِقُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلَا يَدَعُ بِهَا وَثَنًا إِلَّا كَسَرَهُ، وَلَا صُوْرَةً إِلَّا لَطَّخَهَا»

”تم میں سے کون ہے جو مدینہ جائے اور وہاں کسی بت کو توڑے بغیر اور کسی تصویر کو مٹائے بغیر نہ چھوڑے۔“

نیز آپ ﷺ کا فرمان ہے:

«مَنْ عَادَ إِلٰى صَنْعَةِ شَيْئٍ مِنْ هٰذَا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ»[1]

”جو شخص اس سے کسی چیز کی طرف دوبارہ لوٹا، اس نے محمد (ﷺ) پر نازل ہونے والی شریعت کا انکار کر دیا۔“

[1] مسند أحمد (١/ ٨٧) ضعيف الترغيب والترهيب (٢/ ١٤٨) اس کی سند میں ”ابو محمد الہذلی“ غیر موثوق راوی ہے۔

میں یہاں یہ کہوں گا کہ جس نے گذشتہ احادیث پر غور کیا، اس کے لیے ان کی تصویر کی حرمت پر دلالت واضح ہو جائے گی۔ مجسم و غیر مجسم کا فرق اس کے ہاں معدوم ہو جائے گا۔[1]

❀ فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ابوطلحہ سے مروی حدیث کہ ''فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو، سوائے اس کے جو کپڑے میں رقم ہو۔''

اس کپڑے سے مراد غیر معلق اور قابلِ تذلیل کپڑا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث اس مفہوم کا فائدہ دیتی ہے جس میں صراحت ہے کہ فرشتے گھر میں داخل نہیں ہوتے، جب تک اس میں کوئی معلق تصویر ہو، برخلاف اس کے جو قابلِ تذلیل وتوہین ہو۔ اسی طرح آپ رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے:

«فَقَدْ رَأَيْتُهُ مُتَّكِئًا عَلٰى إِحْدَاهُمَا، وَفِيهَا صُورَةٌ»[2]

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک تکیے پر ٹیک لگائے ہوئے دیکھا، حالاں کہ اس میں تصویر تھی۔''

یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ قابلِ توہین تصویر فرشتوں کے داخلے میں رکاوٹ نہیں ہے۔ چناں چہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث مفصل ہے، جو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کی تخصیص کرتی ہے، اس لیے اس کے عموم کو لینا جائز نہیں ہوگا۔[3]

❀ الشیخ مقبل بن ہادی الوادعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

[1] مجموع فتاویٰ ابن باز (٤/ ٢١٠۔ ٢٢٢)

[2] سنن ابن ماجه، رقم الحديث (٣٦٥٣) اس کی اصل صحیحین میں ہے۔

[3] آداب الزفاف (ص: ١٨٧۔ ١٨٨)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان «إلا رقماً في ثوب» میں ان کے لیے کوئی حجت نہیں ہے، اس لیے کہ اس میں ذی روح کے علاوہ کی تصویر کا، ذی روح اشیا کی ان تصاویر کا جن کے سر مٹا کر درخت کی طرح کر دیے گئے ہوں اور توہین و تذلیل کی جانے والی تصاویر کا احتمال ہے۔ سب سے بہتر یہ ہے کہ ہر طرح کی تصاویر سے گھر کو صاف رکھا جائے، تاکہ فرشتوں کا داخلہ ممنوع نہ ہو اور اس لیے بھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تکیوں کی تصاویر کو ختم کرنے کا حکم دیا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تصاویر جو جرائد، مجلّات، ٹیلی ویژن اور ویڈیو وغیرہ جدید آلات کے ذریعے نشر کی جاتی ہیں، حرام ہیں۔ خود کو خواہش پرستوں کے شبہات سے بچاؤ، ہر مصور کے دوزخی ہونے کا ثبوت پہلے گزر چکا ہے اور لفظ ''ہر'' عموم کا فائدہ دیتا ہے۔ ایسے ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: ''کسی تصویر کو مٹائے بغیر نہ چھوڑنا۔'' بھی نفی کے سیاق میں نکرہ کے ہونے کی وجہ سے تمام ذی روح چیزوں کو شامل ہے۔ اون اور کپڑے کے ٹکڑوں سے بنے ہوئے کھلونے اس سے مستثنیٰ ہیں، اس لیے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے کھلونوں میں پَروں والا گھوڑا بھی تھا۔ البتہ پلاسٹک سے بنے ہوئے جاندار چیزوں کی ہم شکل کھلونے جائز نہیں۔

اے میرے مسلمان بھائی! اپنے معاشرے کے لوگوں کی اصلاح کر، ان سے جھگڑا مت رکھ، انھیں دلیل سے قائل کر۔ یہ لوگ اسلام دشمنوں کی راہ پر چل نکلے ہیں۔ یہ ان کی پیروی میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے مصداق بننے میں کوشاں ہیں:

«لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُم حَذْوَ الْقُذَّةِ بِالْقُذَّةِ، حَتَّى لَوْ

دَخَلُوا جُحْرَ ضَبٍّ لَدَخَلْتُمُوهُ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! اَلْيَهُودَ وَالنَّصَارىٰ؟ قَالَ: فَمَنْ؟»[1]

''تم اپنے سے پہلے لوگوں کے طریقوں کے مطابق تیار شدہ تیر کے دوسرے تیر کے مطابق ہونے کی طرح چلو گے۔ حتی کہ اگر وہ کسی گوہ کے بل میں داخل ہوئے تھے تو تم بھی داخل ہوگے۔'' صحابہ نے پوچھا: یہود و نصاریٰ کے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور کس کے؟''[2]

❁ فضیلۃ الشیخ عبدالمحسن بن حمد العباد البدر۔وفقه اللّٰه۔ فرماتے ہیں:

''کپڑے میں مکتوب تصویر سے ممنوع اور غیر ممنوع دونوں طرح کی تصویر مراد لینے کا احتمال ہے۔ غیر ممنوع تصویر سے مراد بے جان چیز کی تصویر اور ممنوع تصویر سے مراد ذی روح کی وہ تصویر ہے جس کا سر ختم کر کے اسے درخت کی طرح بنا دیا جائے۔''[3]

❁ فضیلۃ الشیخ سلیمان بن ناصر العلوان۔وفقه اللّٰه۔ فرماتے ہیں:

بلاشبہ یہ محکم احادیث سے نہیں ہے اور اس سے تصویر کی حرمت میں وارد صحیح احادیث کا رد نہیں ہوسکتا۔ اس کے منسوخ ہونے، اس کے الفاظ کے مدرج اور شاذ ہونے کے اقوال بھی ملتے ہیں، اسی طرح اس سے بے جان چیز کی تصویر مراد ہونے کا قول بھی ملتا ہے۔ اس لیے یہ تصویر کی حرمت پر دلالت کرنے والی صحیح احادیث کے معارض نہیں ہوگی۔ نبی کریم ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اس فرمان کے ساتھ بھیجا تھا کہ ''کوئی تصویر مٹائے بغیر نہ چھوڑنا۔'' جب صورت و شکل مٹا

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٦٨٨٩) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٦٦٩)
[2] غارة الفصل على المعتدين على كتب العلل (ص: ١٢٤۔ ١٢٥)
[3] شرح سنن أبي داود، شريط رقم (٢٩١)

دی جائے تو تصویر باقی نہیں رہتی۔ اس لیے بعض علما نے کہا ہے کہ حدیث «إلّا رقماً في ثوب» سے وہ تصویر مراد ہے جس کی پہچان و بناوٹ باقی نہ رہے، جس طرح نبی اکرم ﷺ نے تکیوں کی تصاویر کو چاک کر کے ان کی پہچان ختم کر دی تھی۔

اکثر علما کا موقف ہے کہ تصویر دراصل سر کی تصویر ہے، جب وہ زائل ہو جائے تو تصویر نہیں رہتی، لیکن سر کو زائل کرنے کا معنیٰ یہ نہیں ہے کہ سر کی جگہ گردن پر کوئی خط وضع کر لیا جائے، اس کی کوئی اصل نہیں، یہ عام اور بے علم لوگوں کا کام ہے۔

سر کا زائل کرنے کا معنی یہ ہے کہ اس کے ساتھ زندگی باقی نہ رہے۔ آنکھیں، ناک اور منہ اس انداز سے مٹیں کہ اسے انسان کا نام نہ دیا جا سکے اور اس میں اللہ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت ختم ہو جائے۔

تصویر کے مباح قرار دینے والوں کا زید بن خالد کی حدیث سے استدلال:

ابوطلحہ سے روایت ہے کہ بسر بن سعید بیان کرتے ہیں کہ زید بن خالد بیمار ہوگئے، ہم ان کی عیادت کے لیے آئے تو دیکھا کہ دروازے پر ایک پردہ ہے جس میں تصویر بنی ہوئی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ زید رضی اللہ عنہ تصاویر والے پردوں کو لٹکانے کے جواز کے قائل تھے۔

فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی گذشتہ احادیث اور ان کے ہم معنیٰ دیگر احادیث تصاویر والے پردے کو لٹکانے کی حرمت اور انھیں چاک کرنے کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں۔ نیز فرشتوں کے داخلے میں رکاوٹ ہیں۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ سے صحیح سند سے کوئی بات ثابت ہو جائے تو کسی بھی شخص کے

قول یا فعل سے اس کا معارضہ جائز نہیں ہوتا۔ مومن پر لازم ہے کہ وہ آپ ﷺ کی احادیث کا اتباع کرے اور ان کے مدلول کو مضبوطی سے تھامے اور ان کے خلاف ہر بات کو ترک کر دے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

﴿ وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ﴾ [الحشر: ٧]

''اور اللہ کا رسول تمھیں جو کچھ دے تو وہ لے لو اور جس سے منع کرے تو اسے چھوڑ دو۔''

نیز فرمایا:

﴿ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ ۭ وَاِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ۭ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴾ [النور: ٥٤]

''کہہ دیجیے: اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو، پھر اگر تم پھر و گے تو اس رسول کے ذمے صرف وہ ہے جو اس پر بوجھ ڈالا گیا ہے اور تمھارے ذمے صرف وہ ہے جو تم پر بوجھ ڈالا گیا، اور اگر تم اس (رسول) کی اطاعت کرو گے تو ہدایت پاؤ گے اور رسول کے ذمے صرف کھلا کھلا پہنچا دینا ہے۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسول کی اطاعت کرنے والے کو ہدایت کی ضمانت دی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾ [النور: ٦٣]

''لہٰذا چاہیے کہ جو لوگ اس (اللہ اور اس کے رسول) کے حکم کی

خلاف ورزی کرتے ہیں، اس (بات) سے ڈریں کہ انھیں کوئی آزمایش آ پڑے یا انھیں دردناک عذاب آ لے۔"

رہا مذکورہ روایت میں صحابیِ رسول زید رضی اللہ عنہ کا معاملہ، تو ممکن ہے کہ انھیں مذکورہ پردے کی خبر نہ ملی ہو، یا ان تک وہ احادیث نہ پہنچ سکی ہوں جو تصاویر والے پردے لٹکانے کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں اور انھوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان: «إلا رقماً في ثوب» کے ظاہر کو اختیار کیا ہو۔ لہٰذا وہ علم نہ ہونے کی وجہ سے معذور قرار پائیں گے، لیکن جسے ان احادیث کا علم ہوگیا جو تصاویر والے پردے لٹکانے کو حرام قرار دیتی ہیں، وہ ان کی مخالفت کرے تو معذور نہیں ہوگا، بلکہ خواہش کی اتباع اور کسی شخص کی تقلید کی بنا پر صحیح و صریح احادیث کی مخالفت کرنے کی وجہ سے رب تعالیٰ کے غضب اور ناراضی کا حق دار بنے گا۔ اور ایسے شخص کے دل میں ٹیڑھا پن ہونے اور اس کے فتنے میں مبتلا ہونے کا اندیشہ رہے گا، جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے ان فرامین میں خبردار کیا ہے:

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴾ [النور: ٦٣]

"لہٰذا چاہیے کہ جو لوگ اس (اللہ اور اس کے رسول) کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں، اس (بات) سے ڈریں کہ انھیں کوئی آزمایش آ پڑے یا انھیں دردناک عذاب آ لے۔"

نیز فرمایا:

﴿ فَلَمَّا زَاغُوا أَزَاغَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ ﴾ [الصف: ٥]

"پھر جب وہ ٹیڑھے ہوگئے تو اللہ نے ان کے دل ٹیڑھے کر دیے۔"

نیز فرمایا:

﴿ فَأَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِي قُلُوبِهِمْ ﴾ [التوبة: ٧٧]

''پھر اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق ڈال کر سزا دی۔''

پہلے گزر چکا ہے کہ تصویر کا جب سر کاٹ دیا جائے اور وہ درخت وغیرہ کی طرح ہو جائے تو اسے گھر میں رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ درخت وغیرہ بے جان چیزوں کی تصویر جائز ہے اور اس بارے میں صحیحین میں مروی سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے موقوف روایت صراحت بھی کرتی ہے۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ سر کے علاوہ تصویر کے کسی حصے، مثلاً: نیچے دھڑ کو ختم کرنا اس کے استعمال کے مباح ہونے میں کافی نہیں۔ اور ایسے کرنے سے فرشتوں کے دخول سے رکاوٹ ختم نہیں ہوگی، اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تصاویر کو مٹانے اور مسخ کرنے کا حکم دیا ہے اور آگاہ کیا ہے کہ قابلِ توہین و تذلیل یا سر کٹی تصاویر کے علاوہ تصاویر فرشتوں کے داخلے میں رکاوٹ ہیں۔ لہٰذا جو شخص ان دو طریقوں سے ہٹ کر گھر میں تصویر کے جواز کا دعوے دار ہے، اس پر لازم ہے کہ وہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول سے اپنے دعوے کی دلیل پیش کرے۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اس امر سے آگاہ کرنا کہ تصویر کا سر کاٹ دینے سے باقی تصویر درخت کی مانند رہ جاتی ہے، اس بات کی دلیل ہے کہ انھیں گھر میں باقی رکھنے کی صورت یہ ہے کہ تصویر ذی روح چیز کی شکل سے نکل کر جمادات کے مشابہ ہو جائے۔ اور تصویر کا نچلا حصہ کاٹنے اور سر باقی رکھنے سے اس چیز کا حصول نہیں ہوتا، اس لیے کہ سر اللہ تعالیٰ کی ایک انوکھی تخلیق ہے جو انسان کی

مکمل شناخت کی ترجمانی ہے۔ بقیہ بدن انسان کی مکمل ترجمانی سے قاصر ہے۔ اس لیے بقیہ اعضا کو سر پر قیاس کرنا اللہ اور اس کے رسول کی مراد کو سمجھنے والے کے نزدیک جائز نہیں ہے۔

مذکورہ بحث سے حق کے متلاشی کے لیے واضح ہوگیا ہے کہ سر اور اس سے ملحقہ اعضا کی تصویر منع و حرمت میں داخل ہے۔ اس لیے کہ صحیح احادیث اپنے عموم کے ساتھ اسے شامل ہیں۔ شارع کی مستثنیٰ کردہ صورتوں کے لیے کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ ان کے عموم سے کسی چیز کو مستثنیٰ کرے۔ مجسم اور کپڑے و ورق وغیرہ میں منقوش غیر مجسم تصویر میں، اسی طرح انسان یا کسی اور ذی روح کی تصویر میں کوئی فرق نہیں۔ بادشاہوں اور علما وغیرہ قابلِ تعظیم لوگوں کی تصاویر بھی حرام، بلکہ سخت حرام ہیں، اس لیے کہ وہ فتنے کا ایک بڑا سبب ہیں اور ان کی تصاویر مجالس میں نصب کرنا اور ان کی تعظیم بجا لانا شرک کا ایک عظیم وسیلہ اور تصاویر والوں کی عبادت کا بڑا ذریعہ ہے جس طرح قومِ نوح کے ساتھ ہوا تھا، جس کی طرف خطابی کے کلام میں اشارہ پہلے گزر چکا ہے۔

زمانۂ جاہلیت میں بہت سی تصاویر ایسی تھیں، جن کی تعظیم ہوتی تھی اور اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت ہوتی تھی۔ حتی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کو بھیجا، جنھوں نے بتوں کو توڑا اور تصاویر کو مٹایا، اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ذریعے شرک اور اس کے وسائل کا قلع قمع کیا۔

چنانچہ ہر وہ شخص جس نے تصویر بنائی، اسے نصب کیا یا اس کی تعظیم کی، اس نے کفار کے کاموں کی مشابہت کی اور لوگوں کے لیے شرک اور اس کے وسائل کا دروازہ کھولا اور جس نے تصویر کا حکم دیا یا اس پر راضی ہوا، اس کا حکم وعید کا

حق دار ہونے اور منع و حرام کا مرتکب ہونے میں تصویر بنانے والے کا حکم ہے، اس لیے کہ کتاب و سنت اور اہلِ علم کے کلام سے اس معاملے کے حرام ہونے، کبیرہ گناہ ہونے اور اس پر راضی ہونے کے حرام ہونے کے واضح ثبوت ملتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَإِذَا رَأَيْتَ الَّذِينَ يَخُوضُونَ فِي آيَاتِنَا فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۚ وَإِمَّا يُنسِيَنَّكَ الشَّيْطَانُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرَى مَعَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ﴾ [الأنعام: ٦٨]

''اور جب آپ ان لوگوں کو دیکھیں جو ہماری آیتوں پر نکتہ چینی کر رہے ہوتے ہیں، تو آپ ان کے پاس سے ہٹ جائیں، یہاں تک کہ وہ اس کے علاوہ کسی اور بات میں مشغول ہو جائیں اور اگر شیطان آپ کو یہ بات بھلا دے تو یاد آنے پر (ان) ظالم لوگوں کے پاس مت بیٹھیں۔''

نیز فرمایا:

﴿ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا مَعَهُمْ حَتَّى يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهِ ۚ إِنَّكُمْ إِذًا مِّثْلُهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنَافِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا ﴾ [النساء: ١٤٠]

''اور اس نے اس کتاب میں تمھارے لیے نازل کیا ہے کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیات کا انکار کیا جا رہا ہو یا ان کا مذاق اُڑایا جا رہا ہو تو تم ان کی مجلس میں نہ بیٹھو، یہاں تک کہ وہ اس کے علاوہ کسی اور

بات میں مشغول ہو جائیں، ورنہ تم بھی اس وقت یقیناً انہی جیسے ہوگے، بے شک اللہ منافقوں اور کافروں سب کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے۔"

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ جو شخص برائی میں حاضر ہوا، برائی والوں سے اعراض نہ کیا، وہ ان ہی کی مثل ہے۔

لہٰذا جب انکار و اعراض کی طاقت ہونے کے باوجود کوئی شخص برائی پر خاموش رہنے کی وجہ سے برائی کے مرتکب کی مانند ہے تو اس کا حکم دینے والا اور اس پر راضی ہونے والا، اس پر خاموش رہنے والے سے جرم میں بڑا، حالت میں بُرا اور برائی کرنے والے کے ہم مثل ہونے کا زیادہ حق دار ہے۔ اس بارے میں بہت سے دلائل موجود ہے، طلبگاران کی طرف رجوع کرسکتا ہے۔

اس جواب میں ہماری ذکر کردہ احادیث اور اہلِ علم کے کلام سے حق کے متلاشی کے لیے ظاہر ہوگیا ہے کہ لوگوں کا کتابوں، مجلّات، اخبارات و رسائل وغیرہ میں ذی روح چیزوں کی تصاویر کو وسعت دینا واضح غلطی اور صریح گناہ ہے، جو شخص صحیح معنوں میں اپنا اور دوسروں کا خیر خواہ ہے، اس پر لازم ہے کہ گذشتہ سے سچی توبہ کرے اور خود کو اور دوسروں کو تصویر سے دور رکھنے کی حتی الامکان کوشش کرے۔

گذشتہ دلائل سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ مذکورہ تصاویر کو ان کے حال پر باقی چھوڑنا بھی جائز نہیں، بلکہ چٹائی وغیرہ قابلِ توہین اور روندی جانے والی اشیا کے علاوہ پر بنی تصاویر کے سروں کو ختم اور مسخ کر دینا واجب ہے۔[1]

[1] مجموع فتاویٰ ابن باز (٤/ ٢١٠ـ ٢٢٢)

ہاتھ سے بنائی جانے والی تصویر کے برخلاف عکسی تصویر انسانی فعل نہیں ہے؟

تصویر کو مباح قرار دینے والوں کا یہ گمان کہ ہاتھ سے بنائی جانے والی تصویر کے برخلاف عکسی تصویر انسانی فعل نہیں ہے؟

❁ **جواب** الشیخ حمود بن عبداللہ التویجری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

یہ ایک عجیب وغریب شبہہ ہے جو اپنے قائل کی حماقت اور اس کی جہالت کی کثافت کی دلیل ہے۔ اس کے جواب کی ضرورت ہی نہیں۔ اہلِ علم و معرفت تو درکنار کسی عام عاقل شخص پر بھی اس کا باطل ہونا مخفی نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ شراب کے معاملات میں صرف ہاتھ سے نچوڑنا ایسا معاملہ ہے جو حرام ہے، لیکن آلات اور مشینوں کے ذریعے نچوڑی جانے والی شراب اگرچہ وہ ہاتھ والی سے زیادہ نشہ آور ہو، حرام نہیں ہے تو اس شخص کی بات میں اور مذکورہ شبہہ پیش کرنے والے کی بات میں کوئی فرق نہیں، اس لیے کہ دونوں نے ایک چیز کو حرام قرار دیا ہے اور اسی کی ہم جنس بڑی چیز کو مباح قرار دیا ہے، حالانکہ وہ اس سے بڑھ کر ممنوع اور حرام ہے۔

ابھی قریب ہی ہم نے تذکرہ کیا ہے کہ تصویر کے حرام ہونے کی علت اللہ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت ہے، جس پر سیدنا ابوہریرہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما کی احادیث دلالت کرتی ہیں۔ یہ علت ہر تصویر کو شامل ہے، برابر ہے کہ وہ ہاتھوں کے ساتھ منقوش ہو یا فوٹو گرافی کے آلے سے ماخوذ ہو اور تصویر جتنی زیادہ کسی حیوان سے مشابہت رکھے گی، اسی قدر حرمت میں شدید ہوگی، اس لیے کہ اس میں اللہ کے پیدا کرنے سے مشابہت میں اضافہ ہوجائے گا۔

کسی عاقل پر یہ مخفی نہیں کہ فوٹو گرافی کی تصویر حیوان کی اصل صورت کے

انتہائی موافق ہوتی ہے، برخلاف اس تصویر کے جو ہاتھ سے تیار کی جائے، ہاتھ سے تیار ہونے والی تصویر کبھی ہر اعتبار سے صاحبِ تصویر کے موافق نہیں بھی ہوتی۔ اس لحاظ سے فوٹو گرافی کی تصویر ہاتھ کی تصویر سے سخت حرام قرار پاتی ہے۔[1] واللہ أعلم.

❀ فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ہاتھ سے بنی ہوئی تصویر اور عکسی تصویر کے درمیان اس گمان سے فرق کرنا کہ یہ انسانی عمل میں شامل نہیں، شرعی نصوص میں حیلہ سازی کی ایک صورت ہے۔ رہی اس آلے کو ایجاد کرنے والے کی وہ محنت جو اس نے اسے اس قابل بنانے میں صَرف کی کہ کئی گھنٹوں میں تیار ہونے والی تصویر ایک لمحے میں تیار ہو جائے۔ ان لوگوں کے نزدیک انسانی فعل نہیں ہے۔ اسی طرح مصور کا آلۂ تصویر کو متوجہ کرنا، اسے مطلوبہ ہدف کی طرف سیدھا کرنا، بھی ان کے نزدیک انسانی عمل نہیں۔ اسی طرح ویڈیو کی تیاری اور اس کی ترتیب وغیرہ کئی امور ایسے ہیں جن سے میں واقف نہیں، ان لوگوں کے نزدیک انسانی عمل سے خارج ہیں۔ استاذ ابو الوفا درویش نے فضیلۃ الشیخ محمد بن ابراہیم کے جواب میں، جو دیارِ سعودیہ کے مفتی رہے ہیں، عکسی تصویر کے مکمل کرنے کے مراتب (ص: ۴۳۔ ۴۵) پر بیان کیے ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے کہ مصور کے لیے تصویر بناتے وقت گیارہ امور کی انجام دہی ضروری ہے۔ اس تمام کے باوجود ان امور کا ماہر مذکورہ استاذ بغیر کسی تردد کے اس بات کا قائل ہے کہ یہ تصویر انسانی عمل میں شمار نہیں ہوتی۔

اس فرق کا مقصد ان کے ہاں یہ ہے کہ کسی انسان کی گھر وغیرہ میں عکسی

[1] إعلان النكير على المفتونين بالتصوير (ص: ٧٦۔ ٧٧)

تصویر لٹکانا جائز ہے اور ہاتھ سے تیار کردہ تصویر ناجائز ہے اور اگر کوئی مصور ہاتھ سے تیار ہونے والی تصاویر کو کسی آلے کے ذریعے تیار کرے تو ان کے ہاں جائز ہے۔

اب قارئین سے یہ سوال ہے کہ نصوصِ شرعیہ کے ظاہر پر اس سے بڑھ کر جمود آپ نے دیکھا ہے؟! مجھے تو اب تک آنے والے لوگوں میں اس سے بڑھ کر جمود کسی میں نظر نہیں آیا، مثلاً: کسی شخص نے رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان: ''کھڑے پانی میں پیشاب کرنا منع ہے'' کے متعلق کہا ہے:

''اس حدیث میں ممانعت کھڑے پانی میں بلاواسطہ پیشاب کرنے کی ہے، لیکن کسی برتن میں پیشاب کر کے پانی میں بہا دینا منع نہیں ہے۔''

اگرچہ دونوں حالتوں میں پانی نجس ہو جائے گا، لیکن کہنے والا مذکورہ قول کا قائل ہے۔ اس کے جمود نے اسے نص کے مکمل فہم سے دور رکھا ہے۔ اسی طرح عکسی تصویر کے جواز کے قائل لوگوں کا اس تصویر کے طریقے پر جمود ہے جو ممانعت کے زمانے میں معروف تھا۔ انھوں نے عکسی تصویر جیسے جدید طریقے کو اس سے ملحق کرنا گوارہ نہیں کیا، جب کہ لغت وعرف اور اثر وضرر میں اس کے تصویر ہونے میں کوئی شک نہیں۔ مذکورہ تفریق کے مقصد کے واضح ہو جانے کے بعد اس کی مزید وضاحت کی ضرورت نہیں۔

میری کچھ سال پہلے اس نظریے کے حامل ایک شخص سے ملاقات ہوئی تو میں نے اس سے کہا: تمھارے لیے ضروری ہے کہ تم ان بتوں کو بھی جائز قرار دو جو ہاتھ سے تراشے نہیں جاتے، بلکہ مشین کا بٹن دبانے سے چند منٹوں میں دسیوں تیار ہو جاتے ہیں، جس طرح سے بچوں کے وہ کھلونے ہیں جو حیوانات کے ہم شکل تیار کیے جاتے ہیں۔ تمارا اس بارے میں کیا خیال ہے؟ میری یہ

بات سن کر وہ لا جواب ہوگیا۔

کس قدر عجیب بات ہے کہ بظاہر محدث نظر آنے والے یہ لوگ معاشرے میں اس مقام کے حامل ہو چکے ہیں کہ بعض لوگ ان کو یوں خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں کہ ''یہی وہ لوگ ہیں جو شرعی نصوص کی حقیقت کا ادراک رکھتے ہیں'' جب کہ اب صاحبِ عقل قارئین کے سامنے ان کا اصل چہرہ بے نقاب ہوگیا ہے۔ ﴿فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ﴾ [الحشر: ٢][1]

❀ فضیلۃ الشیخ صالح بن فوزان الفوزان ﷫ فرماتے ہیں:

الشیخ مصطفیٰ الحمامی ''كتاب النهضة الإصلاحية'' (ص: ٢٦٤۔ ٢٦٥) میں فرماتے ہیں:

''میں چاہتا ہوں کہ تم پختہ یقین کر لو کہ تصویر آلۂ تصویر (فوٹو گراف) کے ذریعے کلی طور پر ہاتھ کے ساتھ تصویر کی طرح ہے، چنانچہ مومن پر حرام ہے کہ وہ خود کو ہاتھ یا کیمرے کے ساتھ تصویر کے حوالے کرے، اس لیے کہ اس کا یہ عمل حرام کام پر تعاون کی ایک صورت ہے اور وہ بات درست ہونے سے کوسوں دور ہے جو ہمارے اس دور میں تصویر کو آلۂ تصویر کے ذریعے جائز قرار دینے کے حوالے سے بعض علما نے کہی ہے۔

''ان کا کہنا ہے کہ تصویر وہ ہوتی ہے جو ہاتھ سے تیار ہو، جب کہ اس آلے کے ساتھ تصویر میں ہاتھ کا کوئی دخل نہیں، اس لیے یہ حرام نہیں ہے۔ میرے نزدیک یہ شخص اس آدمی سے پوری مشابہت

[1] آداب الزفاف (ص: ١٩٢۔ ١٩٤)

رکھنے والا ہے جو کسی خونخوار شیر کو کھلا چھوڑ دے اور وہ لوگوں کو ہلاک کرتا پھرے، یا بجلی کی کوئی تار کرنٹ ڈال کر چھوڑ دے اور وہ ہر گزرنے والے کو ہلاک کرتی رہے، یا کسی کھانے میں زہر ملا دے جس کے اثر سے ہر کھانے والا ہلاک ہوتا جائے۔

''پھر جب اس پر قتل کی تہمت لگے تو کہے: میں نے تو قتل نہیں کیا، قتل تو زہر، بجلی اور شیر نے کیا ہے۔ پھر وہ کہے: اس کی دلیل یہ ہے کہ قتل تو وہ ہوتا ہے جو ہاتھ کے ساتھ ہو، میں نے تو ان مرنے والوں کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا، ان کا قتل میری طرف کیسے منسوب ہوگا۔ اسے جو بات کہی جائے گی، وہ یہ ہے کہ قتل یہ ہوتا ہے کہ تو اس کے کسی بھی وسیلے کو اختیار کر کے بندے کی روح نکالے اور یہ زہر، کرنٹ اور درندہ قتل کے وسائل سے ہیں، جس نے انھیں استعمال کر کے قتل کیا، وہ ہاتھ نہ بھی بڑھائے، قتل کا گناہ اس کے ذمے ہوگا۔''

لہٰذا تصویر کا معاملہ بھی اسی طرح ہے، تصویر سے مراد کسی صورت کو ایجاد کرنا ہے۔ یہ مکمل طور پر تصویر کی آزمایش ہے۔ ہمارے آقا محمد رسول اللہ ﷺ کو تصویر کی وجہ سے ہی غصہ آیا تھا اور آپ ﷺ نے فرشتوں کے عدمِ دخول کا ذریعہ تصویر کو ہی بنایا ہے۔ آپ ﷺ نے تو کسی بھی تصویر کو مستثنیٰ نہیں کیا، بلکہ ممانعت کا دارو مدار اس تصویر کو بنایا ہے جو ذی روح سے مشابہت رکھتی ہو، وہ جس کے لیے زندگانی ہو، اسے بنانے والے سے کہا جائے گا: اسے زندہ کر، اس میں روح پھونک۔ علاوہ ازیں جمادات و نباتات کے بارے میں ایسے نہیں کہا جائے گا۔

میں یہاں یہ بھی کہوں گا کہ یہ آلہ بہت سی خوبیوں کا حامل ہونے کے

باوجود اس قابل نہیں ہے کہ انسانی عمل دخل کے بغیر خود ہی تصویر بنا ڈالے، اسے صاحبِ تصویر کے سامنے رکھا جائے تو یہ تصویر بنا ڈالے، ایسا ہرگز نہیں ہوگا، بلکہ مصورِ انسان کو متعدد کام کرنے پڑیں گئے، پھر مطلوبہ تصویر حاصل ہوگی اور اگر آلۂ تصویر کو متوجہ کرنے کے وقت مصور اپنی مقررہ شروط و افعال سے انحراف و اعراض برتے تو تصویر کا حصول ناممکن ہوگا۔

پس ثابت ہوا کہ انسانی عمل کے بغیر آلۂ تصویر سے تصویر کا حصول ناممکن ہے، پھر انسان کس بنیاد پر خود سے تصویر کی نفی کر رہا ہے؟

شیخ نے آخر میں فرمایا کہ اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ آلے کے ذریعے تصویر بنانے والے کو ہاتھ سے تصویر بنانے والے کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ عذاب ہوگا، بلکہ وہ چیز جس کی تصویر آلۂ تصویر کے ساتھ ایک لمحے میں تیار ہو جاتی ہے، ہاتھ سے بنانے والا ممکن ہے کہ اس کی تصویر میں کئی سال صَرف کر دے، جب کہ عذاب تصویر کے نتیجے کے مطابق ہوگا۔

اسے آپ یوں سمجھیں کہ کسی چیز کی ایک دفعہ تصویر بنانا ایک دفعہ کبیرہ گناہ کا ارتکاب ہے، جب دوبارہ اس چیز کی تصویر بنائیں گے تو وہ دوسرا گناہ ہوگا۔ اسی طرح جتنی کثرت سے تصاویر تیار ہوں گی، اتنی کثرت سے مصور کے گناہ ہوں گے۔ اور آپ کو معلوم ہے کہ عذاب گناہوں کے مطابق ہوگا، ان کی زیادتی عذاب کی زیادتی اور لمبائی کا باعث ہوگی۔ اور یہ بھی معلوم شدہ بات ہے کہ آلۂ تصویر کے ساتھ تصاویر بنانے والے یکبارگی ہزاروں کی تعداد میں تصاویر بناتے ہیں۔ بالخصوص وہ لوگ جو بڑے بڑے اجتماعات، مثلاً: عید کے اجتماع یا بڑے بڑے لوگوں کی نمازِ جنازہ وغیرہ کے اجتماعات میں یہ کام سرانجام دیتے

ہیں، جب کہ یہ اس امر سے غافل ہیں کہ تصاویر پر تصاویر تیار کر کے وہ کس قدر اپنے رب کے عذاب کو اپنے لیے جمع کر رہے ہیں۔[1]

❀ فضیلۃ الشیخ الامین الحاج محمد احمد ۔وفقه الله۔ فرماتے ہیں:

فوٹو گرافی کی تصویر، تصویر سازی کی محنت کو سمیٹنے کے علاوہ کچھ نہیں، جس طرح سے دیگر محنتوں اور کاریگریوں کو سمیٹا گیا ہے۔ گذشتہ زمانے میں گاڑیوں کے تمام سپئیر پارٹس ہاتھ سے تیار ہوتے تھے، لیکن اب ہاتھوں کی جگہ مشینوں اور آلات نے لے لی ہے۔ کیمرے کا معاملہ بھی اسی طرح ہے، تصویر سازی کی صنعت میں جدت کی ایک شکل کیمرا ہے۔ لہٰذا تصویر ہاتھ سے بنی ہو یا کسی آلے سے، ہر صورت میں حرام ہے۔

رسول اللہ ﷺ، جنھیں جامع کلمات سے نوازا گیا تھا، آپ ﷺ نے صفتِ عامہ کے ساتھ تصویر سے منع کیا ہے، تا کہ قیامت تک آنے والوں کے لیے حجت ہو، جس طرح سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے انگور کے شیرے کے متعلق سوال ہوا تو انھوں نے فرمایا: ''محمد ﷺ اس کی ایجاد سے پہلے گزر گئے ہیں، لہٰذا جو چیز نشہ آور ہو، وہ حرام ہے۔''

یہاں ہم کہیں گے کہ ''جامع کلمات کے حامل محمد ﷺ فوٹو گرافی وغیرہ کی تصویر ایجاد ہونے سے پہلے گزر گئے ہیں تو کیا فوٹو گرافی کی ان تصاویر کو تصاویر سے موسوم کیا جاتا ہے یا نہیں؟ اگر انھیں تصاویر کہتے ہیں تو یہ حرام ہیں۔ وعید و ڈانٹ اسے شامل ہے اور اگر یہ تصاویر نہیں تو پھر کوئی دوسرا معاملہ ہے۔[2]

---

[1] الإعلام بنقد كتاب الحلال والحرام (ص: ٢٤۔ ٢٥)

[2] التصوير بين الحرمة واللعن (ص: ١٦) للشيخ الأمين الحاج محمد أحمد.

عکسی تصویر کو آئینے کی تصویر پر قیاس، قیاس مع الفارق ہے:

ان کا گمان کے عکسی تصویر حرام تصاویر میں شامل نہیں، اس لیے کہ آئینے میں دکھائی دینے والے عکس کی طرح یہ بھی ایک عکس ہے۔

❀ الشیخ محمد بن ابراہیم آل شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

شمسی تصویر کو جائز قرار دینے والے بعض افراد کا گمان ہے کہ یہ آئینے میں دکھائی دینے والے اعضا کی ایک مثال ہے۔ یہ ایک فاسد گمان ہے۔ اس لیے کہ آئینے وغیرہ میں ظاہر ہونے والی چیز مستقل نہیں رہتی، وہ جب تک کوئی سامنے ہو تو دکھائی دیتی ہے اور جب سامنے سے ہٹا جائے تو آئینے وغیرہ کی تصویر کا ظہور مفقود ہو جاتا ہے، اس کے برعکس عکسی و شمسی تصویر اوراق وغیرہ پر مستقل ٹھہر جاتی ہے۔ اس لیے اسے ہاتھ سے تیار ہونے والی تصویر سے ملانا زیادہ ظاہر، واضح اور صحیح ہے، چہ جائیکہ اسے آئینے وغیرہ کی تصویر سے ملایا جائے۔

بلاشبہہ عکسی تصویر اور آئینے وغیرہ میں ظاہر ہونے والی تصویر دو باتوں کی وجہ سے ہم مثل نہیں ہوسکتیں: پہلی بات مستقل اور برقرار رہنے میں اور دوسری بات عمل وفعل کے ذریعے حاصل ہونے میں۔

لغت، عقل اور شرع تینوں کے اعتبار سے آئینے میں نظر آنے والی شکل و صورت پر تصویر کا اطلاق نہیں ہوتا، جب کہ عکسی تصویر لغت، عقل اور شرع تینوں کے اعتبار سے تصویر ہے۔ چناں چہ ان دونوں میں برابری پیدا کرنے والا ان میں برابری پیدا کرتا ہے، جنھیں اللہ نے جدا جدا کیا ہے اور اس سے روکنے والے اللہ کے برابر کردہ کو برابر اور اس کے جدا کردہ کو جدا قرار دے کر سعادت مندی کے قریب ہو جاتے ہیں، وہ ایسا کر کے گناہوں اور فتنوں کے دروازوں سے دور

بھاگتے ہیں۔ بلاشبہہ ان تصاویر کو جائز قرار دینے والوں نے خوبصورت اور عریاں و فتنہ باز عورتوں کی متعدد شکلوں، رنگوں اور حالتوں میں تصاویر شائع کر کے معاشرے میں فتنے کا زہر پھیلایا ہے۔ فرامینِ رسول ﷺ کو بالائے طاق رکھتے ہوئے بے حیائی کو اس قدر رواج دیا ہے کہ صحیح العقیدہ مومن اس کے مظاہر کے تصور سے بھی کانپ جاتا ہے، جب کہ ہر فاسق و شیطان اس سے سکون محسوس کرتا ہے۔ واللّٰہ المستعان وعلیه التكلان.[1]

❁ فضیلۃ الشیخ سلیمان بن عبدالرحمٰن الحمدان رحمہ اللہ (المتوفی: ۱۳۹۷ھ) فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ کو حلال قرار دینے والوں نے ایک دلیل یہ گھڑ لی ہے کہ عکسی تصویر حرام تصاویر میں شامل نہیں، اس لیے کہ یہ محض ایک عکس ہے جس طرح سے آئینہ دیکھنے والا آئینے میں اپنا عکس دیکھتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک باطل قول ہے، اس لیے کہ آئینے میں ظاہر ہونے والی تصویر برقرار رہتی ہے نہ اس میں دیکھنے والے کا کوئی فعل شامل ہوتا ہے۔ اس میں دیکھنے والا مصور ہوتا ہے نہ لغت، شرع اور عرف کے اعتبار سے دکھائی دینے والی شکل تصویر قرار پاتی ہے۔ اس کے برعکس کیمرے کی تصویریں ہیں، جن کے حرام ہونے میں کسی ایسے شخص کو بھی شک نہیں جو شرعی احکام اور علتوں کی معمولی سی بھی پہچان رکھتا ہو۔ ایسی تصویر اپنے مخصوص آلے سے اور مصور کی کاریگری سے وجود میں آتی ہیں۔ مصور انھیں بناتا اور رنگین کرتا ہے۔ یہ سچ مچ کی ایک تصویر ہے جس کے عامل کو شرع، لغت اور عرف ہر اعتبار سے مصوّر کہتے ہیں۔ چنانچہ تصویر حرام ہے، چاہے وہ کسی مجسمے کی صورت میں ہو یا کسی

[1] مجموع فتاویٰ ابن إبراهيم (١/ ١٨٣۔ ١٨٨)

چھت یا دیوار پر منقوش ہو، کسی گدی یا نقدی پر ہو یا کسی چٹائی یا جگہ پر بنی ہوئی ہو۔ موم یا آٹے سے بنی ہو یا کسی اور مادے سے۔ احادیث کے عموم سے ان تمام صورتوں کی حرمت قطعی طور پر ثابت ہے۔[1]

❁ فضیلۃ الشیخ سلیمان بن ناصر العلوان ۔وفقه الله۔ فرماتے ہیں:

کسی شخص کا تصویر کو آئینے یا پانی میں دکھائی دینے والی شکل کے مترادف کہنے میں کئی امور کے اعتبار سے اعتراض ہے:

۱۔ پہلا امر: آئینے میں دیکھنا نص سے ثابت ہے، اسی طرح پانی میں دیکھنے کا جواز بھی متفقہ معاملہ ہے اور منصوص علیہ چیز کو غیر منصوص پر قیاس کرنا جائز نہیں۔

۲۔ دوسرا امر: آئینے کے سامنے سے ہٹ جانے پر تصویر زائل ہو جاتی ہے، اس میں محفوظ نہیں رہتی، جب کہ فوٹو گرافی کی تصویر تلف کرنے تک باقی رہتی ہے۔ صاحبِ تصویر زندہ ہو یا فوت ہو جائے، تصویر باقی رہتی ہے۔

۳۔ تیسرا امر: تصویر کے ممنوع ہونے کی متعدد علتیں ہیں، جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

۱۔ نہی کا احترام ہے۔

۲۔ تصویر عبادت کا سبب ہے، فوٹو گرافی کی تصاویر میں یہ چیز موجود ہے جس کی دلیل بادشاہوں اور بڑوں کی لٹکائی جانے والی تصاویر ہیں، ان کے لٹکانے کی وجہ کیا ہے؟ وہ تعظیم ہے، کیوں کہ لٹکانا تعظیم کا ذریعہ ہے۔ یہی ذرائع غایات کے احکام کا ماخذ ہوتے ہیں اور حرام کا ذریعہ بھی حرام ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے فوٹو گرافی کی تصویر کے جائز اور ناجائز ہونے کے قائل علما اس بات پر متفق ہیں کہ جب تصویر تعظیم کے لیے ہو تو وہ حرام ہے۔

[1] الدر النضيد على أبواب التوحيد (ص: ٤٠٥۔ ٤٠٦)

۳۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی صفت ''مصور'' میں اس کے ساتھ تنازع کرنا ہے۔

۴۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت ہے۔ صحیحین میں سعد بن حسن سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''اگر تو لازماً تصویر بنانے والا ہے تو درخت یا ایسی چیز کی تصویر بنا جس میں روح نہیں ہوتی۔''

بعض علما اس خبر کے بارے میں فرماتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے جواز کا فتویٰ نہیں دیا، بلکہ اس کو دوسرے کام کی طرف منتقل کرنے کا ارادہ کیا اور کہا: اگر تمھیں یہ کام کرنا اتنا ہی ضروری ہے ...۔

اس لیے کہ تصویر میں اصل چیز منع ہے، لیکن جب کوئی شخص تصویر سازی کے علاوہ ہر کام کا انکاری ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ بے روح چیزوں کی تصویر بنائے، اس لیے کہ اس میں مشابہت ہوتی ہے نہ یہ عبادت کا وسیلہ ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے اس فرمان ''تو درخت کو لازم پکڑ'' سے ہم ایک فائدہ اخذ کرتے ہیں، حالاں کہ درخت بھی اللہ کی ایک مخلوق ہے اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح میں مگن ایک جاندار چیز ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ آدمی کی تصویر کا حرام ہونا صرف مشابہت کی وجہ سے نہیں، بلکہ کچھ دوسرے امور کی وجہ سے بھی ہے۔ نیز اس سے یہ بھی اخذ کیا جا سکتا ہے کہ تصویر میں اصل اس کا مطلقاً حرام ہونا ہے۔ اسے ویڈیو سے بنایا جائے یا کیمرے وغیرہ سے۔

البتہ ضرورت و حاجت کا مسئلہ ایک علاحدہ معاملہ ہونے کی وجہ سے اس سے مستثنیٰ ہے۔ ہم اصلِ عام کے متعلق بات کر رہے ہیں، استثنا و عارض کے متعلق نہیں، اس لیے کہ حاجت و ضرورت حرام کو مباح کر دیتی ہے جس طرح صحیحین میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالرحمٰن بن عوف اور زبیر رضی اللہ عنہما

کو ریشم کی قمیص پہننے کی رخصت دی، اس لیے کہ انھیں خارش تھی۔ یہاں سے ایک اصولی قاعدہ لیا جاتا ہے کہ جو اپنے غیر کی وجہ سے حرام ہو، حاجت کے وقت جائز ہوتا ہے۔[1]

کیا صرف سایہ دار تصویر ہی حرام ہے؟

ان کا یہ گمان کہ ممنوع تصاویر وہ ہیں جن کا سایہ ہو، یعنی مجسم تصاویر، لیکن جب اس کا سایہ نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

- امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ ایک باطل مذہب ہے، اس لیے کہ وہ پردہ جس کی تصویر پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا ہے، اس کے مذموم ہونے میں کسی کو شک نہیں۔ اس کی تصویر کا سایہ تو نہیں تھا۔ علاوہ ازیں متعدد احادیث تصویر کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں۔[2]
- ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اس بات کا فہم حاصل تھا کہ تصویر سایہ دار اور بے سایہ سب کو شامل ہے، اسی وجہ سے انھوں نے دیوار میں منقش تصاویر کا انکار کیا تھا۔[3]
- ابن قیم رحمہ اللہ نے حیوان کی تصویر کشی کو کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے، برابر ہے کہ اس کا سایہ ہو یا نہ ہو۔[4]
- دیارِ مصر کے مفتی الشیخ محمد بخیت المطیعی فرماتے ہیں کہ راجح بات یہ ہے کہ منع کردہ تصویر ہر تصویر کی ایجاد و بناوٹ کو شامل ہے۔ سایہ دار اور بے سایہ

---

[1] فتاویٰ في حکم التصویر از شیخ عبد العزیز الخضیر (ص: ١٢٦۔ ١٢٨)

[2] شرح صحیح مسلم (١٤/ ٨١۔ ٨٢)

[3] فتح الباري لابن حجر (١٠/ ٣٨٦)

[4] إعلام الموقعین (٤/ ٣٠٦)

کا اس میں کوئی فرق نہیں۔[1]

❀ فضیلۃ الشیخ حمود بن عبداللہ التویجری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

یہ ایک باطل قول اور بلا دلیل فرق ہے۔ تصویر کی حرمت میں ذکر کردہ احادیث کے فوائد میں متعدد جگہوں پر اس کی تردید گزر چکی ہے۔ اس کی تردید میں ہم نے نووی اور ابن حجر عسقلانی کے فرامین ذکر کیے ہیں۔ نیز مجسم و غیر مجسم کے درمیان برابری ہونے کے بیان میں ہم نے خطابی اور ابن بطال کے اقوال کا تذکرہ کیا ہے۔

اس شبہہ کے باطل ہونے کے متعدد دلائل ہیں، مثلاً: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں جبریل علیہ السلام کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں داخل نہ ہونے کی وجہ تصاویر والا پردہ ہونے کا بیان ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سروں کو مسخ کرنے اور پردے کو روندی جانے والی چٹائی بنانے کا حکم دیا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لٹکائے ہوئے تصاویر والے پردے کو اپنے ہاتھ سے چاک کیا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے گھر سے تصاویر والے پردے کو دیکھ کر پلٹ آئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ میں بنی تصاویر مٹانے کا حکم دیا، بعض کو اپنے ہاتھ سے مٹایا تھا۔ یہ وہ تصاویر تھیں جو کعبہ کی دیواروں اور ستونوں میں منقوش تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور کپڑا گیلا کر کے ان تصاویر پر مار کر انھیں مٹایا۔

علاوہ ازیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تصاویر و تماثیل والی کوئی چیز توڑے بغیر نہیں چھوڑتے تھے۔ اسی طرح سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

[1] الجواب الشافي في إباحة التصوير (ص: ٢٣)

نے مروان بن حکم کے گھر کی دیواروں پر تصویر بنانے والے کا انکار کیا اور اسے منع کرتے ہوئے حدیث قدسی سے استدلال کیا۔

امام مسروق رحمہ اللہ نے بھی ان تصاویر کا انکار کیا تھا جو یسار بن نمیر کے گھر میں تھیں اور بطور دلیل عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پیش کی۔ ان کے علاوہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جس میں آپ رضی اللہ عنہ کو تمام تصاویر مٹانے کا حکم دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے یہ تمام احادیث مکمل طور پر پہلے گزر چکی ہیں، ان کی طرف رجوع کیا جائے تو اس شبہے کی مکمل تردید ہو جائے گی، بلکہ ان میں سے ہر حدیث اس لائق ہے کہ تنہا اس کی تردید کے لیے کافی ہو۔ واللہ الموفق.[1]

❁ فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن محمد بن حمید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تصویر کا حرام ہونا ایک حقیقت ہے، لیکن جب واسطہ زیادہ پڑے تو احساس کم ہو جاتا ہے، اس لیے تصویر کے حرام ہونے کے قائل شخص کے بارے میں لوگ کہتے ہیں: ''یہ قرونِ وسطیٰ میں زندگی گزار رہا ہے'' لوگوں کی اس بات کی وجہ اپنے نبی کی شریعت اور اپنے اسلام سے ناواقف و جاہل ہونا ہے۔

صبح و شام اور دن رات کے دیگر اوقات میں وہ اپنے گھروں میں تصاویر دیکھنے کے عادی ہو چکے ہیں، اس لیے انھوں نے اس کے جائز و مباح ہونے کا گمان کر لیا ہے، جب کہ بہت سی احادیث سے تصاویر کے حرام ہونے کے دلائل ملتے ہیں، مثلاً: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

«كُلُّ مُصَوِّرٍ فِيْ النَّارِ يُجْعَلُ لَهُ بِكُلِّ صُورَةٍ صَوَّرَهَا نَفْسًا فَتُعَذِّبُهُ فِيْ جَهَنَّمَ»[2]

---

[1] إعلان النكير (ص: ٧٧ـ ٧٨)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢١١٢) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١١٠)

''ہر مصور آگ میں ہے، اس کے لیے ہر اس تصویر کے بدلے، جو اس نے بنائی ہوگی، جہنم میں ایک نفس ہوگا جس کے ذریعے اسے عذاب دیا جائے گا۔''

یہ حدیث تصویر کے حرام ہونے میں صریح ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان: قیامت کے دن سب لوگوں سے سخت عذاب اس شخص کو ہوگا جو اللہ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت کرتا ہے۔'' بھی تصاویر کے حرام ہونے کی دلیل ہے۔

بعض لوگوں کا یہ خیال کہ مجسم تصاویر حرام ہیں اور عکسی تصاویر میں کوئی حرج نہیں، سراسر غلط خیال ہے، اس لیے کہ احادیث مجسم اور غیر مجسم دونوں طرح کی تصاویر کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ مجسم تصاویر کو مٹانا کافی نہیں، بلکہ انھیں توڑ کر زائل کرنا ضروری ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا بولا جانے والا لفظ ''طمس'' ان تصاویر پر لاگو ہوتا ہے جو ورق وغیرہ پر بنی ہوں، جن کا الگ کوئی وجود نہ ہو۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ائمہ اربعہ تصویر کے حرام ہونے پر متفق تھے، چاہے اس کا کوئی سایہ ہو یا نہ ہو۔''

اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مصور سے کہا تھا:

''اس کے بغیر گزارا نہیں تو پہاڑوں اور درختوں وغیرہ کی طرح بے روح چیزوں کی تصاویر بنا لو۔''

حنبلی لوگوں کا موقف بھی یہی ہے کہ بے روح چیز کی تصویر جائز ہے۔ حرمت پر دلالت کرنے والی احادیث ذی روح چیز کی تصویر کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی یہی موقف ہے۔ واللہ أعلم.[1]

[1] فتاویٰ الشیخ عبد اللہ بن حمید (ص: ۳۵)

❀ الشیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بلاشبہہ یہ حرمت ان تصاویر کو بھی شامل ہے جو غیر مجسم اور بے سایہ ہوتی ہیں، اس لیے کہ جبریل علیہ السلام کا یہ فرمان: ''ہم تصاویر والے گھر میں داخل نہیں ہوتے'' عام ہے۔ اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں پردے پر بے سایہ تصاویر کا ذکر ہے۔ اس معاملے میں کوئی فرق روا نہیں، تصویر کپڑے پر چھپی ہوئی ہو یا ورق پر لکھی ہوئی یا فوٹو گرافی کے آلے کے ذریعے تیار کی ہوئی ہو، اس لیے کہ یہ تمام تصاویر ہی ہیں۔ اس کے باوجود ہاتھ سے بنی ہوئی تصویر اور فوٹو گرافی کی تصویر میں فرق کرنا، پہلی کو حرام اور دوسری کو جائز قرار دینا، حق سے انحراف اور مذموم جمود ہے، جس کی وضاحت میں نے ''آداب الزفاف في السنة المطهرة'' (ص: ۱۱۲۔ ۱۱۴) میں کر دی ہے۔[1]

❀ الشیخ صالح بن ابراہیم البلیہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مجسم اور غیر مجسم تصویر میں عدمِ فرق کے دلائل بہت زیادہ ہیں، ہم بعض کا ذکر کرتے ہیں، تاکہ حق ظاہر اور روشن ہو جائے۔

۱۔ پہلی دلیل: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث عام ہیں، فرق کے دعوے دار پر دلیل لازم ہے۔

۲۔ دوسری دلیل: اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت کی علت، مجسم اور غیر مجسم دونوں طرح کی تصویر میں موجود ہے۔

۳۔ تیسری دلیل: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لٹکائے گئے پردے والی حدیث واضح طور پر دلالت کرتی ہے کہ مجسم و غیر مجسم تصویر میں کوئی فرق نہیں۔

[1] سلسلة الأحاديث الصحيحة (۱/ ۶۹۲۔ ۶۹۳)

۴۔ چوتھی دلیل: فتنے کا سبب ہونے کی علت دونوں میں موجود ہے، برابر ہے کہ وہ علت عبادت ہو یا کوئی اور معاملہ۔

۵۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھیجتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا: ''کسی بلند قبر کو برابر کیے بغیر اور کسی تصویر کو مٹائے بغیر نہ چھوڑنا۔'' آپ کے یہ الفاظ عام ہیں اور مٹانے کے الفاظ کا اطلاق غیر مجسم تصویر پر زیادہ صریح ہے، ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مٹانے کے بجائے توڑنے یا زائل کرنے کے الفاظ استعمال کرتے۔

۶۔ چھٹی دلیل: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے، جب انھوں نے ایک آدمی کو مدینہ بھیجا کہ ''وہاں کسی تصویر کو مسخ کیے بغیر نہ چھوڑنا'' غیر مجسم تصویر کے بارے میں یہ فرمان بھی صریح ہے، اس لیے کہ مسخ کرنا مجسم میں نہیں ہوتا۔

۷۔ ساتویں دلیل: سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پانی کا ڈول منگوایا اور تصاویر مٹانے لگے۔ غور کرو! اب اگر وہ تصاویر مجسم ہوتیں تو انھیں پانی سے زائل کرنا کیسے ممکن تھا۔

۸۔ آٹھویں دلیل: فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ہے جو ساتویں دلیل کی طرح حجت ہے۔

۹۔ نویں دلیل: سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث اور فضل رضی اللہ عنہ کی دوسری حدیث ہے، جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زمزم کا پانی لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑا بھگونے اور تصاویر مٹانے کا حکم دیا۔

یہ ایک معروف و مسلّم بات ہے کہ اگر وہ مجسم ہوتیں تو بھیگے کپڑے میں موجود پانی کے ساتھ کیسے زائل ہوتیں؟!

اس کی وضاحت یہ ہے کہ کعبہ کی دیواروں پر موجود تصاویر نقوش اور رنگ

کے ساتھ بنی ہوئی تھیں۔ اس کی دلیل احمد تیمور پاشا اپنی کتاب "التصوير عند العرب" میں لکھتے ہیں:

"جاہلیت و اسلام دونوں ادوار میں دیواروں پر تصویر اہلِ عرب کے ہاں معروف تھی۔ کعبہ شریف کی دیواروں پر بھی تصاویر بنا دی گئی تھیں، جب مکہ فتح ہوا تو وہ تصاویر مٹا دی گئیں۔"

۱۰۔ شیبہ کی حدیث ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ نے انھیں تصاویر زائل کرنے کا حکم دیا تو مجلس میں موجود ایک شخص نے زعفران کے استعمال کا مشورہ دیا۔ یہ بھی واضح ہے کہ اگر وہ مجسم تصاویر ہوتیں تو زعفران کے استعمال پر اکتفا کیسے درست ہوتا۔

۱۱۔ گیارھویں دلیل: یہ ایک معلوم شدہ بات ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مال کو ضائع کرنے سے منع کیا ہے۔ اگر غیر مجسم تصویر جائز ہوتی تو آپ ﷺ اسے تلف کرنے اور اس چیز کو تلف کرنے کا حکم نہ دیتے، جس میں تصویر تھی۔

۱۲۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ان تصاویر کا انکار ہے جو انھوں نے مروان کے گھر میں دیکھی تھیں۔ علامہ قسطلانی "إرشاد الساري" میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں:

«وظاهره يتناول ما له ظلٌّ وَمَا لَيسَ لَهُ ظِلٌّ، فَلِذَا أَنكر أَبُو هُرَيْرَة مَا نُقِشَ فِيُ سَقُفِ الدَّارِ»

"اس کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم تصویرِ مجسم و غیر مجسم دونوں کو شامل ہے، اسی وجہ سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے گھر کی چھت میں منقش تصاویر کا انکار کیا ہے۔"

یہ تصاویر دنیا و آخرت کی متعدد سزاؤں کا موجب ہیں، مثلاً: ان فرشتوں کا تصویر والے گھر میں داخل نہ ہونا، جن کا دخول رحمت و برکت اور سکون و اطمینان کا باعث ہے اور آخرت میں سخت وعید اور شدید عذاب صاحبانِ تصاویر کا انجام ہے۔

اس لیے اے میرے پیارے مسلمان بھائی! ان جلیل القدر علما کی باتوں پر توجہ رکھو جو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے بعد امت کے لیے اسوہ کی حیثیت رکھتے ہیں، مثلاً: امام نووی رحمہ اللہ شرح مسلم کی ساتویں جلد میں لکھتے ہیں:

"ہمارے اصحاب اور دیگر اہلِ علم کا کہنا ہے کہ حیوان کی صورت کی تصویر کشی سخت حرمت کے ساتھ حرام اور کبیرہ گناہ ہے، اس لیے کہ احادیث میں اس کی سخت وعید بیان ہوئی ہے۔ برابر ہے کہ اسے قابلِ توہین چیز پر بنایا جائے یا قابلِ تعظیم چیز پر۔ اسے بنانا ہر صورت میں حرام ہے، اس لیے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت ہے۔ نیز اس کا کسی کپڑے، چٹائی، درہم و دینار، روپیہ پیسہ، برتن یا کسی دیوار وغیرہ پر بنانا ہر صورت میں برابر ہے، لیکن درختوں، اونٹ کے کجاووں اور پہاڑوں وغیرہ بے روح چیزوں کی تصاویر میں کوئی حرج نہیں۔ رہا تصاویر کو محفوظ رکھنے کا معاملہ تو اگر تصویر ذی روح کی ہے، دیوار پر معلق ہے یا پہننے والے کپڑے اور پگڑی وغیرہ میں بنی ہوئی ہے تو اس کے حرام ہونے میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں۔ ان تمام صورتوں میں مجسم اور غیر جسم تصویر کا کوئی فرق نہیں۔ تصویر کے حوالے سے ہمارے موقف کا یہ خلاصہ ہے

اور یہی جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین رحمہم اللہ اور ان کے بعد والوں کا موقف ہے۔ امام ثوری، مالک اور ابوحنیفہ رحمہم اللہ وغیرہ بھی اس کے حامل ہے۔

''رہا بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ سایہ دار چیز کی تصویر منع ہے، بے سایہ کی تصویر میں کوئی حرج نہیں، یہ ایک باطل مذہب ہے، اس لیے کہ وہ پردہ جس میں تصویر کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا تھا، ہر ایک کے نزدیک مذموم ہے، اس کی تصویر بے سایہ یعنی غیر مجسم تھی۔''

امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''تصویر کی حرمت بالعموم ہے۔ اسی طرح تصویر والی چیز کا استعمال اور تصویر والے گھر میں داخلہ بھی منع ہے۔ چاہے وہ تصویر کسی کپڑے میں رقم ہو یا نہ ہو، چاہے وہ کسی دیوار، کپڑے یا چٹائی میں بنی ہو۔ حرمت میں برابر ہے، احادیث کے ظاہر پر عمل کا تقاضا یہ ہے کہ قابلِ توہین اور قابلِ تعظیم تصاویر سے اجتناب کیا جائے۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ''فتح الباري'' میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے پہلے فرماتے ہیں:

''مجسم اور غیر مجسم اشیا کی تصویر کے حرام ہونے میں وہ حدیث بھی فائدہ دیتی ہے، جسے امام احمد رحمہ اللہ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔'' پھر گذشتہ حدیث کو بیان کیا۔

نیز فرمایا:

''ابن العربی نے اس بات کو صحیح قرار دیا ہے کہ جس تصویر کا سایہ نہیں ہوتا، جب وہ اپنی اصل پر باقی رہے تو حرام ہے۔ اس کی

اہانت ہو یا نہ ہو برابر ہے اور اگر اس کا سر کاٹ دیا جائے یا اصل حالت میں بگاڑ پیدا کر دیا جائے تو جائز ہے۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

''ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تصویر شکن تھے، چاہے وہ سایہ دار ہو یا بے سایہ، روندی جائے یا تعظیم کی جائے، کپڑوں میں ہو یا دیوار، فرش اور اوراق وغیرہ پر، برابر ہے۔''

قسطلانی رحمہ اللہ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے تصاویر کے انکار کو مجسم و غیر مجسم میں فرق نہ ہونے کی دلیل بنایا ہے، ایک مقام پر انھوں نے لکھا:

''حیوان کی تصویر دیواروں، چھتوں، زمین اور کپڑوں وغیرہ پر بنانا حرام ہے۔''

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ذی روح کی ہر تصویر حرام ہے، چاہے اس کا مجسمہ بنایا جائے یا وہ کسی چھت یا دیوار میں منقوش ہو، کسی چٹائی پر بنائی گئی ہو یا کسی کپڑے اور جگہ میں بنی ہوئی ہو۔ احادیث کے عموم میں شامل ہونے کی وجہ سے تصویر کی یہ تمام صورتیں حرام ہیں۔ ان سے اجتناب اور حتی الامکان ان کو تلف کرنا واجب ہے۔''

امام شوکانی رحمہ اللہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا ''ہر مصور'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا: ''ہر اس

تصویر کے بدلے جو اس نے بنائی'' اس بات کی دلیل ہے کہ کپڑے میں مطبوع تصویر اور مستقل جسم رکھنے والی تصویر میں کوئی فرق نہیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی گذشتہ حدیث اس کی تائید کرتی ہے۔''

یہاں تک کہ امام شوکانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

''ان تمام احادیث کا تقاضا یہ ہے کہ مطبوع اور مستقل تصویر میں کوئی فرق نہ رکھا جائے، اس لیے کہ تصویر کا اطلاق دونوں پر ہوتا ہے، لغت کی کتابوں میں مطبوع تصویر کو شکل کا نام دیا جاتا ہے اور اس کا اطلاق کپڑوں پر چھپنے والی تصویر پر ہوتا ہے۔''

الشیخ نواب صدیق حسن خاں قنوجی رحمہ اللہ ''السراج الوهاج'' میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

''یہ حدیث اپنے معنی میں حیوان کی تصویر کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہے اور وہ شدید حرمت کے ساتھ حرام ہے اور کبیرہ گناہوں میں شمار ہے، برابر ہے کہ اسے قابلِ تعظیم چیز پر بنایا جائے یا قابلِ توہین چیز پر، اس کا بنانا ہر حال میں حرام ہے۔''

تصویر کا موجودہ دور میں عام ہونا قربِ قیامت کی نشانیوں سے ہے، کھانے پینے کی اشیا، کپڑے، سواریاں، کتابیں، برتن اور درہم و دینار وغیرہ بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو تصویر سے محفوظ نہیں، اس کی اس قدر بھرمار ہے کہ بچنا مشکل ہے۔ فإنا للہ وإنا إليه راجعون.

المعصومی ''عقد الجوهر الثمین'' میں فرماتے ہیں:

''ذی روح حیوانوں کی تصویر کشی حرام اور کبیرہ گناہ ہے، اس کا

ارتکاب جائز نہیں، برابر ہے کہ وہ مجسم ہو یا منقوش، ہاتھ سے بنی ہو یا فوٹو گرافی سے، البتہ درختوں وغیرہ بے روح چیزوں کی تصویر کشی میں کوئی حرج نہیں، اگرچہ بہتر ان میں بھی ترک کرنا ہے۔‘‘

الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ اس حوالے سے وارد شدہ بعض احادیث ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

’’یہ احادیث اور ان کے ہم معنیٰ دیگر احادیث ہر ذی روح چیز کی تصویر کے حرام ہونے اور ان کبیرہ گناہوں میں شمار ہونے پر دلالت کرتی ہیں، جن پر آگ کی وعید وارد ہوئی ہے۔ یہ احادیث تصاویر کی تمام قسموں کو شامل ہیں، چاہے وہ مجسم ہو یا غیر مجسم، دیوار، پردے، قمیص، آئینے یا ورق پر بنی ہو یا ان کے علاوہ کسی اور چیز پر۔‘‘

ذکر کردہ احادیث و دلائل اور علما کے اقوال بیمار کی شفایابی اور پیاسے کی سیرابی کے لیے کافی ہیں۔ اس شخص کے لیے مفید ہیں جو تعصب اور خواہش پرستی سے بَری ہو۔ یہاں ایسے لوگوں کے اقوال سے گریز کیا گیا ہے جن کے اقوال شفا و سیرابی سے خالی ہیں، بلکہ مٹی کو مزید تر کرنے اور شکوک وشبہات کو بڑھانے کا باعث ہیں۔

چنانچہ ایسے مسلمان پر جو صحیح معنوں میں اپنا خیر خواہ ہو، یہ لازم ہے کہ وہ اپنے قول وفعل اور اعتقاد میں تصاویر کے خلاف صف آرا ہو جائے۔ حتی الامکان انھیں تلف کرے، اس لیے کہ یہ گناہ و نافرمانی ہیں اور گناہ کا انکار واجب ہوتا ہے۔ تصاویر کے گھر میں داخل ہونے کے سامنے رکاوٹ بن جائے، اگرچہ اس کی کثرت اور عام ہونے کی وجہ سے اسے زیادہ محنت کرنی پڑے۔ البتہ گھر سے

اس کا ازالہ ضروری ہے، اس لیے کہ وہ ایک نافرمانی ہے، اسے گھر میں ٹھہرانا اس پر راضی ہونے کے مترادف ہے اور نافرمانی پر راضی ہونا بھی نافرمانی ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَن يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَل لَّهُ مَخْرَجًا﴾ [الطلاق:۲]

''اور جو شخص اللہ سے ڈرے تو وہ اس کے لیے (مشکلات سے) نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے۔''

انتہائی افسوس ناک بات یہ ہے کہ مسلمان نوجوان ایسے مجلّات اور رسائل کے فتنے سے متاثر ہو چکے ہیں جو بے حیا اور برہنہ عورتوں کی تصاویر شائع کرتے ہیں، جو مسلم جوانوں کے لیے زہرِ قاتل ہیں اور ان کے اہداف میں بہت سے مذموم نقصانات ہیں۔ لہٰذا اربابِ اختیار و اقتدار پر لازم ہے اور بالخصوص علمائے اسلام کی ذمے داری ہے کہ وہ تصاویر کو اپنے ملک میں داخل ہونے سے حتی الامکان روکیں، بازاروں میں اس کی سرعام خرید وفروخت پر پابندی لگائیں، اس لیے کہ تصاویر دین اور اسلامی معاشرے کے لیے انتہائی نقصان دہ ہیں۔

اس امر میں کوئی شک نہیں کہ یہ مغرب کا ہم پر سنگین وار ہے، ہم بشارتیں سنانے والے غیر مسلم سیاست دانوں سے متاثر ہو جاتے ہیں، جو اہلِ عرب اور ان کے دین کے ساتھ مکروفریب میں مشغول ہوتے ہیں۔ انھیں معلوم ہے کہ تصاویر سے اخلاقیات میں بگاڑ آئے گا اور جب اخلاقیات میں بگاڑ آیا تو دین میں کمزوری ہوگی، دین کمزور ہوا تو وہ اپنے مقاصد میں کلی یا جزوی طور پر کامیاب ہو جائیں گے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلمانوں کی قوت کا پہلا راز ان کے دین اور

اسلامی اقدار کی حفاظت ہے، پھر سامانِ حرب و جنگ ہے، چنانچہ جب دین میں کمزوری ہوئی تو امت کا امن داؤ پر لگ جائے گا۔

اب تک پیش کردہ گفتگو بآسانی ملنے والی تھی، اگر ہم مکمل احادیث اور اس بارے میں علما کے اقوال کا احاطہ کرتے تو یہ سفر کافی لمبا ہو جاتا۔ یہ مقام اختصار کا متقاضی ہے اور ہمارے ذکر کردہ میں کفایت ہے۔

الحمد للہ! اب ہم قلم کو مزید چلانے میں توقف کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سیدھا راستہ دکھانے والا ہے، وہ ہمیں کافی اور بہترین کارساز ہے۔[1]

فوٹو گرافی اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کی تقلید نہیں:

ان کا یہ گمان کہ فوٹو گرافی اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کی تقلید نہیں ہے۔

سوال عکسی فوٹو گرافی کی تصویر کی حرمت پر بہت سے شبہات اٹھائے جاتے ہیں، ہم جناب کی خدمت میں ان کی مکمل تردید کے درخواست گزار ہیں:

أ۔ لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ فوٹو گرافی کی تصویر اللہ کے پیدا کرنے کی تقلید نہیں ہے، بلکہ وہ کسی شخص کے عکس کو فلم پر طبع کرنے کا نام ہے اور اس تصویر کی تشکیل میں انسان کا کوئی دخل نہیں ہے۔

ب۔ وہ کہتے ہیں کہ تصویر آئینے کی طرح ہے، جب انسان اس کی طرف دیکھتا ہے، اگر بالفرض آئینے میں تصویر ہے تو کیا وہ حرام ہوگی؟

ج۔ وہ کہتے ہیں کہ جو شخص ٹیلی ویژن دیکھنے کی اس شرط کے ساتھ اجازت دیتا ہے کہ اس میں کوئی حرام چیز نہ ہو تو ایسے شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ تصویر کی اجازت بھی دے دے، اس لیے کی ٹیلی ویژن پر چلنے والی ویڈیو

[1] الدرر السنية (١٥/ ٣٠٧۔ ٣١٦)

بھی تو تصاویر کا مجموعہ ہوتی ہے، جن کی تیز رفتار تیاری ان کے متحرک ہونے کا وہم دلاتی ہے۔

د۔ وہ کہتے ہیں کہ تصویر اگر حرام ہے تو ایسے شخص کے پاسپورٹ کی تصویر بھی ناجائز ہے، جو مثلاً: مصر سے حج کے لیے مکہ آتا ہے، اس لیے کہ انسان چوری سے بچتا ہے کہ چوری کے مال سے حج کرے۔ اسی طرح وہ حج کی خاطر تصویر سے بھی بچے۔ شناختی کارڈ اور دیگر ضرورتوں کے لیے بھی یہ ناجائز ہو۔

جواب مستقل کمیٹی برائے افتاء رسول اللہ ﷺ سے ثابت شدہ ادلہ کی بنیاد پر ذی روح چیز کی تصویر کے حرام ہونے کا فتویٰ صادر کرتی ہے۔ یہ ادلہ محنت و مشقت سے تصویر بنانے والے اور بغیر محنت و مشقت کے تصویر بنانے والے ہر دو کو شامل ہیں۔ نیز تصویر سازی بذریعہ ہاتھ ہو یا اسٹوڈیو وغیرہ دیگر آلات کے ذریعے ہو برابر ہے، لیکن جب تصویر بنانے کی مجبوری ہو تو مجبوری کی وجہ سے وہ جائز ہوگی، مثلاً: ملازمت کارڈ، پاسپورٹ، مجرموں کی پہچان اور گرفتاری کے لیے جب وہ فرار ہو جائیں، اسی طرح دیگر ان مقاصد کے لیے تصویر جائز ہے، جن کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔

اسی طرح ذی روح چیز کی وہ تصویر جو قدموں تلے روندی جائے، یعنی جس کی توہین و تذلیل ہو، اس کی گھر میں موجودگی سے کوئی شرعی رکاوٹ نہیں ہے۔ مجبوری کے تحت بننے والی تصاویر حسبِ ضرورت گھر میں یا جیب میں رکھی جا سکتی ہیں۔ البتہ تعظیم و تکریم کی غرض سے گھر میں کوئی تصویر رکھنا جائز نہیں ہے۔

ایسی تصویر گھر میں رکھنے والے شخص کے دل کی کیفیت مختلف ہونے کی وجہ سے اس کے شرکِ اکبر یا گناہ ہونے میں اختلاف ہے۔ اور کسی شخص کی یاددہانی

کے طور پر کسی تصویر کو محفوظ رکھنا بھی جائز نہیں، اس لیے کہ تصویر کے معاملے میں اصل حرام ہونا ہے۔ کسی شرعی عذر کے بغیر اسے بنانا یا گھر میں رکھنا جائز نہیں، جب کہ یاد دہانی شرعی اغراض میں شامل نہیں ہے۔

مجلّات میں نشر ہونے والی عریاں و نیم عریاں تصاویر کی وجہ سے انھیں بھی خریدنا اور گھر لانا درست نہیں، اس لیے کہ ان میں موجود مفید باتوں کے مقابلے میں ان تصاویر کا نقصان زیادہ ہے اور اگر وہ مفید باتوں سے بھی خالی ہوں تو ان کی خریداری کا معاملہ حرام ہونے میں بڑھ جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ الْحَلَالَ بَيِّنٌ وَإِنَّ الْحَرَامَ بَيِّنٌ، وَبَيْنَهُمَا أُمُورٌ مُشْتَبِهَاتٌ لَا يَعْلَمُهُنَّ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، فَمَنِ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ فَقَدِ اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ وعِرْضِهِ، ومَنْ وَقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ وَقَعَ فِي الْحَرَامِ، كَالرَّاعِي يَرْعَى حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يَرْتَعَ فِيهِ، أَلَا وَإِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى، أَلَا وَإِنَّ حِمَى اللَّهِ مَحَارِمُهُ»[1]

”بلاشبہہ حلال واضح ہے، بلاشبہہ حرام واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان کئی ایک مشتبہ امور ہیں جن سے لوگوں کی اکثریت ناواقف ہے۔ پس جو شخص شبہات سے بچ گیا، اس نے اپنے دین اور عزت کو بچا لیا اور جو شبہات میں واقع ہوا، حرام میں واقع ہوگیا، جس طرح چرواہا ہے جو چراگاہ کے گرد چرائے تو قریب ہے کہ اس میں واقع ہو جائے۔ سنو! ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہے، سنو! بلاشبہہ اللہ کی چراگاہ اس کے حرام کردہ کام ہیں۔“

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٥٢) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٥٩٩)

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

«دَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلٰى مَا لَا يَرِيبُكَ »[1]

''شک میں ڈالنے والے کام کو چھوڑ اور شک سے خالی کام میں مصروف ہو جا۔''

ایک آدمی آپ ﷺ سے نیکی کے بارے پوچھنے آیا تو آپ ﷺ نے اس سے کہا:

«اَلْبِرُّ مَا اطْمَأَنَّتْ إِلَيْهِ النَّفْسُ، وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي النَّفْسِ وَتَرَدَّدَ فِي الصَّدْرِ وَإِنْ أَفْتَاكَ النَّاسُ وَأَفْتَوْكَ »[2]

''نیکی وہ ہے جس کی طرف نفس مطمئن ہو اور دل اس سے سکون حاصل کرے، جب کہ گناہ وہ ہے جو نفس میں کھٹکے اور سینے میں تردد پیدا کرے، اگرچہ لوگ (اس کے جواز کا) تجھے فتویٰ دیں۔''

دوسری بات یہ ہے کہ عکسی تصویر آئینے میں نظر آنے والی صورت کی مانند نہیں ہے۔ آئینے کی صورت تو ایک خیال ہے جو پیچھے ہٹنے سے زائل ہو جائے گی، جب کہ عکسی تصویر آلۂ تصویر سے ہٹ جانے کے بعد قائم رہتی ہے۔ وہ عقیدے میں بگاڑ اور اپنے جمال کی وجہ سے اخلاقیات میں زوال کا سبب بنتی ہے۔ اسے بعض اوقات ضروری کاموں میں استعمال بھی کر لیتے ہیں، مثلاً:

---

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٥١٨) سنن النسائي، رقم الحديث (٥٧٧١) صحيح الجامع، رقم الحديث (٣١٩٤)

[2] مسند أحمد (٤/ ٢٢٨) سنن الدارمي (٣٢٠) اس میں ایوب بن عبد اللہ بن مکرز راوی ضعیف ہے۔ نیز اس میں انقطاع والا نقص بھی ہے، مگر صحیح مسلم کی حدیث اس سے مستغنی کرتی ہے۔ (صحيح مسلم، رقم الحديث: ٢٥٥٣)

پاسپورٹ، اجازت نامہ برائے قیام یا ڈیوٹی یا ڈرائیونگ لائیسنس وغیرہ میں۔

عکسی تصویر صرف چھاپا نہیں، بلکہ یہ ایک آلے کے ساتھ ایسا کام کرنا ہے جس سے تصویر چھپتی ہے، اس صنعتی آلے کے ساتھ یہ اللہ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ خدائی تخلیق کے ساتھ مشابہت اور عقیدے و اخلاق میں بگاڑ کا ذریعہ ہونے کی وجہ سے تصویر کی حرمت عام ہے۔ تصویر کے آلے یا طریقے کو دیکھنے کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

رہی بات ٹیلی ویژن کی، اس میں گانا بجانا، موسیقی، تصویر کشی اور تصویر پیشی وغیرہ دیگر برائی کے پروگرام دیکھنا حرام ہے۔ اس میں دیکھے جانے والے جائز پروگرامز وہی ہیں جو شرعی طور پر جائز ہیں، مثلاً: اسلامی محافل ومجالس اور تجارتی و سیاسی نشریات وغیرہ اور جب اس کا شر خیر پر غالب ہو تو حکم غالب کا ہوگا۔

وبالله التوفيق، وصلى الله علىٰ نبينا محمد، وآله وصحبه وسلم.[1]

❀ فضیلۃ الشیخ البانی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ تصویر میں تخلیقِ خداوندی کی مشابہت نہیں ہے، اس لیے کہ انسانی ہاتھ اور فوٹو گرافی میں فرق ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا:

یہ سوال بھی عصرِ حاضر کی ایک آزمایش کا ترجمان ہے۔ سوال کے مطابق بعض لوگ اس بات کے دعوے دار ہیں کہ فوٹو گرافی کی تصویر میں وہ علت نہیں ہے جس پر بعض صحیح احادیث میں نص وارد ہوئی ہے۔ حالاں کہ حقیقت اس کے برعکس ہے، بلاشبہہ یہ تصویر بھی تخلیقِ الٰہی کی مشابہت ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوے یا سفر پر نکلے ہوئے تھے۔ گھر کے دروازے سے

[1] فتاویٰ اللجنة الدائمة للافتاء (١/ ٦٧١ـ ٦٧٤) المجموعة الأولىٰ، رقم الفتویٰ (٤٥١٣)

داخل ہوئے تو تصاویر والا ایک پردہ دیکھ کر رک گئے، آگے نہ بڑھے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: ''یا رسول اللہ! اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہے تو میں اللہ سے بخشش مانگتی ہوں... الخ۔''

وہ لوگ جو حدیث صحیح کے اس جملے: «يُضَاهُونَ خَلْقَ اللّٰهِ» سے فوٹوگرافی کی تصویر کے مباح ہونے کا استدلال کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ''اس سے مراد ہاتھ کی تصویر کی مشابہت ہے، فوٹوگرافی کی تصویر میں کوئی مشابہت نہیں۔'' مجھے تو اس تکلف سے بڑا تعجب ہو رہا ہے۔ میرے دل میں یہ خیال آتا ہے کہ کیا یہ لوگ وہم کا شکار ہیں؟ یا یہ وہم کے ذریعے غلبہ چاہتے ہیں؟ انھیں اپنے نظریے کے خلاف کا علم ہے؟ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ ''کن فیکون'' کے ساتھ موصوف ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴾ [یٰس: ۸۲]

''جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو بس اس کا حکم صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ اس سے کہتا ہے: ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔''

ان دو تصویروں سے کون سی تخلیقِ الٰہی کے زیادہ قریب اور مشابہ ہے؟ وہ تصویر جسے کوئی مصور دن رات لگا کر ہاتھ سے تیار کرتا ہے، اس میں ہونے والی کمی کوتاہی کو بار بار درست کرتا ہے، اس کی تیاری میں لمحے یا گھڑیاں نہیں گھنٹے اور دن لگتے ہیں، پھر کہیں جا کر وہ دیکھنے میں درست لگتی ہے۔ تو کیا یہ تصویر اللہ تعالیٰ کے کسی چیز کو کُن کہہ کر بنانے کے ساتھ مشابہت رکھتی ہے؟ یا وہ تصویر جو محض بٹن دبانے سے ایک لمحے میں اس سے بہتر صورت میں ظاہر ہو جاتی ہے؟ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ دوسری زیادہ مشابہہ ہے۔ اس میں تخلیقِ الٰہی کے

ساتھ پہلی کی نسبت زیادہ مشابہت ہے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ تصویر بنانے والا شخص چاہے بت اور مورتی بنائے، کس چیز کی تصویر بناتا ہے؟ وہ انسان کے ظاہر ہی کی تصویر بناتا ہے۔ اندرونی اعضا، مثلاً: دل، معدہ، رگیں، جگر و مثانہ وغیرہ جو اللہ تعالیٰ کی عجب تخلیق کے مظاہر ہیں، ان کی تصویر کشی کی کوئی انسان طاقت ہی نہیں رکھتا، اس لیے یہ لوگ ظاہر کی تصویر کشی کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی بیان کردہ مشابہت بھی اسی ظاہری تصویر کے متعلق ہے۔ حقیقی مشابہت مراد نہیں، کیوں کہ انسان کا اس تک پہنچنا محال ہے۔ اب اگر ہم نے اس بات سے واقفیت حاصل کر لی ہے تو غور کریں کہ ظاہری شکل وصورت میں ہاتھ سے بنی ہوئی تصویر میں زیادہ مشابہت ہوتی ہے یا کیمرے سے بنی ہوئی تصویر میں۔ یقیناً فوٹو گرافی پر کیمرے کی تصویر زیادہ مشابہ ہوگی۔

تصاویر کے حرام ہونے کی اس وجہ، یعنی مشابہتِ الٰہی کے علاوہ بھی ایک وجہ ہے جو ان لوگوں پر مخفی ہے۔ وہ علت جسے شارع حکیم نے تصویر کے حرام ہونے میں وجہ بنایا ہے، وہ تصویر کا غیر اللہ کی عبادت کا سبب ہونا ہے۔ جیسا کہ کتبِ تفسیر میں قومِ نوح علیہ السلام کے نیک لوگوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں منقول ہے:

﴿وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا﴾ [نوح: ۲۳]

''اور انھوں نے کہا: تم ہرگز اپنے معبودوں کو نہ چھوڑو، اور ہرگز نہ چھوڑو تم وَدّ کو اور نہ سُواع کو اور نہ یَغُوث اور یَعُوق اور نَسر کو۔''

نیز فرمایا:

﴿ وَقَدْ أَضَلُّوا كَثِيرًا ﴾ [نوح: ٢٤]

''اور بلاشبہ انھوں نے بہتوں کو گمراہ کیا۔''

اس آیت کی تفسیر میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر اسلاف کا کہنا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے پانچ نیک بندے تھے، جب فوت ہوئے تو ابلیس لوگوں کے پاس آیا اور ان کے لیے اس بات کو مزین کیا کہ تم ان کی قبریں ان کے گھروں کے صحنوں میں بنا دو۔ دوسرے لوگوں کے قبرستان میں ان کی تدفین نہ کرنا۔ اس نے بطور حجت یہ بات بنائی کہ یہ اللہ کے نیک بندے تھے، ان کی یاد کا تمھارے قلوب و اذہان میں ہمیشہ رہنا ضروری ہے، جب تم انھیں عام لوگوں کے ساتھ دفن کرو گے تو ان کی یاد تمھارے دلوں میں باقی نہیں رہے گی۔ اس طرح ابلیس ان کی قبریں ان کے گھروں میں بنوانے میں کامیاب ہوگیا۔

پھر کچھ عرصہ گزرنے کے بعد وہ ان کے پاس آیا اور کہا: میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں کہ تم ان پانچ بزرگوں کی مورتیاں بنا لو، تاکہ ان کی یاد تمھارے دلوں میں تادیر باقی رہے، اس لیے ان قبروں کو قدرتی آفات، مثلاً: بارش، طوفان و آندھی اور سیلاب وغیرہ کا سامنا ہوگا یہ مٹ جائیں گی، پھر ان کا کوئی اثر نہیں رہے گا۔ انھوں نے اس کی یہ نصیحت بھی قبول کر لی، حالاں کہ شیطان نے انسان کی کبھی خیر خواہی نہیں کی، لیکن انھوں نے اس کے وساوس میں آ کر ان پانچوں کے بت تراش لیے۔

جب ان کے بعد اگلی نسل آئی تو شیطان نے ان سے کہا: تمھارے لیے لازم ہے کہ تم ان بتوں کے ساتھ ان کے مقام و مرتبے کے مطابق سلوک کرو۔

انھوں نے ان بتوں کی خاطر علاحدہ ایک گھر بنایا اور انھیں بلند جگہوں پر نصب کیا۔

پھر جب یہ نسل گزر گئی، نئی نسل آئی تو شیطان نے انھیں یہ وسوسہ ڈالا کہ ان بتوں کو بلند مقام پر رکھنے کا مقصد ان کی تعظیم و عبادت ہے۔ اس طرح انھوں نے ان کی عبادت اور ان کے سامنے سجدہ ریزی شروع کر دی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو اس نسل کی طرف بھیجا جو شرک میں اور ان پانچوں کی عبادت میں واقع ہوگئی تھی۔

اس موقع پر ان کا موقف کیا تھا:

﴿وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا﴾ [نوح: ۲۳]

''اور انھوں نے کہا: تم ہرگز اپنے معبودوں کو نہ چھوڑو، اور ہرگز نہ چھوڑو تم وَدّ کو اور نہ سُواع کو اور نہ یَغُوث اور یَعُوق اور نَسر کو۔''

اس طرح یہ بت اور تصاویر غیر اللہ کی عبادت کا سبب ٹھہریں۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تصاویر و تماثیل سے منع کیا تو منع کی حکمت صرف تخلیقِ الٰہی کے ساتھ مشابہت میں محصور نہیں ہوئی، بلکہ اس کی علت غیر اللہ کی عبادت بھی ہے۔ لہٰذا اگر ہم ان لوگوں کی یہ بات بالفرض تسلیم بھی کر لیں کہ عکسی تصویر میں تخلیقِ الٰہی کی مشابہت نہیں ہے۔ تو دوسری علت تو اس میں برقرار رہے گی۔

پھر اس مناسبت سے بعض لوگ یہ کہتے ہوئے سنائی دیں گے کہ لوگ اب پختہ اور بیدار ہوگئے ہیں، اب ان کا اس شرک میں واقعہ ہونے کا امکان نہیں رہا جس میں گذشتہ اقوام واقع ہوئی تھیں۔ یہ ایک اور مقابلہ ہے، چنانچہ جو شخص مطالعہ کرنے والا اور حالات سے باخبر رہنے والا ہو، اس نے روس کے

بعض مشرکین کے حالات پڑھے ہوں گے۔ جہاں عہدِ قریب ہی میں ایک قبر تھی... سٹالین کی قبر، جس کے گرد مسلمان لوگ اس طرح طواف کرتے ہیں جس طرح خانہ کعبہ کے گرد مسلمان طواف کرتے ہیں۔

کیا اس سے بڑھ کر بھی کوئی عبادت ہے؟ لیکن میں کہتا ہوں کہ کفار کی بات نہیں، اس لیے کہ کفر کے بعد کوئی گناہ نہیں، لیکن ہمیں کیا ہے کہ ہم یہ کہتے پھرتے ہیں کہ ''اللہ کے ساتھ شرک کرنے والا کوئی نہیں رہا۔'' جب کہ ہم مصر اور شام اور ان کے علاوہ متعدد اسلامی ممالک میں مسلسل دیکھتے آرہے ہیں کہ کفر اللہ کے گھروں میں اپنا کام دکھا رہا ہے۔

ایسی مسجد میں نماز کو ادا کرنے کا اہتمام ہوتا ہے جس میں قبر ہو اور قبر والی مسجد میں نماز قبر کے بغیر مسجد کے مقابلے میں زیادہ فضیلت والی خیال کی جاتی ہے۔ ان قبروں کی طرف رجوع بڑھتا جا رہا ہے، جنھیں لوگ اولیاء اللہ کی قبروں سے تعبیر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان اصحابِ قبور سے مدد مانگی جاتی ہے۔ یہ کوئی فرضی بات نہیں، بلکہ بہت سے ملکوں میں واقع اور معروف ہے۔ الحمد للہ بلادِ عرب سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور پھر محمد بن عبدالوہاب کی دعوت کے اثر سے شرکیہ مظاہر سے دور ہیں، لیکن جن ملکوں کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے، ان میں اور ان کے علاوہ میں یہ شرک مسلسل ہو رہا ہے اور لوگوں کو ایمان کی دولت سے محروم کیا جا رہا ہے۔

ہم جانتے ہیں کہ حلب میں جو دمشق کے بعد شام کا دار الخلافہ بنا، وہاں ایک قبر ہے جس کے نام ہی سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ وہاں بت پرستی اور شرکیہ اعمال کا ارتکاب ہوتا ہے۔ اس کا نام ہے: ''حاجتیں پوری کرنے والی قبر''۔ لوگ

وہاں اپنی نذریں پوری کرتے ہیں۔ وہاں کی عورتوں کی گمراہی کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک بے اولاد عورت جسے شادی کیے کئی سال گزر گئے تھے، لیکن اولاد کی نعمت سے محروم تھی۔ شیطان نے اسے ورغلایا اور کہا: بلاشبہ یہ قبر حاجتیں پوری کرنے والی ہے، جب وہ عورت آئی اور قبر کی کوہان پر بیٹھ گئی۔ مشہور یہ کیا گیا کہ جب قبر پر بیٹھا جائے، تھوڑی بہت خارش محسوس ہو تو عورت حاملہ ہو جاتی ہے۔ بلاشبہ یہ دور کی گمراہی ہے۔ پھر جب اصل معاملے کا انکشاف ہوا تو معلوم ہوا کہ اس قبر کا مجاور ایک خبیث آدمی ہے جو عورت کو اپنی طرف مائل کر کے رات اس کے ساتھ گزارتا ہے اور زنا کاری کے ذریعے حاجت پوری کرتا ہے۔ وہی خبیث مجاور اس عورت کی حاجت پوری کرنے والا بنا اور وہ اس سے حاملہ ہو کر واپس گئی۔ شرک کے ان اڈوں کے عجیب وغریب معاملات اسی طرح کے ہوتے ہیں۔

علاوہ ازیں یہ لوگ بڑی فنکاری سے یہ کہتے ہیں کہ ''اب کوئی خوف نہیں رہا کہ مسلمان کسی قسم کے شرک میں مبتلا ہوں۔ اب تو وہ ماشاء اللہ بیدار ہو چکے ہیں وغیرہ''، جب کہ صحیح بخاری میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

«لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَضْطَرِبَ أَلْيَاتُ نِسَاءِ دَوْسٍ حَوْلَ صَنَمٍ لَهُمْ يُقَالُ لَهُ: ذُو الْخَلَصَةِ»[1]

''قیامت قائم نہیں ہوگی، یہاں تک کہ دوس قبیلے کی عورتیں اپنے بت کے گرد جسے ذوالخلصہ کہا جائے گا، اپنے چوتڑوں کو حرکت دیں گیں۔''

صحیح بخاری کی یہ حدیث دلیل ہے کہ مسلمانوں میں بت پرستی کی صورت

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٦٦٩٩) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٩٠٦)

میں شرکِ اکبر بھی ہوگا۔

پس ہم پر لازم ہے کہ ہم تصویر سمیت تمام شرعی احکام کو مضبوطی سے پکڑیں، تصویر کو محض اللہ کی تخلیق کے ساتھ مشابہت کے طور پر ہی نہیں، بلکہ رب العالمین کو چھوڑ کر غیر اللہ کی تعظیم و عبادت سے سدِ ذریعہ کے طور پر بھی ترک کر دیں۔[1]

❀ فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ٹیلی ویژن ایک خطرناک آلہ ہے، اس کا نقصان سینما کی طرح شدید یا اس سے بڑھ کر ہے۔ ہم نے اس کے متعلق اس کی شان میں الفت پیدا کرنے والے رسائل کا مطالعہ بھی کیا ہے اور عرب و غیر عرب کے علما جو اس کے معاملات سے واقف تھے، ہم نے ان کا کلام بھی پڑھا ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ٹیلی ویژن عقیدہ و اخلاق اور معاشرتی معاملات کو کثرت سے نقصان پہنچانے والا ایک خطرناک آلہ ہے، جس کی وجہ اس میں پیش کیے جانے والے گھٹیا اخلاق اور پر فتن پروگرام ہیں۔ شرم و حیا سے عاری عورتیں، دین شکن خطبات، کفریہ مقالات، اخلاقیات و معاملات میں کفار کی مشابہت کی ترغیب، کفر کے اماموں اور وڈیروں کی تعظیم، اہلِ اسلام کے اخلاق و عادات سے دوری، مسلمان علما و زعما کی تحقیر، نفرت زدہ انداز میں ان کی پیشی، ان کی سیرت سے اعراض اور ان کی تحقیر، مکر و فریب، چوری و ڈاکہ اور حیلہ سازی کے طریقے اور لوگوں پر ظلم و زیادتی کے نت نئے طریقوں کی تشہیر وغیرہ ایسے خطرناک مقاصد ہیں، جن کا انجام انتہائی بھیانک ہے۔

---

[1] سلسلة فتاویٰ جدة للشيخ الألباني رحمه الله.

ان مفاسد اور خطروں کے پیشِ نظر اسے روکنا اور اس سے بچنا ہر ایک پر لازم ہے اور ان مفاسد کا سدِ باب بھی ضروری ہے۔ چنانچہ جب اصلاح پسند بھائی اس کا انکار کریں گے اور اس سے محتاط رہیں گے تو ان پر اس معاملے میں کوئی ملامت نہیں ہوگی، اس لیے کہ اس میں اللہ اور اس کے بندوں کے لیے خیر خواہی کا ثبوت ہے۔ اور جس شخص نے یہ گمان کیا کہ یہ آلہ ان نقصانات سے محفوظ ہے اور اس میں عوامی اصلاح کو اجاگر کیا جا سکتا ہے، بشرطیکہ اس کا خوب خیال رکھا جائے تو اس نے دور کی امید باندھی اور غلط سوچ سوچی، اس لیے کہ خیال رکھنے والا غفلت کا شکار ہوسکتا ہے اور اس لیے بھی کہ لوگوں پر آج کل غیروں کی تقلید کا بھوت سوار ہے، اور ایسی نگرانی کا وجود بہت کم پایا جاتا ہے جس سے مطلوبہ مقصد کا حصول ہو۔

بالخصوص آج کے دور میں لوگوں کی اکثریت کا میلان کھیل کود اور ہدایت سے دور رکھنے والے امور کی طرف ہے اور فی الواقع ایسا ہو رہا ہے جس طرح ٹیلی ویژن اور نشریات کے دیگر آلات نگرانی کے باوجود ان ضرر رساں امور میں احتیاط نہیں کر سکے۔ ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہماری حکومت کو ایسے کام انجام دینے کی توفیق دے جن میں امت کی اصلاح و نجات اور دنیا اور آخرت کی سعادت ہے اور اسے صحیح معنوں میں امت کی خیر خواہ بننے اور ان وسائل پر کڑی نگرانی رکھنے کی توفیق دے، تاکہ ان سے لوگوں کی دنیا و آخرت میں کامیابی کے امور کی نشر و اشاعت ہو، بلاشبہہ وہ بڑا سخی بہت محبت کرنے والا ہے۔[1]

تصویر کو مباح قرار دینے والوں کا گمان:

سوال تصویر کو مباح قرار دینے والوں کا گمان ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا

[1] مجموع فتاویٰ ابن باز (٣/ ٢٢٤۔ ٢٢٨)

کے گھر میں موجود تصویر واقع کے خلاف اور جھوٹ کی ترجمان تھی، اس لیے کہ پروں والے گھوڑے کا خارج میں وجود نہیں، اسی وجہ سے رسول اللہ ﷺ نے اس تصویر کو ناپسند کیا؟

جواب فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ تاویل کئی اعتبار سے باطل ہے، پہلی بات تو یہ ہے کہ حدیث میں اس بات کا معمولی اشارہ بھی نہیں، کہ انکار کا سبب تصویر کا واقع کے خلاف ہونا ہے، بلکہ اس میں صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ منع کی علت اس کے سوا ہے اور وہ آپ ﷺ کا فرمان: ''بے شک وہ گھر جس میں تصویریں ہوں فرشتے اس میں داخل نہیں ہوتے۔'' ہے۔

چنانچہ آپ ﷺ نے تصاویر کو کسی معین قسم کے ساتھ مخصوص کیے بغیر مطلق رکھا ہے، اسی وجہ سے آپ ﷺ نے پردے کو چاک کیا اور اسے اتارنے کا حکم دیا۔ تصویر کی حرمت کی یہ علت بڑی واضح ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر آپ ﷺ کے انکار کا سبب خلافِ واقع ہونا ہے جس کی طرف سائل نے اشارہ بھی کیا ہے تو نبی اکرم ﷺ پَروں والے گھوڑے کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی گُڑیوں میں باقی نہ رہنے دیتے، جس کی تفصیل عن قریب آئے گی۔ إن شاء الله العزيز.

لہٰذا ثابت ہوا کہ سائل کی تاویل باطل ہے، جب کہ حدیث بغیر کسی معارض کے محکم ہے۔[1]

پھر شیخ رحمہ اللہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث ذکر کی: رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک یا خیبر سے واپس آئے، گھر کے طاقچے پر ایک پردہ تھا، ہوا

[1] آداب الزفاف (ص: ۱۸۷)

چلی تو وہ پردہ اُٹھنے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی گڑیاں دکھائی دیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''عائشہ! یہ کیا ہے؟'' انھوں نے جواب دیا: میری گڑیاں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں کپڑے کے ٹکڑوں سے بنا دو پَروں والا گھوڑا دیکھا تو پوچھا: ''میں ان کے درمیان کیا دیکھ رہا ہوں؟'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: یہ گھوڑا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ اس کے اوپر کیا ہے؟'' تو جواب ملا: یہ دو پَر ہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پروں والا گھوڑا...؟'' جواب ملا کہ کیا آپ نے سنا نہیں کہ سلیمان علیہ السلام کے گھوڑوں کے پَر تھے۔ سیدہ فرماتی ہیں: اس جواب پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر ہنسے کہ میں نے آپ کے نواجذ دانت دیکھے۔[1]

سوال ان کا گمان کہ جب تصویر کے سر اور بقیہ جسم میں فرق سے منع کردہ حکم زائل ہو جاتا ہے، اسی طرح جب سر سے دیگر اعظا، مثلاً: سینہ یا پیٹ کاٹ دیا جائے تو انسان باقی نہیں رہتا، یہی حال بغیر جسم کے سر کی تصویر کا ہے؟

جواب الشیخ حمود التویجری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس قول کی کوئی حیثیت نہیں، کیوں کہ یہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی جبریل علیہ السلام کے قصے کے متعلق حدیث کے بھی مخالف ہے اور گذشتہ صفحات میں ذکر کردہ احادیث کے بھی منافی ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ تصویر میں اصل ممانعت سر کی ہے، اس پر امام احمد رحمہ اللہ نص لائے ہیں اور یہ چیز عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور عکرمہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

امام ابوداود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد رحمہ اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ''الصورة الرأس'' یعنی تصویر دراصل سر کی تصویر ہے۔ اکیلے سر کو مٹانے کے حوالے سے مروزی رحمہ اللہ کی امام احمد رحمہ اللہ سے منقول روایت عن قریب گزر چکی ہے۔

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث (٤٩٣٢) آداب الزفاف (ص: ٢٧٥)

پھر امام ابو داود رحمہ اللہ اپنی سند سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ فرمان روایت کرتے ہیں کہ تصویر دراصل سر کی تصویر ہے، جب سر ختم کر دیا جائے تو تصویر باقی نہیں رہتی (اس کی سند شرطِ بخاری پر صحیح ہے)۔

نیز امام ابو داود رحمہ اللہ نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی مثل روایت کیا ہے اور اسے شرطِ بخاری پر صحیح قرار دیا ہے۔

مسند احمد میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام شعبہ بن دینار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس بیمار پرسی کے لیے آئے، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما پر ریشم کی چادر تھی۔ مسور رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ کیسا کپڑا ہے؟ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: کیا ہوا؟ مسور نے کہا: یہ ریشم ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا: میرے علم اور گمان کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فخر اور تکبر کی بنیاد پر اسے پہننے سے منع کیا ہے، جب کہ ہم اللہ کا شکر ہے اس سے پاک ہیں۔ مسور نے پوچھا: اس کی تصاویر پر یہ سیاہی کیسی ہے؟ تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب: دیکھتے نہیں کہ ہم نے ان کو آگ کے ذریعے جلایا ہے۔ پھر جب مسور نکلنے لگے تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حکم دیا: اس کپڑے کو مجھ سے ہٹا دو اور اس کی تصاویر کے سر مٹا دو، کہا گیا: اگر آپ اسے بازار میں سر کی تصویر کے ساتھ فروخت کریں تو زیادہ نفع حاصل ہوگا، آپ نے یہ تجویز رد کر دی اور تصاویر کے سروں کو مٹانے کے حکم پر قائم رہے۔ یہ حدیث حسن ہے۔ احمد اور ابن معین کا کہنا ہے کہ شعبہ بن دینار رضی اللہ عنہ میں کوئی حرج نہیں اور اس کے بقیہ رجال صحیح ہیں۔ اس حدیث اور اس سے ماقبل حدیث میں اس امر کی دلیل ہے کہ تصویر کا حکم اکیلے سر کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔

اس مسئلے میں اصل جبرائیل علیہ السلام کا نبی اکرم ﷺ سے یہ کہنا ہے کہ سر کے متعلق حکم دیں کہ اسے کاٹ کر تصویر کو درخت کی طرح کر دیا جائے۔ لہٰذا یہ دلیل ہے کہ تصویر میں کلی طور پر ممنوع چیز سر ہے۔ بقیہ اعضا کاٹنے اور تبدیل کرنے میں اس کے قائم مقام نہیں ہوسکتے، اگرچہ سینے اور پیٹ کی طرح ان کے خاتمے سے بھی انسانی زندگی کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔ اسی بنا پر تصویر سازی اور اس کی حفاظت کا حرام ہونا سر کے وجود کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور اسی طرح مٹانے کا وجود بھی سر کے وجود کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔

رہا سینے یا پیٹ کے کاٹنے کو سر کے کاٹنے پر قیاس کرنا، یہ قیاس مع الفارق ہے، اس لیے کہ یہ دونوں اگرچہ ختم ہو جانے میں زندگی کے خاتمے میں سر کے ساتھ شریک ہیں، لیکن دو چیزوں میں اس سے جدا ہیں:

پہلی چیز: جب سر کاٹ لیے جائے تو باقی جسم درخت کی مانند ہو کر ذی روح چیز کی شکل سے خارج ہوجاتا ہے۔

دوسری چیز: سر اس چہرے پر مشتمل ہوتا ہے جو سب اعظا میں معزز، محاسن کا مجموعہ اور حیوان کے درمیان اور دیگر نباتات و جمادات کے درمیان فرق کا سب سے بڑا ذریعہ ہے، اس کے مٹنے سے تصویر کی رونق مٹ جاتی ہے اور وہ نباتات و جمادات کی مشابہت کی طرف لوٹ جاتی ہے۔ اسی وجہ سے جبریل علیہ السلام نے نبی اکرم ﷺ سے یہ کہا کہ سر کے متعلق حکم دیں کہ اسے کاٹ کر تصویر کو درخت کی طرح کر دیا جائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ دیگر اعضا سر کے مساوی نہیں، جس نے انھیں سر پر قیاس کیا، اس کا قیاس غیر صحیح اور نا قابلِ اعتبار ہے۔ واللّٰہ أعلم.

اس فاسد قیاس کے قائل بہت سے حنبلی فقہا اپنے امام کی پیش کردہ نص کی مخالفت کرنے والے ہیں۔ وہ نص ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جبریل علیہ السلام کے قصے کے حوالے سے بیان کردہ روایت ہے اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ثابت ہے کہ تصویر دراصل سر کی ہے، جب وہ کاٹ دیا جائے تو تصویر نہیں رہتی۔ علاوہ ازیں گذشتہ صفحات میں مذکور احادیث کا عموم اس قیاسِ فاسد کی تردید کرتا ہے۔

یہ قیاس اس لائق ہے کہ اسے دیوار پر دے مارا جائے اور سرے سے اس پر اعتماد نہ کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آپ کے اور اہلِ لغت کے کلام سے لفظِ تصویر کا اطلاق اکیلے چہرے کی تصویر پر ثابت شدہ امر ہے۔

کلامِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس اطلاق کی دلیل متعدد احادیث ہیں:

۱۔ پہلی حدیث: سالم بن عبداللہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویروں یعنی چہروں پر مارنے سے منع کیا ہے۔'' (اسے امام احمد نے اپنی مسند میں شیخین کی شرط پر صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے)۔

امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح میں ''تصویر پر نشان لگانے اور داغنے کا بیان'' عنوان قائم کر کے فرماتے ہیں: ہمیں عبیداللہ بن موسیٰ نے حنظلہ سے حدیث بیان کی ہے، وہ سالم رضی اللہ عنہ سے اور سالم رضی اللہ عنہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ وہ تصویر پر نشان لگانے کو مکروہ جانتے تھے۔

اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مارنے سے منع کیا ہے۔ قتیبہ نے اس کی متابعت کرتے ہوئے کہا: ہمیں عنقزی نے حنظلہ سے بیان کرتے ہوئے تصویر پر مارنے کے الفاظ بولے ہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ ''اس تصویر سے مراد چہرہ ہے۔'' نیز فرمایا: اسماعیلی نے اس حدیث کو وکیع کی سند سے روایت کیا جو حنظلہ سے ان لفظوں کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ ''جانوروں کے چہروں پر مارنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے۔''

ایک دوسری سند سے حنظلہ ہی سے روایت ہے کہ ''تصویر یعنی چہرے پر مارنے سے...''۔

نیز اسے محمد بن بکر برسانی اور اسحاق بن سلیمان الرازی دونوں حنظلہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے سالم کو سنا، جب ان سے تصویر میں نشان کے متعلق سوال ہوا تو انھوں نے کہا: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تصویر میں نشان لگانے کو مکروہ جانتے تھے اور ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر یعنی چہرے پر مارنے سے منع کیا ہے۔

۲۔ دوسری حدیث: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''پہلا گروہ جو جنت میں جائے گا، ان کی تصاویر چودھویں رات کے چاند کی صورت کی مانند ہوں گی۔''[1] (اسے امام احمد، بخاری و مسلم، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے)

تصاویر سے مراد یہاں صرف چہرے ہیں، جس کی دلیل بخاری و مسلم میں مروی سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي سَبْعُونَ أَلْفًا أَوْ سَبْعُ مِائَةِ أَلْفٍ لَا

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٣٠٧٣) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢٨٣٤)

يَدْرِي أَبُو حَازِمٍ أَيَّهُمَا قَالَ، مُتَمَاسِكُونَ، آخِذٌ بَعْضُهُم بَعْضًا، لَا يَدْخُلُ أَوَّلُهُمْ حَتَّى يَدْخُلَ آخِرُهُمْ، وُجُوهُهُمْ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ»[1]

''میری امت کے ستر ہزار یا سات لاکھ (ابو حازم کو شک ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کون سا عدد بولا) لوگ ایک دوسرے کے ہاتھ تھامے جنت میں داخل ہوں گے۔ ان کا پہلا آخری کے داخل ہونے تک داخل نہیں ہوگا۔ ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے۔''

صحیح مسلم اور مسند احمد میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«فَتَنْجُوا، أَوَّلُ زُمْرَةٍ وُجُوهُهُمْ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، سَبْعُونَ أَلْفًا لَا يُحَاسَبُونَ»[2]

''پھر تم نجات پا جاؤ گے۔ پہلے گروہ کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے، وہ ستر ہزار کی تعداد میں بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔''

اور مسند احمد میں ہی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان مروی ہے:

«أُعْطِيتُ سَبْعِينَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ، وُجُوهُهُمْ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ»[3]

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٦١٨٧) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٧)

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث (١٩١) مسند أحمد (٣/ ٣٤٥)

[3] مسند أحمد (١/ ٦) السلسلة الصحيحة، رقم الحديث (١٤٨٤)

''مجھے ستر ہزار ایسے لوگ عطا ہوئے ہیں جو بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے، ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے۔''

۳۔ تیسری حدیث: سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ»[1]

''جنت میں پہلا گروہ چودھویں رات کے چاند کی طرح صورتیں لیے داخل ہوگا۔'' (اسے امام احمد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا ہے)

اس آخری اور اس سے پہلے حدیث میں جنتیوں کے پہلے گروہ کی صورتوں کو چاند کی صورت کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور یہ ایک معلوم شدہ بات ہے کہ چاند میں صرف چہرے ہی کی تصویر ہوتی ہے جو اس امر کی دلیل ہے کہ اکیلے چہرے کو ہی حقیقت میں تصویر کا نام دیا جاتا ہے۔ اس لیے اس کے ساتھ جسم ہو یا نہ ہو، اس کی تصویر حرام ہے، اسی طرح اکیلے چہرے کی تصویر بھی حرام ہے۔ واللّٰہ أعلم.

۴۔ چوتھی حدیث: سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سیدنا یوسف علیہ السلام کو تیسرے آسمان پر دیکھا تو ان الفاظ میں ان کی توصیف کی:

---

[1] مسند أحمد (۲/ ۲۳۰) سنن الترمذي، رقم الحديث (۲۵۳۷) سنن ابن ماجه، رقم الحديث (۴۳۳۳)

«رَأَيْتُ رَجُلًا صُورَتُهُ كَصُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ» [1]

''میں نے وہاں ایک شخص دیکھا جس کی صورت چودھویں رات کے چاند کی طرح تھی۔ میں نے کہا: اے جبریل! یہ کون ہیں؟ انھوں نے کہا: یہ آپ کے بھائی یوسف ہیں۔''

۵۔ پانچویں حدیث: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تمھارا ایک جب امام سے پہلے اپنا سر اٹھاتا ہے تو وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کے سر کی طرح بنا دے۔ (یا فرمایا) اللہ تعالیٰ اس کی صورت کو گدھے کی صورت کی طرح بنا دے۔'' [2] (اسے امام احمد، بخاری و مسلم اور اصحابِ سنن نے روایت کیا ہے اور یہ الفاظ بخاری کے ہیں)

یہاں صورت سے مراد چہرہ ہے، اس لیے کہ مسلم کی روایت میں ہے: ''اللہ اس کے چہرے کو گدھے کا چہرہ بنا دے'' چنانچہ اس روایت میں وضاحت ہے کہ پہلی روایت میں مذکور صورت سے مراد چہرہ ہے۔ واللّٰہ أعلم.

۶۔ چھٹی حدیث: سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو کہتے:

«اللَّهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ، وَلَكَ أَسْلَمْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ فَأَحْسَنَ صُورَتَهُ، وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ

---

[1] مستدرك الحاكم (٢/ ٦٢٣)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٦٥٩) صحيح مسلم، رقم الحديث (٤٢٧)

وَبَصَرَهُ، تَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ »[1]

"اے اللہ! میں نے تیرے لیے ہی سجدہ کیا، اور تیرا ہی فرمانبردار ہوا، اور تجھ ہی پر ایمان لایا، میرے چہرے نے اس ذات کے لیے سجدہ کیا، جس نے اسے پیدا کیا، اور اس کی صورت گری کی، اور اسے بہترین شکل و صورت عنایت فرمائی اور اس میں کان اور آنکھیں بنائیں، بڑی برکتوں والا ہے اللہ جو بہترین پیدا کرنے والا ہے۔

(اسے امام احمد، مسلم، ابوداود، نسائی اور دار قطنی نے روایت کیا ہے اور یہ الفاظ نسائی کے ہیں)

۷۔ ساتویں حدیث: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کیا ہم روزِ قیامت اپنے رب کو دیکھ پائیں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاں میں جواب دیا۔ اس حدیث کے آخر میں ہے: یہاں تک کہ جب مومن لوگ آگ سے خلاصی پائیں گے۔ چنانچہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! آگ میں رہ جانے والے اپنے بھائیوں کے حق میں قیامت کے دن تم اہلِ ایمان سے بڑھ کر کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے انھیں حق دلانے میں درخواست گزاری نہیں کرے گا۔ اہلِ ایمان کہیں گے: اے ہمارے رب! وہ ہمارے ساتھ روزے رکھتے، نماز پڑھتے اور حج کرتے تھے۔ پھر انھیں کہا جائے گا: تم جنھیں جانتے ہو انھیں نکال لو، پھر ان کی صورتیں آگ پر حرام کر دی جائیں گی۔[2]

یہاں صورتوں سے مراد چہرے ہیں۔ اس کی دلیل مسلم کی وہ حدیث ہے جس کے راوی سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٧٧١) سنن أبي داود، رقم الحديث (٧٦٠) سنن الترمذي، رقم الحديث (٣٩٦) سنن النسائي، رقم الحديث (١١٢٦)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٧٠٠١) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٨٣)

«يَحْتَرِقُوْنَ فِيهَا إِلَّا دَارَاتِ وُجُوهِهِمْ حَتّٰى يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ» [1]

''سوائے چہروں کے ان کے بدن جل جائیں گے، حتی کہ وہ جنت میں داخل ہوں گے۔''

لفظ صورت کا اطلاق چہرے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کلام میں:

مسند احمد میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے مروی ہے کہ وہ صورت میں نشانی لگانے کو مکروہ جانتے تھے اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرے پر مارنے سے منع کیا ہے۔ (اسے امام بخاری اور اسماعیلی نے بھی روایت کیا ہے، جس کا ذکر عن قریب گزر چکا ہے)

امام مسلم نے اپنی صحیح میں اور امام بخاری نے ''الأدب المفرد'' میں ہلال بن یساف کی حدیث روایت کی ہے۔ انھوں نے کہا: ہم سوید بن مقرن کے گھر میں کپڑا فروخت کر رہے تھے، ایک لونڈی سامنے آئی اور اس نے ایک آدمی کو کوئی ناگوار بات کہی۔ اس آدمی نے اس کے چہرے پر طمانچہ دے مارا۔ سوید نے اس سے کہا: تو نے اس کے چہرے پر مارا ہے جب کہ ہم سات آدمیوں کا ایک غلام تھا، ہمارے ایک ساتھی نے اسے طمانچہ مارا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غلام کو آزاد کر دینے کا حکم دے دیا۔ [2]

اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے:

«عَجَزَ عَلَيْكَ إِلَّا حُرُّ وَجْهِهَا؟» [3]

''تمھیں اس کے شریف چہرے کے سوا اور کوئی جگہ نہ ملی؟''

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (١٩١)

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث (١٦٥٨) الأدب المفرد (١٧٦)

[3] صحيح مسلم، رقم الحديث (١٦٥٨)

بخاری و مسلم میں محمد بن المنکدر سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ مجھے ابو شعبہ العراقی نے سوید بن مقرن کے بارے میں بتایا کہ ان کی ایک لونڈی کو کسی انسان نے طمانچہ مارا تو سوید نے ان سے کہا: تمھیں معلوم نہیں کہ صورت کا کوئی احترام ہوتا ہے؟!

یہاں صورت سے مراد چہرہ ہے، جیسے پہلی روایت میں اس کی صراحت کی گئی ہے اور سوید نے یہ کہہ کر کہ "تجھے معلوم نہیں کہ صورت کا کوئی احترام ہوتا ہے؟!" رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جب تمھارا ایک مارے تو چہرے سے پرہیز کرے۔ (مسلم، احمد، ابو داود وغیرہ نے اسے روایت کیا ہے اور بخاری نے بھی "الأدب المفرد" میں اسے روایت کیا ہے)

اہلِ لغت کے کلام میں لفظ صورت کا چہرے پر اطلاق:

ابن الاثیر "النہایة" میں فرماتے ہیں اور ابن منظور نے "لسان العرب" میں ان کی متابعت کی ہے: مقرن کی حدیث میں ہے: "کیا تمھیں معلوم نہیں کہ صورت قابلِ احترام ہے۔" صورت سے مراد یہاں چہرہ ہے اور حرمت سے مراد چہرے پر مارنے کا منع ہونا ہے اور اسی سے حدیث ہے: "صورت پر نشان لگانا مکروہ ہے" یعنی چہرے پر داغنا یا جلانا درست نہیں۔

مرتضٰی الحسینی "تاج العروس" میں فرماتے ہیں کہ صورت سے مراد چہرہ ہے۔ پھر انھوں نے ابن الاثیر اور ابن منظور والی بات ذکر کی۔

ہماری ذکر کردہ اس بحث سے معلوم ہوا کہ چہرہ اکیلا ہو یا دوسرے اعضا سے متصل، اس کی تصویر حرام ہے۔ نیز ایسی چیز کا استعمال حرام ہے، جس میں چہرے کی تصویر ہو۔ سوائے اس کے جو چٹائی اور تکیے وغیرہ کی طرح روندا جائے

اور اس کی توہین کی جائے۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ چہرے کی تصویر جہاں بھی ملے نبی اکرم ﷺ کے اس فرمان کی تعمیل کرتے ہوئے اسے مٹانا لازم ہے: ''تم کوئی تصویر مٹائے بغیر نہ چھوڑنا۔''[1]

فضیلۃ الشیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ نے فرمایا:

بلاشبہہ وہ تبدیلی جس کی وجہ سے تصویر کا استعمال جائز ہو، وہ تبدیلی ہے جو تصویر کے معالم پر واقع ہو اور اس میں تغیر کر کے اسے کسی دوسری ہیئت میں بدل دے۔ بعض فقہا نے اس تبدیلی کی ترجمانی یوں کی ہے:

''جب تصویر بے جان چیز کی محسوس ہونے لگے تو اس کا استعمال جائز ہے۔''

یہ ترجمانی کوتاہی سے خالی نہیں، اس لیے نصوص پر حیلہ سازی سے کام لینے والے فنکاری کرتے ہیں اور تاویل کے ذریعے یا رجال کے خیالات کی بنیاد پر حکم لگا کر خلاصی کی کوشش کرتے ہیں۔

اس کی ایک سچی مثال کسی شخص کا وہ طویل مقالہ ہے، جسے میں نے چند سال پہلے ''نور الاسلام'' نامی مجلّے میں پڑھا۔ اس مجلّے کا نام بعد میں ''مجلۃ الازہر'' رکھ لیا گیا۔ اس کا خلاصہ یہ ہے:

''فنکار مسلمان کے لیے جائز ہے کہ وہ ایک مکمل بت اس انداز سے تراشے کہ اس کے سر میں دماغ تک پہنچنے والا ایک گڑھا کھود لے، جس سے ثابت ہو کہ اگر یہ بت زندہ ہوتا تو اس گڑھے کی وجہ سے مر جاتا۔''

پھر مذکورہ شیخ اس امر کی توجیہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

---

[1] إعلان النكير (ص: ٥٩۔ ٦٥)

”تاکہ دیکھنے والوں کو فنکاری کے حوالے سے بت سازی میں کوئی عیب نظر نہ آئے۔ یہاں یہ بھی ممکن ہے کہ کھودے ہوئے سر کے گڑھے کو کہیں سے بال مستعار لے کر بھر دیا جائے اور وہ مکمل بت دکھائی دے۔ ایسا کرنے سے اہلِ فن خوش رہیں گے۔“

مذکور شیخ یہ جواز فراہم کرتے ہوئے بزعم خود شارع کو بھی راضی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے! اے میرے مسلمان بھائی! تجھ سے یہاں ایک سوال ہے: کیا تو نے شریعت اور اس کی نصوص کے ساتھ کھیل اور مذاق کی کوئی مثال دیکھی ہے جو اس محترم مجلّے میں نشر ہونے والی تحریف کے ساتھ مشابہت رکھتی ہو؟ اللہ کی قسم! یہ بات ان لوگوں کے عمل سے صحیح مشابہت رکھتی ہے جن پر ذلت و محتاجی مسلط کی گئی، جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ فِي السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۚ كَذٰلِكَ ۚ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴾ [الأعراف: ١٦٣]

”اور (اے نبی!) ان (یہودِ مدینہ) سے اس بستی (ایلہ) کے بارے میں پوچھیں جو سمندر کے ساحل پر واقع تھی، جب وہ لوگ سبت (ہفتے کے دن) کے بارے میں حد سے گزر جاتے تھے، جب کہ ان کے یومِ سبت کو ان کی (شکار کی) مچھلیاں ان کے پاس ظاہر (پانی کے اوپر) آجاتی تھیں اور جس دن ان کا ہفتہ نہ ہوتا وہ (ان کے پاس) نہیں آتی تھیں۔ اسی طرح ہم انھیں آزماتے تھے، اس لیے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے۔“

اور جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَمَّا حَرَّمَ شُحُومَهَا جَمَلُوهُ ثُمَّ بَاعُوهُ فَأَكَلُوا ثَمَنَهُ»[1]

''اللہ ان یہود کو ہلاک کرے! بلاشبہہ اللہ نے جب ان پر چربی کو حرام کیا تو انھوں نے اسے پگھلایا، پھر بیچ کر اس کی قیمت کھائی۔''

اسی وجہ سے ہمیں ان کے طریقوں کی اتباع سے بچنے کی تلقین کی گئی۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَرْتَكِبُوا مَا ارْتَكَبَتِ الْيَهُودُ فَتَسْتَحِلُّوا مَحَارِمَ اللّٰهِ بِأَدْنَى الْحِيَلِ»[2]

''ان کاموں کا ارتکاب مت کرو، جن کا یہود نے ارتکاب کیا، ورنہ تم معمولی حیلوں کے ساتھ اللہ کے محارم کی بے حرمتی کرنے لگو گے۔''

(اسے ابن بطہ نے ''جزء إبطال الحيل'' (ص: ٢٤) میں جید سند کے ساتھ روایت کیا ہے امام ابن تیمیہ اور ابن کثیر رحمہما اللہ نے اس کی توثیق کی ہے)

لیکن قضیہ یہ ہے کہ شبہات اور خواہشات کے پجاری ان بعض لوگوں کو یہ دلائل کچھ فائدہ نہیں دیتے۔ اللہ اس سے ہمیں اپنی پناہ میں رکھے!

تصویر کو مباح قرار دینے والوں کا گمان:

تصویر کو مباح قرار دینے والوں کا یہ گمان ہے کہ کیمرے کی تصویر میں مصور کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا، خواہ تخلیقِ خداوندی کے مشابہ قرار پائے۔ وہ تو

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢١٢١) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٥٨١)

[2] إرواء الغليل (١/ ٣٠٣)

محض اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ مخلوق کو اس صفت پر طبع کرنے کا نام ہے جس پر اللہ نے اسے پیدا کیا۔ جس طرح تم کسی دستاویز کی کاپی کرو تو برآمد ہونے والی تصویر تمھاری کتابت تو نہیں ہوگی، بلکہ وہ لکھنے والے کی کتابت ہوگی جو ایک مشین کے ذریعے دوسرے ورق پر طبع ہوگئی ہے۔

جواب الشیخ حمود بن عبداللہ التویجری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ ایک غلطی ہے، اس لیے کہ دستاویزات اور اقرار ناموں کی جب کاپی تصویر کشی ہو تو اسے تصویر کا نام تو دے سکتے ہیں، لیکن کوئی عقل مند یہ نہیں کہے گا کہ یہ مصور کا خط ہے۔ وہ کہے گا: یہ فلاں کے خط کی تصویر ہے۔ وہ کتابیں اور رسالے بھی اسی کی مثل ہیں جن کی تصویر بنائی جائے، لیکن کوئی عاقل اس بات کا قائل نہیں ہوگا، یہ فلاں کا خط یا فلاں کا مخطوط یا فلاں کا مطبوعہ ہے، بلکہ وہ اصل کاتب کے خط کی تصویر، مخطوطہ یا مطبوعہ کی تصویر قرار پائے گا۔ اصل خطوط، دستاویزات اور اقرار ناموں اور ان کی فوٹو کاپیوں کے درمیان اہلِ عقل کے نزدیک فرق مسلّم ہے اور اس معقول بات کو چھوڑ کر دوسری طرف جانے والوں کی بات کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا۔

رہا ان کا یہ گمان کہ انسان یا کسی دوسرے حیوان کی جب تصویر کشی ہو تو ورق پر چھپنے والی تصویر اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ کی فوٹو کاپی ہے تو اس کا جواب کئی طریقوں سے ہوگا:

۱۔ پہلا طریقہ: بہت بڑا جھوٹ، قبیح ترین غلطی اور مردود گمان ہے کہ عکسِ تصویر اللہ تعالیٰ کا فعل ہے ابن آدم کا نہیں۔ یہ اللہ پر بغیر علم کے باتوں سے ہے اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ تصویر کی خرابی اس قول کی بنیاد ہے، اس لیے کہ کسی عاقل پر مخفی نہیں کہ شمسی یا عکسی تصویر کا انحصار بنو آدم کے افعال

پر ہے۔کم ازکم اس سے پانچ انسانی اعمال شریک ہیں:

۱۔ تصویر کا آلہ ایجاد کرنا۔

۲۔ فوٹو کی فلم بنانا اور اسے کیمرے میں رکھنا۔

۳۔ کیمیائی مواد کی تیاری اور اس کا ریل/فلم پر استعمال۔

۴۔ مصور کا کیمرے پر ہاتھ رکھ کر دبانا، تاکہ وہ عمل کرے۔

۵۔ آلۂ تصویر سے تصویر نکال کر اس کی صفائی کرنا، تاکہ تصویر واضح ہو جائے اور صاحبِ تصویر مشابہت میں بڑھ جائے۔

جب ان پانچ کاموں سے کوئی کام رہ جائے تو عکسی تصویر حاصل نہیں ہوگی۔ ہاتھ سے تیار ہونے والی تصویر بھی اس کے قریب قریب ہے، اس کی تیاری میں چار چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔قلم، سیاہی، ورق یا وہ چیز جو ورق کے قائم مقام ہو کر تصویر کو قبول کرے اور چوتھی چیز مصور کا ہاتھ سے تصویر تیار کرنا۔ جب ان چار چیزوں سے کوئی چیز معدوم ہوگی تو ہاتھ سے تصویر کا وجود نہیں ہوگا۔

اور کبھی عکسِ تصویر میں چھٹی چیز کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور وہ کیمرے کا بجلی سے چلنا ہے اور بجلی بھی انسانی صنعت میں شامل ہے۔ اور کبھی تصویر کی صفائی کا سسٹم ریل پر ہی کر دیا جاتا ہے، اس لیے کیمرے سے نکالنے کے بعد اس کی مزید صفائی کی ضرورت نہیں ہوتی۔

ان معاملات سے معلوم ہوا کہ تصویر کی دونوں قسمیں بنوآدم کے افعال سے ہیں، اللہ کا فعل نہیں ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دونوں قسموں کا حکم ایک، یعنی حرام ہونے کا ہے، اس لیے کہ تصویر کے حرام ہونے پر دلالت کرنے والی احادیث دونوں قسموں کو برابری کے طریق پر شامل ہیں۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ حرام ہونے کی علت، یعنی اللہ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت دونوں قسموں کو برابر برابر شامل ہے اور دونوں قسموں کو حکم میں جدا کرنا دو ہم مثل چیزوں کو جدا کرنا ہے جو جائز نہیں۔

۲۔ دوسرا طریقہ: اگر تصویر اللہ تعالیٰ کا فعل ہوتا تو اسے نکالنے کے لیے کسی آلے کی ضرورت نہ ہوتی۔ کیمرے میں فلم اور کیمیائی مواد نہ رکھنا پڑتا۔ بجلی کے کرنٹ، بٹن دبانے اور پھر تصویر کی دھلائی کی ضرورت نہ ہوتی، بلکہ اللہ تعالیٰ تصویر کو کہتا کہ ہو جا تو وہ بنو آدم اور ان کے اعمال کے واسطے کے بغیر ہو جاتی، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق اور ان کے اعمال سے بے فکر ہے، اسے ان کی اور ان کے اعمال کی کوئی محتاجی نہیں۔

جس شخص نے یہ گمان کیا کہ عکسی تصویر اللہ تعالیٰ کا فعل ہے، بنو آدم کا نہیں تو اس کے قول کا لازم یہ ہے کہ (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ تصویر نکالنے میں آلۂ تصویر، تصویری ریل، کیمیائی مواد اور مصور کے بٹن دبانے اور تصویر کی دھلائی کرنے کا محتاج ہے۔ بلند ہے اللہ تعالیٰ اس بات سے جو ظالم کہتے ہیں، بہت بلند۔

۳۔ تیسرا طریقہ: یہ کہا جائے کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ عکسی تصویر بنو آدم کی کاریگری اور ان کے افعال سے ہے، جب کہ اللہ بنو آدم اور ان کی صنعت و افعال کا خالق ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل ابراہیم علیہ السلام کی وہ بات نقل کی جو انھوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہی تھی:

﴿ قَالَ أَتَعْبُدُونَ مَا تَنْحِتُونَ ﴿٩٥﴾ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ ﴾

[الصافات: ۹۵۔ ۹۶]

”اس نے کہا: کیا تم ان کی عبادت کرتے ہو جنھیں تم خود تراشتے ہو؟ حالاں کہ اللہ ہی نے تمھیں اور تمھارے اعمال کو پیدا کیا ہے۔“

امام بخاری رحمہ اللہ نے "كتاب خلق أفعال العباد" میں صحیح سند کے ساتھ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان روایت کیا ہے:

«إِنَّ اللَّهَ يَصْنَعُ كُلَّ صَانِعٍ وَصَنْعَتَهُ»[1]

"بلاشبہہ اللہ ہر صنعت کار اور اس کی صنعت کو پیدا کرتا ہے۔"

اور بعض اس موقعے پر یہ آیتِ کریمہ تلاوت کرتے ہیں:

﴿وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ﴾ [الصافات: ٩٦]

"حالاں کہ اللہ ہی نے تمھیں اور تمھارے اعمال کو پیدا کیا ہے۔"

ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں:

«إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ كُلَّ صَانِعٍ وَصَنْعَتَهُ»[2]

"اللہ تعالیٰ نے ہر صنعت کار اور اس کی صنعت کو پیدا کیا ہے۔"

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی خبر دی ہے کہ تمام صنعتیں اور ان کے حاملین مخلوق ہیں۔

اس حدیث کو بیہقی نے "كتاب الأسماء و الصفات" میں، لالکائی نے "شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة" میں، بزار اور ابن ابی عاصم نے "كتاب السنة" میں اور حاکم نے بخاری کی دوسری روایت کی مثل روایت کرنے کے بعد کہا: "یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔" اور امام ذہبی نے اپنی "تلخیص" میں ان کی موافقت کی ہے۔

بنو آدم کے افعال اور ان کی کاریگریوں کے مخلوق ہونے میں اس بات

---

[1] خلق أفعال العباد للبخاري (١٠٢)

[2] خلق أفعال العباد للبخاري (١٠٣)

کی دلیل ہے کہ ذی روح اشیا کی آلے کے ساتھ تصویر حرام ہے، اس لیے کہ یہ آلہ اور اس کے ذریعے بنائی جانے والی تمام تصاویر انسانی افعال و کاریگریوں میں شامل ہے اور اس لیے کہ ہاتھ کے ساتھ تصویر اور آلے کے ساتھ تصویر کے درمیان کوئی فرق نہیں، کیونکہ ہاتھ دونوں ہی قسموں میں کام کرتا ہے۔ پھر قلم کے ذریعے تصویر بنتی ہیں اور کیمرہ بھی اپنی مطلوبہ ضروریات یعنی ریل، کیمیائی مواد، بٹن دبانے، بجلی سے جوڑنے اور تصویر کی صفائی وغیرہ کے ذریعے تصویر تیار کرتا ہے۔ لہٰذا جو شخص اس کی مخالفت کرے، ہاتھ کے ساتھ تصویر کو حرام قرار دے اور آلے کے ساتھ اس گمان سے مباح قرار دے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے، انسانی فعل نہیں ہے تو ایسا شخص اپنے فہم کی برائی اور تصور کے فساد کا اعلان کر رہا ہے۔

۴۔ چوتھا طریقہ: انھیں کہا جائے کہ انسان کی قدرت میں یہ بات نہیں ہے کہ وہ اللہ کی مثل کرے یا اس کی مثل بنائے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی مثل کوئی چیز نہیں، نہ اس کی ذات و صفات میں اور نہ ہی اس کے افعال میں۔ اور یہ ایک معلوم بات ہے کہ انسان آلے کے ذریعے بنائی جانے والی تصاویر کی مثل اپنے ہاتھ سے تصویر بنانے پر قادر ہے۔ اسی طرح آلے کے ذریعے ہونے والی کتابت کی طرح لکھنے پر قادر ہے۔ اس میں بھی دلیل ہے کہ آلے کے ذریعے تصویر انسانی فعل ہے الٰہی نہیں، اس لیے کہ جب یہ اللہ کا فعل مانا جائے تو کوئی شخص اس کی مثل بنانے پر قادر نہ ہو۔ شیخ الاسلام ابو العباس ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"بلاشبہہ اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی چیز پیدا نہیں کی جس کی مثل بندوں میں پیدا کرنے کی قدرت ہو اور جس چیز کو انسان بنا سکتے ہیں، اس

کی مثل اللہ نے پیدا نہیں کی۔''

۵۔ پانچواں طریقہ: بلاشبہہ جس شخص کا گمان ہے کہ عکسی تصویر اللہ تعالیٰ کا فعل ہے، اسے جواب دیا جائے گا کہ تیرے اوپر بہت برے لوازم صادق آتے ہیں:

۱۔ پہلا لازم یہ کہ اللہ تعالیٰ عکسی تصویر نکالنے میں بنو آدم کے ان افعال کا محتاج ہوتا ہے، بنو آدم آلے کے ساتھ تصویر بنانے میں جن کے محتاج ہوتے ہیں، مثلاً: کیمرہ بنانا اور اس کی ضروریات، مثلاً: ریل، کیمیائی مادہ، بجلی، بٹن دبانا اور تصویر کی صفائی کا اہتمام کرنا، حالاں کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے کسی شخص اور کسی چیز کا محتاج نہیں۔

﴿ اِنَّمَآ اَمۡرُهٗۤ اِذَآ اَرَادَ شَیۡـًٔا اَنۡ یَّقُوۡلَ لَهٗ كُنۡ فَیَكُوۡنُ ﴾ [یٰس: ۸۲]

''جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو بس اس کا حکم صرف یہ ہوتا ہے کہ وہ اس سے کہتا ہے: ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔''

۲۔ ان تصاویر کے درمیان جنھیں انسان اپنے ہاتھ سے تیار کرتا ہے اور ان تصاویر کے درمیان مشابہت کا ثابت ہونا ہے، جنھیں یہ لوگ اپنے زعمِ باطل کے ساتھ اللہ کا فعل قرار دیتے ہیں، حالاں کہ اللہ تعالیٰ کے افعال اور بنو آدم کے افعال کے درمیان مشابہت محال ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی مخلوق کا کوئی فعل مشابہت نہیں رکھتا، کیوں کہ بندے اپنے رب کے پیدا کردہ کے مثل پیش کرنے سے عاجز ہیں اور جسے وہ بنا سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس کی مثل پیدا نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں مشرکین کے غیر اللہ کو دوست بنانے پر توبیخ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ اَمۡ جَعَلُوۡا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوۡا كَخَلۡقِهٖ فَتَشَابَهَ الۡخَلۡقُ عَلَیۡهِمۡ ﴾

[الرعد: ١٦]

''کیا انھوں نے اللہ کے لیے (ایسے) شریک ٹھہرا رکھے ہیں (کہ) انھوں نے اللہ کی مخلوق جیسی کوئی مخلوق بنائی ہے، پھر وہ مخلوق ان پر مشتبہ ہوگئی ہے؟''

امام ابن الجوزی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں ابن الانباری رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے:

''اس کا معنیٰ ہے: کیا انھوں نے اللہ کے ایسے شریک بنا لیے ہیں کہ انھوں نے اس کی طرح کچھ پیدا کیا۔ پھر اللہ کا پیدا کردہ ان کے پیدا کردہ کے ساتھ متشابہ ہوگیا اور یہ استفہام انکاری ہے۔''

اس کا مفہوم یہ ہے کہ معاملہ اس طرح نہیں، بلکہ جب وہ غور کریں گے تو جان جائیں گے کہ اللہ تعالیٰ پیدا کرنے میں منفرد و یکتا ہے اور اس کا غیر کچھ پیدا کرنے پر قادر نہیں۔

امام بغوی رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: ﴿اَمْ جَعَلُوْا﴾ میں ﴿اَمْ﴾ ہمزہ استفہام کے معنیٰ میں ہے اور ﴿لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ﴾ کا مفہوم یہ ہے کہ وہ چیز جو انھوں نے پیدا کی ہے، اللہ کی پیدا کردہ چیز کے مشابہ ہوگئی ہے، اب انھیں معلوم نہیں ہو رہا کہ اللہ نے کیا کیا پیدا کیا ہے اور ان کے معبودوں نے کیا کیا پیدا کیا ہے۔''

اس کے ساتھ ملتا جلتا کئی مفسرین کا کلام ہے۔ امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ آیت مشرکین اور قدریہ کی تردید کرتی ہے، جن کا گمان ہے کہ وہ اللہ کے پیدا کرنے کی طرح پیدا کر سکتے ہیں۔''

میں کہتا ہوں کہ اس آیت میں ان لوگوں کی بھی تردید ہے جو عکسی تصویر کو

اللہ تعالیٰ کا فعل قرار دیتے ہیں۔ اس لیے کہ اگر معاملہ اس قائل کے گمان کے مطابق ہو تو اللہ تعالیٰ اور انسان کے فعل کے درمیان تشابہ واقع ہوگا جو ممتنع ہے۔

۳۔ نبی اکرم ﷺ سے ثابت شدہ احادیث میں تعارض کا ہونا ہے کہ آپ ﷺ نے تصویر سے منع کیا ہے، اس کے حرام ہونے پر نص وارد کی ہے، مصورین پر لعنت کی ہے اور ان کے آگ میں ہونے اور سخت عذاب کا حق دار ہونے کی خبر دی ہے۔ ان تمام امور سے متعلقہ احادیث شروع کتاب میں گزر چکی ہیں اور یہ تمام احادیث اپنے عموم کی بنیاد پر عکسی تصویر اور ہاتھ کی تصویر کو شامل ہیں۔

اس فصل سے ماقبل فصل میں مذکور وجوہات میں سے نویں وجہ میں ہم نے ہاتھ کی تصویر اور آلے کی تصویر کے درمیان فرق کرنے کو دو ہم مثلوں کے درمیان فرق ثابت کیا ہے۔[1]

تصویر کے جواز پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے ایک غلط استدلال:

سوال ان کا یہ گمان کہ نبی اکرم ﷺ کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے پردے کو کاٹنے اور اسے تکیہ بنانے کو قائم رکھنا، تصاویر کی تذلیل کے مترادف ہے، یعنی وہ تصاویر جو توہین و تذلیل کے لیے بنائی جائیں جائز و مباح ہیں؟

جواب الشیخ صالح بن فوزان الفوزان فرماتے ہیں کہ تمھارا اس حدیث سے استدلال دو وجہوں سے جائز نہیں:

۱۔ اس حدیث میں یہ موجود نہیں کہ پردے کو کاٹ کر اس سے تکیے بنائے گئے تو تصاویر اپنی حالت پر قائم رہیں، جس سے آپ استدلال کر رہے ہیں،

[1] تحریم التصویر و الرد علیٰ من أباحه (ص: ٥٤۔ ٥٧)

یہاں ہم حق واضح کرنے کے لیے اس حدیث کے بعض شارحین کا کلام آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔ وباللّٰہ التوفیق.

امام نووی رحمہ اللہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوے پر گئے ہوئے تھے، اس دوران میں مَیں نے ایک پردہ خریدا اور دروازے پر لٹکا دیا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس آئے تو اس پردے کو دیکھا، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر کراہت کو دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پردے کو کھینچ کر پھاڑ دیا اور فرمایا:

«إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَأْمُرْنَا أَنْ نَكْسُوَ الْحِجَارَةَ وَالطِّينَ »[1]

''اللہ نے ہمیں پتھروں اور مٹی کو لباس پہنانے کا حکم نہیں دیا۔''

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: پھر ہم نے اس سے دو تکیے بنائے، جن کا بھراؤ کھجور کے درخت کی چھال تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس معاملے پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہاں پردے سے مراد جھالر والا ایک باریک بچھونا ہے اور پردے کو چاک کرنے کا مطلب اسے کاٹنا اور اس میں موجود تصویر کو تلف کرنا ہے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بعض روایات میں ان تصاویر کی صراحت بھی مذکور ہے کہ وہ پروں والے گھوڑوں کی تصاویر تھیں۔ نیز یہ کہ وہ ایک تصویر تھی۔ اس سے یہ استدلال کرنا درست ہے کہ برائی کو ہاتھ سے روکنا چاہیے، حرام تصاویر کو مٹا دینا چاہیے اور برائی کو دیکھ کر غصہ آنا چاہیے۔ نیز یہ کہ تکیہ بنانے میں کوئی حرج نہیں۔ والله أعلم.[2]

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٧)

[2] شرح النووي على مسلم (١٤/ ٨٦)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث پر کلام کرتے ہوئے ''فتح الباری'' میں لکھتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک تکیہ بنایا، جس میں تصاویر تھیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے دیکھ کر دروازے میں کھڑے ہوگئے اور اندر داخل نہ ہوئے۔ اس پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں اپنے گناہ کی اللہ سے معافی مانگتی ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ تکیہ کیسا ہے؟ انھوں نے کہا: آپ کے بیٹھنے اور ٹیک لگانے کے لیے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان تصاویر والوں کو قیامت کے دن عذاب ہوگا، انھیں کہا جائے گا: تم نے جو پیدا کیا ہے، اس میں روح پھونکو اور بلاشبہہ فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی اس حدیث اور اس سے ماقبل پردے والی حدیث میں بہ ظاہر تعارض ہے، اس لیے کہ پہلی حدیث دلالت کرتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصویر والا پردہ کاٹنے اور تکیہ بنائے جانے کے بعد استعمال کیا اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بالکل استعمال نہیں کیا۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے ان دونوں کو اس طرح سے جمع کرنے کی طرف اشارہ کیا ہے کہ روندی جانے والی تصاویر کو رکھنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ تصویر پر بیٹھنا جائز ہو۔ پس امکان غالب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر تصویر کے تکیہ استعمال کیا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھنے اور ٹیک لگانے میں فرق سمجھا ہو، یہ امکان بعید ہے۔

ان دو احادیث کو جمع کی ایک صورت یہ ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب پردے کو کاٹا تو کٹاؤ درمیان سے ہوا ہو اور تصویر اپنی اصل حالت سے نکل گئی ہو اور آپ نے اس بارے میں نرم گوشہ اختیار کر لیا ہو۔ جمع کی اس صورت کی تائید

تصاویر کو توڑنے کے حوالے سے گذشتہ باب میں مذکور حدیث سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی سنن کی اس حدیث سے ہوتی ہے، جسے ہم آیندہ باب میں ذکر کریں گے۔

الداودی رحمہ اللہ نے جمع کا ایک اور مسلک اختیار کیا ہے اور انھوں نے تکیے والی حدیث کو رخصت پر دلالت کرنے والی تمام احادیث کے لیے ناسخ قرار دیا ہے۔ انھوں نے اس کے خبر ہونے کو دلیل بنایا ہے اور خبر میں نسخ کی صلاحیت نہیں ہوتی کہ وہ دوسروں کے لیے ناسخ بن جائے۔

میں کہتا ہوں کہ احتمال کے ہوتے ہوئے نسخ نہیں ہوتا، جبکہ یہاں جمع ممکن ہے، نسخ والی بات درست نہیں۔

نیز فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تصاویر والی کوئی چیز نہیں چھوڑتے تھے، اگر ہوتی تو اسے توڑ دیتے تھے۔

امام ابن بطال رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''یہ حدیث اس امر کی دلیل ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تصاویر کو توڑ دیتے تھے، وہ مجسم ہوں یا غیر مجسم، روندی جائیں یا ادب کی جائیں، کسی کپڑے یا دیوار پر ہوں یا بچھونے یا ورق پر ہوں، تمام صورتوں میں برابر ہیں۔''

ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''تصاویر بنانے کے معاملے میں خلاصہ یہ ہے کہ ذی روح اشیا کی تصویر مجسم ہو تو بالاتفاق حرام ہے اور اگر غیر مجسم ہو تو اس میں چار اقوال ہیں:

پہلا قول: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان: «إلَّا رقما في ثوب» کی

بنیاد پر مطلقاً جائز ہے۔ دوسرا قول: مطلقاً حرام ہے۔ تیسرا قول: اگر تصویر کی ہیئت وشکل برقرار ہے تو حرام ہے اور اگر اس کا سر کاٹ دیا جائے یا اجزا منتشر ہو جائیں تو جائز ہے، یہ قول سب سے صحیح ہے۔ چوتھا قول: اگر تصویر کی اہانت و تذلیل کی جاتی ہو تو جائز اور اگر معلق ہو تو ناجائز ہے۔'' (فتح الباری کے الفاظ مکمل ہوئے)

چناں چہ آپ نے معلوم کر لیا ہے کہ ابن العربی نے تیسرے قول کو ترجیح دی ہے جو کہ استعمال ہونے والی تصویر کے سر کو کاٹ کر یا اس کے اجزا کو جدا جدا کر کے اس کی اصل ہیئت وشکل میں بگاڑ پیدا کرنا ہے۔

جامع ترمذی کی شرح "تحفة الأحوذي" کے مولف عبدالرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ابن العربی کا یہ قول ہے کہ وہ تصویر جس کا سایہ نہیں ہوتا، جب اپنی ہیئت پر قائم ہو تو حرام ہے۔ چاہے اس کی اہانت و تذلیل ہو یا نہ ہو، اور جب اس کا سر کاٹ دیا جائے یا اس کے اجزا جدا جدا کر دیے جائیں تو جائز ہیں۔'' میرے نزدیک یہ قول سب سے مناسب ہے۔ یہ زہری رحمہ اللہ سے بھی منقول ہے اور نووی رحمہ اللہ نے اسے قوی قرار دیا ہے، جب کہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ اسے تمام اقوال میں عدل کے سب سے زیادہ قریب قرار دیتے ہیں۔''[1] انتھیٰ.

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''امام زہری رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ تصویر کی ممانعت اپنے عموم پر قائم

[1] تحفة الأحوذي (٥/ ٣٥٠)

ہے۔ اسی طرح تصویر والی چیز کا استعمال اور تصویر والے گھر میں داخل ہونا ممنوع ہے۔ برابر ہے کہ وہ کسی کپڑے میں مرقوم یا غیر مرقوم ہو اور برابر ہے کہ وہ کسی دیوار، کپڑے، یا قابلِ توہین یا تعظیم چٹائی اور بچھونے میں ہو۔ احادیث کے ظاہر پر عمل کا یہی تقاضا ہے، بالخصوص مسلم کی وہ حدیث جس میں تصاویر والے تکیے کا ذکر ہے اور یہ مذہب قوی مذہب ہے۔"[1]

بدر عینی رحمہ اللہ صحیح بخاری کی شرح میں لکھتے ہیں:

"امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ اس بات کی طرف گئے ہیں کہ کپڑوں میں تصویر بنانا یا روندی جانے والی قابلِ تذلیل و توہین اور ملبوس چیز میں تصویر بنانا مکروہ ہے اور ایسی تصویر کو گھر میں رکھنا مکروہ ہے۔ انھوں نے دلیل کے طور پر اس حدیث کو پیش کیا ہے۔"

امام ذہبی رحمہ اللہ "الکبائر" میں حدیث: "فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر یا کتا ہو" کے متعلق فرماتے ہیں:

"اس تصویر سے ذی روح کی ہر تصویر مراد ہے، چاہے وہ نصب کردہ اشخاص کی صورت میں ہو یا کپڑے یا دیوار میں نقش کردہ ہو، کسی گدے پر تکیے میں بنی ہوئی ہو یا کسی کپڑے اور مکان میں مرقوم ہو۔ احادیث کے عموم کا ان تمام پر اطلاق ہوتا ہے۔ لہٰذا ان سے بچنا ضروری ہے۔" وباللہ التوفیق. اھ

امام شوکانی رحمہ اللہ "نیل الأوطار" میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بیان کردہ

---

[1] شرح مسلم للنووي (١٤/ ٨٢)

حدیث ''نبی اکرم ﷺ گھر میں تصویر والی کوئی چیز توڑے بغیر نہیں چھوڑتے تھے'' کے متعلق فرماتے ہیں:

''یہ حدیث لباس، پردے، بچھونے اور آلات و اوزار وغیرہ سب کو شامل ہے۔''

لفظ تصالیب سے مراد کپڑے کے نقش وغیرہ سے صلیب کی تصویر ہے اور ایک صلیب وہ ہے جس میں عیسیٰ کی تصویر ہوتی ہے اور عیسائی اس کی عبادت کرتے ہیں اور یہاں توڑنے سے مراد اسے باطل کرنا، اس کا ازالہ کرنا اور تصویر وصلیب کی ہیئت وشکل کو تبدیل کرنا ہے۔ امام ابو داود رحمہ اللہ کی روایت میں ''قضبه'' کا لفظ ہے، جس کا معنیٰ بقیہ حصوں کو چھوڑ کر صلیب والے حصے کو توڑنا ہے۔ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ ایسے کپڑوں، پردوں اور بچھونوں وغیرہ کا استعمال جائز نہیں، جن میں تصاویر ہوں۔ (شوکانی کا کلام مکمل ہوا)

الشیخ حمود التویجری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ گذشتہ وآیندہ احادیث کا عموم اس امر کا متقاضی ہے کہ مجسم اور غیر مجسم تصاویر کو برابر خیال کیا جائے۔ دونوں کا بنانا منع ہے اور جب کہیں پائی جائیں تو مٹانا لازم ہے۔ مگر چٹائی وغیرہ میں بنی ہوئی وہ تصویر جسے پاؤں سے روندا جائے یا دورانِ استعمال اس کی تعظیم وتوقیر کے بجائے توہین وتذلیل ہو تو اس کا استعمال جائز ہے۔ اس کی دلیل نبی اکرم ﷺ کا وہ فعل ہے جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں مروی ہے، جس کی ایک روایت میں تصالیب کے بجائے تصاویر کے لفظ ہیں۔ اور اگر تصویر کو توڑنا ممکن نہ ہو تو دیکھیں گے اگر سلائی کے ذریعے یا رنگ وغیرہ سے اسے مسخ کرنا ممکن ہے تو مسخ کر دیں گے۔ اس سے تصویر میں تبدیلی واقع ہو جائے گی۔ اور اس کی دلیل نبی اکرم ﷺ

کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دینا کہ ''کوئی تصویر مٹائے بغیر نہ چھوڑنا'' اور اگر تصویر کو توڑنا یا مسخ و تبدیل کرنا ممکن نہ ہو تو اسے چھوڑ دیں گے، بشرطیکہ اس کی توہین و تذلیل کی جاتی رہے۔

میں کہتا ہوں کہ ان علما کے اقوال کے اس مجموعے سے یہ بات ثابت ہوئی کہ پردے کی وہ صورتیں جن پر صاحبِ رسالہ نے اپنے فتوے میں اعتماد کیا ہے، بالجزم ایسی نہیں تھیں کہ پردے کے ٹکڑے کرنے اور ان کی تکیے بنانے کے بعد بھی وہ اپنی ہیئت و شکل پر قائم ہوں، بلکہ یہ معاملہ احتمالی ہے اور دلیل میں جب احتمال کا دروازہ کھل جائے تو استدلال ساقط ہو جاتا ہے۔

۲۔ دوسری وجہ: پردے والی حدیث سے استدلال کے رد کی یہ ہے کہ ہم کہتے ہیں: بالفرض اگر ہم مان لیں کہ تکیوں میں رہ جانے والی تصاویر بغیر کسی تبدیلی کے اپنی اصل حالت پر باقی رہیں تو ایسی صورت میں بھی تمھارا ان پر قیاس صحیح نہیں ہوگا، اس لیے کہ اس مسئلے میں فرع اور اصل کے درمیان کئی طریقوں سے مؤثر فرق کنندہ موجود ہے:

۱۔ پہلا طریقہ: بلاشبہہ وہ تصاویر اگر ان تکیوں میں باقی رہیں تو استعمال میں تو رسوا و حقیر ہوتی رہیں اور کبھی اس وجہ سے زوال پذیر اور معدوم بھی ہو سکتی ہے، لیکن وہ تصاویر جو جنسیت کی حفاظت اور شخصی تحقیق کے لیے ہوں، ان کے ساتھ یہ معاملہ نہیں ہوتا، انھیں محفوظ رکھا جاتا ہے اور پوری اہمیت دی جاتی ہے۔ اسی لیے اسے چمکدار ورق پر بناتے اور خاص جگہ یا غلاف کے اندر رکھتے ہیں، جیب اور صندوق وغیرہ میں رکھ کر اس کی حفاظت کی جاتی ہے اور اگر اس میں کوئی مٹاؤ یا تبدیلی رونما ہو جائے تو اس کا اعتبار نہیں کیا

جاتا۔ پس اس اصل وفرع میں کس قدر عظیم فرق ہے۔

۲۔ دوسرا طریقہ: اس احتمال پر پردے والی حدیث اس امر کا جواز تو فراہم کرتی ہے کہ کپڑوں اور بچھونے وغیرہ پر تصویر کی اہانت وتذلیل ہوتی رہتی ہو تو ان سے فائدہ اٹھانے میں کوئی حرج نہیں، لیکن ان اشیا میں ابتداءاً تصویر بنانے کے جواز پر دلالت نہیں کرتی، بلکہ وہ سخت حرام ہے اور تصویر سازی سے مانع نصوص کے عموم کے تحت شامل ہے، جبکہ تمھارا ارادہ یہ ہے کہ جنسیت کی حفاظت کے لیے تصویر کا جواز مل جائے، حالاں کہ تم چٹائی اور تکیوں پر بنی تصاویر پر قیاس کر رہے ہو۔

علمائے دین اس مسئلے میں بشرطِ اہانتِ تصویر کے استعمال اور اس کے بنانے کے حکم میں فرق کرتے ہیں۔ بعض علماء کے اقوال قارئین کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہیں:

ا۔ امام نووی رحمہ اللہ کا یہ قول پہلے گزر چکا ہے کہ ہمارے ساتھی اور دیگر علما کا کہنا ہے کہ حیوان کی تصویر کشی حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ اس کے مرتکب کو احادیث میں سخت وعید سنائی گئی ہے۔ تصویر سازی قابلِ توہین چیز پر ہو یا قابلِ تعظیم چیز پر، ہر حال میں حرام ہے۔ اس لیے کہ اس میں تخلیقِ خداوندی کی مشابہت ہے، نیز اس کا کسی کپڑے، بچھونے، درہم و دینار، روپے پیسے، برتن یا دیوار وغیرہ پر ہونا حرام ہونے میں کوئی فرق نہیں رکھتا۔

۲۔ کشمیری رحمہ اللہ کا قول بھی پہلے گزر چکا ہے کہ جان لو کہ تصویر سازی مطلقاً حرام ہے، یعنی حیوان کی تصویر، چھوٹی ہو یا بڑی، مجسم ہو یا غیر مجسم، قابلِ توہین ہو یا قابلِ تعظیم، اسے بنانا حرام ہے۔

نیز سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پر بات کرتے ہوئے فرمایا:

''اس حدیث اور پردے والی حدیث کے درمیان تعارض ہے، جن میں جمع کی صورت یہ ہے کہ جب سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہا کہ میں نے یہ تکیہ آپ کے بیٹھنے کے لیے خریدا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذہن تصاویر کے مسئلے سے تصویر کے مسئلے کی طرف منتقل ہوگیا ہو۔ یہ اس لیے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر خاموش رہتے تو اس وہم کا امکان تھا کہ اگر یہ تصاویر جائز ہیں تو ان کا بنانا بھی جائز ہے۔ اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اس طرح کے اوہام کا ازالہ نبوی صفات میں شامل ہوتا ہے، تاکہ مزید غلطیوں کا راستہ روکا جا سکے۔

''چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کر کے گویا تنبیہ فرمائی کہ یہ تصاویر اگرچہ اہانت و ذلت کی وجہ سے جائز ہیں، لیکن ان کا بنانا قابلِ تعظیم تصاویر کی طرح حرام ہے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تصاویر کے بجائے اصحابِ تصاویر کے لیے وعید کا اعلان کیا ہے۔''[1]

۳۔ علامہ سفارینی ''شرح منظومة الآداب'' میں فرماتے ہیں:

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کے متعلق ہماری ذکر کردہ بحث سے تم باخبر ہو چکے ہو۔ ان کے تصاویر والے پردے کو ایک یا دو گدے بنا لینے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب کوئی بچھونا، چٹائی، تکیہ یا گدا تصاویر والا ہو، اس پر بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن اس طرح کی چیزوں پر بھی تصویر بنانے کی حرمت قائم رہے گی۔''

---

[1] فیض الباري (۷/ ۱۵۱)

اسی شرح کے ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

''اس طرح کے کپڑوں اور پردوں وغیرہ پر تصاویر بنی ہوں تو انھیں چاک کرنا جائز نہیں، البتہ ان میں تصاویر بنانا حرام ہوگا۔''

۴۔ ابن حجر الہیتمی رحمہ اللہ کا قول ''الزواجر'' کے حوالے سے پہلے گزر چکا ہے کہ انھوں نے کہا:

''268 واں کبیرہ گناہ کسی بھی چیز پر چاہے وہ قابلِ توہین ہو یا قابلِ تعظیم، کسی ذی روح کی تصویر بنانا ہے۔''

یہاں تک کہ انھوں نے کہا:

''عنوان میں مَیں نے عام لفظ کا استعمال اس کبیرہ گناہ کی متعدد اقسام کی طرف اشارے کے لیے کیا ہے۔ اور فقہا کے قول کے مطابق یہ تمام قسمیں دیکھنے میں ایک جیسی ہیں۔ البتہ زمین، چٹائی اور ان جیسی غیر اہم چیزوں پر جائز ہے اور اس جواز سے مراد اس کو باقی رکھنے اور تلف نہ کرنے کا جواز ہے اور جب یہ کسی ولیمے یا دعوت کی جگہ ہوں تو اس میں شامل ہونے سے رکاوٹ نہیں بنیں گی۔ لیکن ذی روح چیز کی تصویر بنانا مطلقاً حرام ہے۔''

میں کہتا ہوں کہ ان ائمہ کے اقوال سے ظاہر و واضح ہوگیا ہے کہ اہانت کی شرط کے ساتھ تصویر کے استعمال کے حکم اور اس نوع کی تصاویر بنانے کے حکم میں فرق کرتے ہیں۔ پہلی چیز کی اجازت اور دوسری کی حرمت کے قائل ہیں اور بلاشبہہ مذکورہ حدیث کسی بھی اعتبار سے تصویر کا جواز فراہم کرنے والوں کی مراد پر دلالت نہیں کرتی۔[1]

[1] التبصیر بتحریم أنواع التصویر (ص: ۳۴۷۔ ۳۵۱)

چھوٹی مجسم تصاویر اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی گڑیوں کا حکم:

الشیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''البلاد'' نامی سعودی جریدے نے شمارہ نمبر ۱۴۱۹ میں جو بروز منگل ۹/۴/۲۳ کو شائع ہوا۔ احمد ابراہیم الغزاوی کے تحریر کردہ ایک مضمون ''عرائس البنات'' کو شائع کیا، جس کا کچھ حصہ یہ ہے:

''بلاشبہہ بچیوں کی گڑیاں اور بچوں کے کھلونے ایسی چیزیں ہیں، جنھیں چھوٹے بچوں اور بچیوں کی ضروریات میں شمار کیا جاتا ہے۔ بچے ان سے خوش ہوتے ہیں اور یہ کھلونے ان کے دل کی دنیا کو آباد رکھتے ہیں۔ لیکن بات یہ ہے کہ زمانے کی ترقی کے ساتھ ان کھلونوں اور گڑیوں نے بھی ترقی کی اور نت نئی صورتیں اختیار کرتے آئے۔ انھیں بنانے والی فیکٹریوں نے ان کی طرف رغبت وشوق بڑھانے کے لیے ان کی قسموں، رنگوں اور ڈیزائنوں میں اضافے کیے، لیکن اس سب کے باوجود وہ اپنی حقیقت سے خارج نہیں ہوئے۔''

تو کیا ان کھلونوں اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے کھلونوں کا حکم ایک جیسا ہے یا مختلف؟

اس جریدے نے مذکورہ سوال کا جواب مجھ سے طلب کیا تو میں اللہ سے مدد طلب کرتے ہوئے جواباً کہتا ہوں:

ہاں! اس نئی ایجاد کا حکم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے کھلونوں کے حکم سے مختلف ہے، اس لیے کہ اس جدید ایجاد میں اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے کے ساتھ مشابہت وتمثیل یقینی دکھائی دیتی ہے، کیوں کہ یہ ہر اعتبار سے مکمل تصاویر ہیں اور یہ اپنی خوش نمائی، کاریگری کی مہارت اور رونق کی خوبصورتی میں اپنی مثال آپ ہیں۔ اور وہ تصاویر جنھیں شریعتِ مطہرہ نے حرام قرار دیا ہے، ان جدید تصاویر کے

مقابلے میں کم درجے کی حامل ہیں۔ ان کے اجسام کی چھوٹائی اور انھیں کھلونوں کا نام دینا انھیں تصاویر ہونے سے خارج نہیں کرتا، اس لیے کہ چیزوں میں ان کی حقیقتوں کا اعتبار ہوتا ہے، ان کے ناموں کا نہیں۔ لہٰذا جس طرح سے شرک شرک ہی ہوتا ہے، اگرچہ اس کا مرتکب اسے سفارش یا وسیلے کا نام دے۔ اور شراب شراب ہی ہوتی ہے چاہے اسے نبیذ کا نام دے دیں۔

پس یہ بھی حقیقی تصاویر ہیں، اگرچہ انھیں بنانے والوں، ان کی تجارت کرنے والوں اور فتنۂ تصویر میں مبتلا ہونے والوں نے ان کا نام بچوں کے کھلونے رکھا ہوا ہے۔ اور حدیث میں آتا ہے:

«يَجِيْءُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ أَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّوْنَ الْخَمْرَ يُسَمُّوْنَهَا بِغَيْرِ اسْمِهَا»[1]

''آخری زمانے میں کچھ قومیں ایسی آئیں گی جو شراب کو حلال سمجھیں گی اور اس کے نام کے علاوہ اسے کوئی نام دیں گی۔''

اور جس نے گمان کیا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی گڑیاں بھی درحقیقت ذی روح چیزوں کی تصاویر تھیں، اس پر اپنے اس دعوے کی دلیل پیش کرنا لازم ہے، جس کی کبھی وہ کوئی سبیل نہیں پائے گا، اس لیے کہ وہ نہ منقوش تھیں نہ تراشی ہوئی اور نہ ہی متعدد دھاتوں سے فٹ کی ہوئی تھیں، بلکہ ظاہر بات ہے کہ وہ روئی، اون، کپڑے کے ٹکڑوں یا کانے وغیرہ سے بنی ہوئی تھیں۔ یا کوئی ہڈی ان میں چوڑائی کے بل اس طرح رکھی جاتی تھی کہ گڑیا کے ہاتھ لگیں، جس طرح سے آج

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث (٣٦٨٨) سنن النسائي، رقم الحديث (٥٦٥٨) سنن ابن ماجه، رقم الحديث (٣٣٨٤) مصنف عبد الرزاق (٩/ ٢٣٤) صحيح الترغيب والترهيب (٢/ ٢٢٧)

کل بھی شہریت اور تمدن سے دو رہنے والے کئی عرب علاقوں میں پائی جاتی ہیں۔ سوائے انتہائی دور کی نسبت کے ان کا حرام کردہ تصاویر سے کوئی تعلق نہ تھا۔ صحیح بخاری میں مروی ہے کہ

«أَنَّ الصَّحَابَةَ يُصَوِّمُونَ أَوْلَادَهُمْ، فَإِذَا طَلَبُوا الطَّعَام أَعْطُوهُمُ اللُّعَب مِنَ العِهْنَ يُعَلِّلُونَهُمْ بِذٰلِكَ»[1]

''صحابہ کرام اپنے بچوں کو روزے رکھواتے تھے، جب بچے ان سے کھانا مانگتے تو وہ انھیں اون سے بنے ہوئے کھلونے دے کر ان کے دل بہلاتے تھے۔''

اور سنن ابی داود میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے چار پَروں والے گھوڑے کا ذکر ہے جو کپڑے کے ٹکڑوں سے بنا ہوا تھا۔

علاوہ ازیں عربوں کے برتنوں، سواریوں اور آلات کی خشونت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے کھلونوں میں بھی یہ چیز عیاں تھی۔

ہم نے اب تک جو عرض کیا ہے، ان شاء اللہ، اس میں حق کے متلاشی کے لیے جواب کافی ہے۔

یہاں یہ بھی معلوم رہے کہ زمانہ جس میدان میں ترقی کرے، وہ کسی چیز کو اس کے شرعی حکم سے خارج نہیں کرتا، اس لیے کہ حوادثات کی بنیاد پر کسی شرعی حکم کو ختم کرنا درست نہیں، کیوں کہ ایسا کرنا حوادثات کو ناسخ کی حیثیت دے کر شریعت کو سرے سے ختم کرنے کے مترادف ہے۔

بعض جاہل لوگ یہاں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے درج ذیل فرمان کو دلیل بنا

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (١٩٦٠)

کر شبہہ میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں:

"اگر رسول اللہ ﷺ دیکھ لیتے کہ عورتوں نے ان کے بعد کیا کارنامے شروع کر دیے ہیں تو ضرور آپ ﷺ انھیں مساجد سے روک دیتے۔"[1]

الحمد للہ آپ رضی اللہ عنہا کے اس فرمان میں شرعی احکام کو حوادث کے ساتھ تبدیل کرنے کی کوئی دلیل نہیں، اس لیے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے معاملے کو صاحبِ شریعت کی طرف لوٹایا ہے اور کہا ہے کہ اگر آپ ﷺ دیکھ لیتے تو منع کرتے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود منع کیا ہے نہ کسی کو منع کرتے دیکھا ہے۔ یہ بات اللہ کے فضل سے بڑی واضح ہے۔ واللّٰه الموفق.[2]

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٨٣١) صحيح مسلم، رقم الحديث (٤٤٥)

[2] مجموع فتاویٰ محمد بن إبراهيم (١/ ١٨١۔ ١٨٣)

بارھویں فصل:

الشیخ محمد بن عثیمین رحمہ اللہ کی اپنی طرف منسوب بعض باتوں کی تردید

❁ شیخ محمد بن عثیمین رحمہ اللہ سے سوال ہوا:

سوال تجارتی مراکز میں چھوٹی بڑی تصاویر کثرت سے گردش کر رہی ہیں اور وہ تصاویر مشہور و معروف لوگوں کی ہوتی ہیں، جن کا مقصد قسما قسم کے ساز و سامان کی نمایش اور تشہیر ہے، جب ان تصاویر کا انکار کیا جائے تو جواب ملتا ہے کہ یہ غیر مجسم تصاویر ہیں، جن کے رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بے سایہ ہونے کی وجہ سے یہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ کی تقلید نہیں ہیں۔ نیز ان کا کہنا ہے کہ انھوں نے "المسلمون" نامی جریدے میں آپ کا یہ فتویٰ پڑھا ہے کہ مجسم تصویر حرام ہے، اس کے علاوہ نہیں، ہم آپ سے اس معاملے کی وضاحت چاہتے ہیں؟

جواب جس نے ہماری طرف اس بات کی نسبت کی ہے کہ حرام کردہ تصویر مجسم تصویر ہے، اس کے علاوہ حرام نہیں ہے، ایسے شخص نے ہم پر جھوٹ باندھا ہے۔ اس کے برعکس ہماری رائے یہ ہے کہ تصویر والا لباس پہننا چاہے کسی چھوٹے کا ہو یا بڑے کا جائز نہیں ہے، یادداشت اور دیگر اغراض کے لیے تصویر کو محفوظ رکھنا جائز نہیں ہے۔ ہاں جو تصویر بامر مجبوری بنائی یا رکھی جائے، مثلاً:

شناختی کارڈ اور ملازمت کارڈ وغیرہ کی تصویر، وہ جائز ہے۔ واللہ الموفق.[1]

❀ ایک خط کے جواب میں آپ رحمہ اللہ نے لکھا:

محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ کی طرف سے ان کے قابلِ احترام بھائی الشیخ... حفظہ اللہ کی طرف، اللہ ان کی حفاظت کرے، انھیں اپنے نیک بندوں، مومن ومتقی اولیا اور اپنے کامیاب ہونے والے گروہ میں شامل کرے۔ آمین

حمد وصلاۃ کے بعد عرض یہ ہے کہ مجھے خیر خواہی اور سلام پر مبنی آپ کا خط موصول ہوگیا ہے۔ آپ پر بھی سلامتی، اللہ کی رحمت اور برکتوں کا نزول ہو اور اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے، آپ نے بڑی پیاری نصیحت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔

بلاشبہہ آپ کا پیش کردہ نصیحت کا طریقہ کار مسلمان بھائیوں کو نصیحت کرنے کے لیے مثالی طریقہ کار ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان بھول چوک اور غلطی کا پتلا ہے اور مومن اپنے بھائی کے لیے آئینہ ہوتا ہے۔ کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہ کچھ پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ آپ کی نصیحت جو واعظانہ عبارات اور سچی دعوت پر مشتمل تھی، مجھ پر کافی اثر انداز ہوئی اور اس نے مجھے بڑا فائدہ پہنچایا۔

میں دعا گو ہوں کہ اللہ اسے قبول فرمائے اور آپ کو اس کا اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ اور جس امر کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے، یعنی آلے کے ذریعے تصویر کے مباح ہونے کے حوالے سے تو میں اس کے جواب میں اپنے پیارے بھائی سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ میں انسان یا کسی اور ذی روح کی تصویر کے جائز

[1] مجموع فتاویٰ ابن عثیمین (۲/ ۲٦۹)

ہونے کا قائل نہیں ہوں۔ سوائے ایسی ضرورت و حاجت کے جس کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو، مثلاً: شناختی کارڈ، پاسپورٹ اور حقائق کی چھان بین وغیرہ کی تصاویر۔

رہا معاملہ تعظیم و تکریم، یادداشت، دیکھنے سے لذت و فائدہ اٹھانے کی خاطر تصویر سازی کا، میرے نزدیک یہ حرام ہے، چاہے وہ تصویر مورتی کی شکل میں ہو یا مرقوم ہو، ہاتھ کے ساتھ مرقوم ہو یا آلے کے ساتھ، وہ جائز نہیں ہے۔ نبی ﷺ کا یہ فرمان تمام تصاویر کو شامل ہے:

«لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ»[1]

''فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی تصویر ہو۔''

میں ہمیشہ سے یہی فتویٰ دیتا رہا ہوں، میں ان لوگوں کو جن کے پاس تصاویر ہیں، تصاویر تلف کرنے کا حکم دیتا ہوں اور جب وہ تصویر کسی میت کی ہو تو میں اس معاملے میں سختی سے منع کرتا ہوں۔ ذی روح انسان ہو یا کوئی اور حیوان، اس کی تصویر کے حرام ہونے اور کبیرہ گناہ ہونے میں کوئی شک نہیں، اس لیے کہ نبی اکرم ﷺ نے تصویر بنانے والے پر چاہے وہ ہاتھ سے بنانے والا ہو یا آلے سے، اس پر لعنت کی ہے۔

اور جب تصویر کسی آلے کے ذریعے فوری تیار ہونے والی ہو، یعنی مصور کو اس میں چہرے کے خطوط کھینچنے اور بقیہ اعضا کی تیاری میں کوئی محنت نہ کرنی پڑے، ایسی تصویر بھی اگر غیر ضروری اغراض اور یادداشت وغیرہ کے لیے ہو تو سخت حرام ہے اور اگر ضرورت و حاجت کے لیے ہو تو حسبِ ضرورت اس کی تیاری اور حفاظت میں کوئی حرج نہیں۔

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (٣٠٥٢) صحيح مسلم، رقم الحديث (٢١٠٦)

اس مسئلے میں میری رائے کا یہ خلاصہ ہے، اگر یہ صحیح ہے تو اللہ کی طرف سے اور اس کے فضل و احسان سے ہے اور اگر اس میں غلطی ہے تو میری کمی کوتاہی کی وجہ سے ہے۔ میں اللہ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ اس معاملے میں مجھے معاف فرمائے اور صحیح راستے کی طرف میری راہنمائی کرے۔[1] والسلام علیکم ورحمة الله وبركاته.

❁ عکسی تصویر اور اس کے فہم میں غلطی کے حوالے سے الشیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کا فتویٰ:

الشیخ عبداللہ بن محمد الطیار ۔وفقه الله۔ فرماتے ہیں:

ہم نے گزشتہ صفحات میں فوٹو گرافی کے بارے میں الشیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کی بیان کردہ بحث کا کچھ حصہ نقل کیا ہے۔ بعض لوگ، اللہ انھیں ہدایت دے! ان کے فتویٰ کو سمجھنے میں غلطی کا شکار ہوگئے ہیں اور انھوں نے یہ کہہ کر ''عکسی تصویر کسی قید سے مقید ہوئے بغیر مطلق طور پر مباح ہے۔'' شیخ کی طرف ایسی بات کی نسبت کی ہے جو انھوں نے نہیں کہی۔ اس وجہ سے ان کی تصاویر ان کے گھروں اور سواریوں وغیرہ میں عام ہو کر وسعت پکڑ چکی ہیں اور اس کی وجہ عکسی تصویر کے حوالے سے جاری کردہ فتوے کو سمجھنے میں کوتاہی ہے۔ اب ہم اس معاملے میں حق کی وضاحت اور شیخ کے دفاع میں شیخ ہی کی بیان کردہ توضیح قارئین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

آپ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تیسری حالت یہ ہے کہ تصاویر کو معین شعاعوں کے ساتھ بنایا جاتا ہے اور مصور کو اس میں کوئی رد و بدل اور تحسین نہیں کرنی

[1] مجموع فتاویٰ ابن عثیمین (۲/ ۲۸۷۔ ۲۸۸)

پڑتی۔ اس بارے میں موجودہ دور کے علما کے درمیان اختلاف ہے۔

پہلا قول یہ ہے کہ یہ ایک تصویر ہے۔ اس صورت میں فاعل کا آلے کو حرکت دینا تصویر تیار کرنے کے مترادف ہوگا، اس لیے کہ اگر وہ آلے کو حرکت نہیں دے گا تو تصویر اس ورق پر نہیں چھپے گی اور ہم اس کے تصویر ہونے پر متفق ہیں، لہٰذا مصور کی حرکت تصویر سازی کہلائے گی۔ اس قول کی دلیل احادیث کا عموم ہے۔

دوسرا قول اس کے تصویر نہ ہونے کا ہے، اس لیے کہ تصویر مصور کا فعل ہے اور اس شخص نے تصویر تو نہیں بنائی، اس نے تو آلے کا بٹن دبایا ہے، مزید یہ کہ تصویر بنانا اللہ کا کام ہے۔ آپ رحمہ اللہ نے فرمایا یہ قول بھی قریب قریب ہے، اس لیے کہ مصور اس طریقے سے نہ ایجاد کرنے والا شمار ہوتا ہے اور نہ خط کھینچنے والا، لیکن اعتراض باقی رہے گا، کیا یہ فعل حلال ہے یا حرام؟

اس کا جواب یہ ہے کہ جب یہ فعل کسی حرام مقصد کے لیے کیا جائے تو حرام ہے اور جب کسی جائز مقصد کے لیے ہو تو جائز ہے، اس لیے کہ وسائل مقاصد کا حکم رکھتے ہیں۔ اس اصول کے پیشِ نظر اگر کوئی شخص کسی کی تصویر یادداشت کے طور پر بناتا ہے۔ چاہے وہ اسے دیکھ کر فائدہ ولذت اٹھانے کی خاطر ہو یا شوق و رغبت کی خاطر ہو۔ ایسا کرنا حرام اور ناجائز ہے، اس لیے کہ یہ تصاویر جمع کرنے کا ایک بہانہ ہے اور اس کے تصویر ہونے میں کسی کا کوئی انکار نہیں ہے۔

مگر جب کسی جائز مقصد کے لیے ہو، مثلاً: نوکری، شناختی کارڈ اور پاسپورٹ وغیرہ کے لیے تو تصویر جائز ہوگی، اس لیے کہ جب کوئی انسان اس مباح تصویر کا محتاج ہو اور ارجنٹ تصاویر بنانے والے کے پاس جائے تو اسے تصویر کا کہے۔ مصور یہ کہہ کر انکار نہ کرے کہ اس کی تو حدیث میں ممانعت آئی

ہے، بلکہ امرِ مجبوری کی بنا پر اس سے تعاون کرے، لیکن جب کوئی شخص غیر مباح تصویر کا اس سے مطالبہ کرے تو وہ ہرگز اسے پورا نہ کرے، اس لیے کہ ایسا کرنا گناہ اور زیادتی میں تعاون کی قبیل سے ہوگا۔

جب آپ رحمہ اللہ سے دیواروں پر تصاویر لٹکانے کے متعلق سوال ہوا تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ دیواروں پر تصاویر لٹکانا، بالخصوص بڑی تصاویر، حرام ہے، حتی کہ جسم کے بعض حصوں اور سر کی تصویر بھی، اس لیے کہ تعظیم کا پہلو اس میں نمایاں ہے اور شرک کی بنیاد بھی یہی غلو بنا تھا۔ جس طرح عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قومِ نوح نے جن بتوں کی عبادت شروع کر دی تھی، وہ دراصل ان کی قوم کے کچھ نیک لوگوں کی تصاویر تھیں، جو عبادت میں یاد دہانی کے طور پر شروع میں بنائی گئی تھیں، پھر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ان کی عبادت ہونے لگی۔

یاد دہانی کی خاطر تصاویر محفوظ رکھنے کے متعلق سوال ہوا تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یاد دہانی کے لیے تصاویر محفوظ کرنا حرام ہے، اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو۔ یہ خبر دلالت کرتی ہے کہ گھروں میں تصاویر رکھنا حرام ہے۔ واللہ المستعان.

اور آپ رحمہ اللہ سے سوال ہوا کہ تصویر عصرِ حاضر میں وضاحت کا ایک اہم وسیلہ بن گیا ہے، بالخصوص رسالوں اور ٹیلی ویژن پر، تو تصویر محفوظ کرنے کا بالخصوص افغانستان میں کی جانے والی قربانیوں کی تصاویر محفوظ کرنے کا شرعی حکم کیا ہے؟

تو آپ رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ سوائے ضرورت و حاجت کے مطلق طور پر تصویر کو محفوظ کرنا حرام ہے، برابر ہے کہ اسے ہاتھ سے بنایا جائے، یا تصویر بنانے کے کسی آلے کے ساتھ۔ بعض ہم عصر علما کا یہ بھی کہنا ہے کہ اگر تصویر

محفوظ کرنے میں ضرورت و حاجت کے علاوہ کوئی مصلحت بھی ہو تو کوئی حرج نہیں، لیکن اس سے حتی الامکان بچنا افضل و بہتر ہے، اس لیے کہ قابلِ توہین اشیا کے علاوہ میں تصویر کا ہونا فرشتوں کو داخلے سے روکنے کا باعث ہے۔

اور آپ رحمہ اللہ سے سوال ہوا کہ بچوں کو تعلیم دینے کی خاطر حیوانات کی شکلوں کا کیا حکم ہے؟

تو آپ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ طلبہ کے لیے ان حروف کی وضاحت کے لیے تصاویر بنانے میں کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ ان کے سروں کو مٹا دیا جائے۔

میں کہتا ہوں: فوٹو گرافی کی تصویر کے بارے میں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کے ان فتاویٰ پر غور کرنے والا کبھی ایسا نہیں کہے گا کہ آپ رحمہ اللہ نے تصویر کی مطلقاً اجازت دی ہے، بلکہ اسے ضرورت و حاجت سے مقید کیا ہے۔ چناں چہ جب ضرورت ہوگی تو تصویر مباح ہوگی، جس کی شیخ نے مثالیں بھی پیش کی ہیں، مثلاً: شناختی کارڈ، ملازمت کارڈ اور پاسپورٹ کی تصاویر، اسی طرح زمین میں فساد مچانے والے مجرموں کو گرفتار کرنے کے لیے ان کی تصاویر کا اجراء وغیرہ، شیخ نے ان کی اجازت دی ہے۔

رہی یاددہانی اور دیواروں پر لٹکائی جانے والی تصاویر تو شیخ نے انھیں محفوظ کرنے سمیت عدمِ جواز کا فتویٰ دیا ہے اور آپ نے کسی مصلحت کے تحت بھی بنائی جانے والی تصویر سے دور رہنے کو ترجیح دی ہے۔ لہٰذا بعض لوگوں کا شیخ کے فتوے کو سمجھنے میں غلطی کرنا اور ان کی طرف ایسی بات منسوب کرنا جو انھوں نے نہیں کہی، یہ آپ رحمہ اللہ پر ظلم و زیادتی ہے۔ چنانچہ فتویٰ اور چیز ہے اور فہمِ فتویٰ اور چیز ہے۔

اب میرے بھائی کے سامنے یہ بات واضح ہوگئی کہ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ

غرضِ شرعی کے بغیر تصویر کے حرام ہونے میں دوسروں سے الگ موقف نہیں رکھتے، اس لیے جن لوگوں نے یاد دہانی کے لیے تصاویر بنوائیں اور شیخ کے فتوے پر اعتماد کا بہانہ لگایا، یہ ان کی غلطی اور فتویٰ کو غیر شرعی طور پر سمجھنا ہے۔ چناں چہ طالب علموں کے لیے ضروری ہے کہ وہ معاملے کی تحقیق کریں اور اہلِ علم سے تصدیق و ثبوت اور دقیقِ فہم کے بعد کوئی بات نقل کیا کریں۔

تصویر کو حلال قرار دینے کے لیے بعض اخبار نویسوں کا علما پر جھوٹ باندھنا:

❁ الشیخ صالح بن اِبراہیم البلیہی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تصویر کی حرمت کے دلائل سے واقف ہونے کے بعد قارئین کرام یہ معلوم کر لیں کہ ''عکاظ'' نامی جریدے نے جس طرح بعض مشائخ، مثلاً: محمد بن عثیمین اور صالح بن عبداللہ بن حمید وغیرہ کی طرح مجھ سے بھی مطالبہ کیا کہ میں تصویر کے حکم کے متعلق کچھ لکھ کر انھیں ارسال کروں تو جیسے دیگر مشائخ نے ان کا مطالبہ پورا کرتے ہوئے تصویر کا حکم انھیں ارسال کیا، میں نے بھی ایک مضمون ترتیب دیا، جس میں وضاحت کی کہ تصویر اپنی تمام انواع و اقسام کے ساتھ حرام ہے۔ انتہائی مجبوری کے سوا یہ جائز نہیں، لیکن میرے لیے اور دیگر مسلمانوں کے لیے انتہائی افسوس ناک بات یہ ہوئی کہ مذکورہ جریدے نے ۱۱/ ۲/ ۱۴۰۹ھ کو شہ سرخی دیتے ہوئے یہ لکھا کہ تصویر حرام نہیں ہے۔ مسلمان جوان کی تصویر اور مسجد میں حفظ القرآن کی کلاس کی تصویر جائز ہے۔ اس جریدے نے مٹی کو تر ہونے میں بڑھایا اور میرے درپے ہوتے ہوئے جلی لفظوں کے ساتھ لکھا کہ البلیہی بھی مسلمان نوجوانوں اور حفاظِ قرآن کی تصاویر سے منع نہیں کرتے۔

میں اس کے جواب میں کہتا ہوں:

﴿سُبۡحٰنَكَ هٰذَا بُهۡتٰنٌ عَظِيۡمٌ﴾ [النور: ١٦]

''تو پاک ہے، یہ بہت بڑا بہتان ہے۔''

میں نے یہ بات نہیں کی۔ میں ایسے کلام سے بَری ہوں جو حرام کو حلال و مباح قرار دے۔ مسلم نوجوان اور مسجد وغیرہ میں حفاظ کرام کی تصاویر عدمِ ضرورت کی بنا پر دوسری تصاویر کی طرح حرام ہیں۔

وہ بات جس کی میں خود کو، تمام مسلمانوں کو اور میدانِ صحافت میں کام کرنے والے بالخصوص اسلامی ممالک کے صحافیوں کو نصیحت کرتا ہوں، وہ یہ ہے کہ اللہ سے ڈرو اور اس کے سامنے کھڑے ہونے کو یاد رکھو، سچائی، خیر خواہی اور امانت داری سے خود کو مزین کرو۔ ایسی چیز کی نشر و اشاعت سے بچو جو حلال کو حرام اور حرام کو حلال ظاہر کرے۔ اہلِ اسلام کے عقائد و اخلاق اور ان کے دین کے احکام میں خرابی پیدا کرنے والا مواد کبھی شائع نہ کرو۔[1]

[1] الشيخ صالح بن إبراهيم البليهي و جهوده العلمية والدعوية (ص: ٤٠٥۔ ٤٠٦) از محمد الثويني.

تیرھویں فصل:

تصویر اور اس کے آلات سے توبہ کے متعلق احکام

تصویر کے آلات رکھنے والا توبہ کا خواہش مند، کیا ان کو فروخت کرسکتا ہے؟

❁ فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ سے سوال ہوا۔

سوال ایک آدمی کے پاس کچھ ویڈیوز، ان کی ریلیں اور بے حیائی پر مشتمل فلمیں ہیں، وہ توبہ کرنا چاہتا ہے تو کیا وہ چیزیں فروخت کرسکتا ہے؟ اگر نہیں تو وہ ان کا کیا کرے؟ اور کیا اس کے لیے جائز ہے کہ وہ ان میں تقاریر، معلومات نامے اور دیگر مفید چیزیں ریکارڈ کروا لے؟

جواب اس کے لیے جائز ہے کہ وہ باطل چیزوں کو ان سے ختم کروائے اور نفع بخش چیزیں بھر لے۔ ان اشیا کو موجودہ حالت میں فروخت کرنا جائز نہیں، کیوں کہ یہ گناہ اور زیادتی پر تعاون ہوگا۔

سوال ایک شخص سٹوڈیو کا مالک ہے، آلاتِ تصویر وہاں موجود ہیں۔ اسے تصویر کی حرمت کا علم ہوا ہو، وہ کیسے ان میں تصرف کرے، تاکہ خسارے سے حتی الامکان بچ جائے؟ اور جب وہ کسی مسلمان کے ہاتھ فروخت کرے گا تو کیا گناہ میں معاون نہیں ٹھہرے گا؟ اس مال کو فروخت کرنے پر حاصل ہونے والی رقم اپنے اور اہلِ خانہ کے امور میں خرچ کرسکتا ہے؟

جواب یہ ایک تفصیل طلب مسئلہ ہے، بلاشبہہ اسٹوڈیو جائز اور ممنوع

دونوں طرح کی تصاویر کا محل ہے، اس لیے جب وہ جائز چیزوں، مثلاً: کاروں، جہازوں اور پہاڑوں وغیرہ، یعنی بے روح اشیا کی تصاویر بنائے گا تو ان کی خرید وفروخت میں کوئی حرج نہیں، ان بے روح اشیا کی تصاویر بھی بعض اوقات انسان کی ضرورت ہوتی ہیں، لیکن انسان، جانوروں اور پرندوں کی طرح ذی روح اشیا کی تصاویر بغیر مجبوری کے جائز نہیں۔ انسان کے لیے ضروری تصاویر میں پیدایش پرچی، پاسپورٹ اور علمی سند جو بغیر تصویر کے حاصل نہ ہو۔ اسی طرح مجرموں کی پہچان اور ان کی گرفتاری کے لیے شائع کردہ تصاویر وغیرہ شامل ہیں، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا:

﴿ وَقَدْ فَصَّلَ لَكُمْ مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ إِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ إِلَيْهِ ﴾

[الأنعام: ١١٩]

"بلاشبہہ اس نے تمھارے لیے وہ چیزیں کھول کر بیان کر دی ہیں جو اس نے تم پر حرام کی ہیں، مگر جس کی طرف تم مجبور کر دیے جاؤ۔"

اس عرض کا مقصد یہ ہے کہ اس تصویری محل یا آلات کو صرف جائز تصاویر میں استعمال کیا جائے اور جب یہ سائل کسی دوسرے کے ہاتھوں اسے فروخت کرے گا تو اسے فروخت کرنے میں بھی کوئی قباحت نہیں، اس لیے کہ اس کا استعمال پاکیزہ اور ناپاک دونوں کاموں میں ہوتا ہے، مثلاً: کوئی شخص تلوار اور چھری وغیرہ کی طرح خیر وشر دونوں کاموں میں استعمال ہونے والی چیز بیچے گا تو گناہ اس پر نہیں، بلکہ اسے شر میں استعمال کرنے والے پر ہوگا، لیکن جسے معلوم ہو جائے کہ خریدار نے اسے شر اور گناہ میں استعمال کرنا ہے تو اس کو فروخت کرنا حرام ہوگا۔

سوال ایک آدمی تصویر کے آلات کی دکان میں دوسرے کا شریک ہے،

وہ توبہ کرے تو اس شراکت داری میں نقصان سے بچنے کا کیا طریقہ کار ہے؟ نیز اس کے پاس آنے والی اس دکان کی کمائی کا کیا حکم ہے؟

جواب قیمت لگوا کر شراکت داری کو چھوڑا جا سکتا ہے۔ وہ اور اس کا ساتھی لگنے والی قیمت کے مطابق اپنا اپنا حصہ علاحدہ کر لیں، پھر یہ شخص اپنے حصے کے آلات فروخت کر دے۔ اس طرح سے حاصل ہونے والی رقم اس کے لیا جائز ہوگی، بشرطیکہ اس میں ذی روح کی تصاویر یا کسی اور حرام کام کی کمائی شامل نہ ہو۔ اگر ایسے ہے تو وہ اس رقم کو صدقہ کر دے یا کسی بھلائی کے کام میں صَرف کر دے۔[1]

توبہ کے بعد تصاویر والے اوراق سے فائدہ اٹھانے کا حکم:

سوال ایک شخص نے نفع بخش چیز، مثلاً: سونے اور چاندی وغیرہ سے خوبصورتی کے لیے کسی انسان یا حیوان کی شکل کا بت بنا کر گھر میں سجا دیا۔ پھر اس نے اس کام سے رجوع کیا۔ اب وہ چاہتا ہے کہ اس بت کو ایسی چیز میں بدل دے جو اس کے لیے شرعاً مفید ہو، مثلاً: نقدی اور زیور وغیرہ میں، تو کیا یہ اس کے لیے جائز ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے اس شخص سے جس نے بوانہ نامی جگہ میں اونٹ نحر کرنے کی نذر مانی تھی، سوال کیا، کیا وہاں جاہلیت کے بتوں سے کوئی بت ہے جس کی عبادت کی جاتی ہو؟ آپ ﷺ کے اس فرمان میں عبادت سے کیا مراد ہے؟

جواب بتوں کو توڑنا، ان کے نقشوں کو مٹانا، تصاویر کو چاک کرنا اور ان کے نشانات کو زائل کرنا واجب ہے۔ چاہے یہ چیزیں عبادت کے لیے ہوں یا زینت کے لیے، برائی کے انکار اور توحید کی حمایت میں ان کا قلع قمع کرنا

[1] مجموع فتاویٰ ابن باز (٦/ ٣٧٩۔ ٣٨٠)

ضروری ہے۔ اور نبی اکرم ﷺ کے مذکورہ فرمان میں عبادت سے مراد عبادت ہی ہے جو اس بات کو واضح کرتی ہے کہ بتوں کی بناوٹ اور ان کی سجاوٹ و حفاظت کا عام طور پر مقصد ان کی پوجا کرنا ہے، ان سے بچنا مقصود نہیں ہوتا۔

رہی بات بتوں اور مورتیوں کو توڑ کر ان سے حاصل شدہ مال کے ذریعے گھر، دیواریں، مساجد یا زیورات وغیرہ بنانے کی تو اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ جس طرح سے تصاویر والے اوراق، تختیوں اور کاروں وغیرہ کی تصاویر مٹانے کے بعد ان سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ اس کی دلیل صحیح مسلم میں ابو الھیاج کا یہ قول ہے کہ مجھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا:

”کیا میں تمھیں اس کام پر نہ بھیجوں جس پر مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا کہ تو کوئی تصویر مٹائے بغیر اور کوئی بلند قبر برابر کیے بغیر نہ چھوڑنا۔“

چناں چہ آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو تصاویر مٹانے اور زمین سے بلند قبروں کو برابر کرنے کے حکم پر اکتفا کیا۔ اسی طرح آپ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو ان کے کمرے میں موجود تکیوں کو پھاڑ کر ان میں بنی تصاویر کے نشانات مٹانے پر اکتفا کیا۔ انھیں برقرار رکھا اور تلف کرنے کا حکم نہیں دیا، اس لیے کہ اصل ان مادی چیزوں کے استعمال میں جواز ہے اور حرمت طاری ہونے والی ہے۔ جب طاری ہونے والی حرمت کی علت زائل ہو جائے تو یہ اشیا اپنے شرعی استعمال کی اباحت کی طرف لوٹ آتی ہیں۔ وباللّٰہ التوفیق وصلی اللّٰہ علیٰ نبینا محمد، وآلہ وصحبہ وسلم.[1]

سوال مجھے معلوم ہے کہ آپ کا وقت بڑا قیمتی ہے، لیکن میں اپنی مشکل

[1] فتاویٰ اللجنة الدائمة (۱/ ۳۹۳۔ ۳۹۵) المجموعة الأولیٰ، فتویٰ نمبر (۱۲۵۸)

تفصیل کے ساتھ اس لیے پیش کرنا مناسب خیال کرتا ہوں کہ فتویٰ واقع کے عین مطابق ہو جائے۔ اور میں اپنے ناقص علم کی بنیاد پر واقع ہی کو آدھا فتویٰ سمجھتا ہوں۔

میں قاہرہ میں موجود عملی تشکیل کے کالج کا فارغ التحصیل ہوں۔ میں ڈیزائنر اور نقشہ نویس کے طور پر کام کرتا اور گزر بسر کرتا تھا۔ میں نرکل سے تیار شدہ قیمتی کاغذ پر یہ کام کرتا تھا۔ جب اس پر ڈیزائننگ ہو جاتی ہے تو اس کی قیمت مزید بڑھ جاتی تھی۔ میں اس کاغذ پر بادشاہوں، مردوں، عورتوں اور پرندوں وغیرہ کی صورتیں ڈیزائن کرتا تھا اور میری زندگی اس مسلمان کی طرح گزر رہی تھی جو اسلام کے صرف نام سے واقف تھا۔ میں نماز، روزہ اور دیگر شرعی احکام سے کوسوں دور تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت دی اور مجھے شرعی احکام کا التزام اور ان پر عمل کی توفیق بخشی، تاکہ میں اللہ کی رحمت سے جہنم سے بچنے والوں اور جنت میں داخل ہونے والوں میں شامل ہو جاؤں۔

میں نے اپنی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی شریعت کے مطابق تبدیلی شروع کر دی۔ لیکن مجھے تصویر کے بارے میں شرعی حکم کا علم نہیں ہوسکا۔ اسی دوران میں مصر کے تفتیشی ادارے کے ہاتھوں ۴/ ۹/ ۱۹۸۱ء کو میری گرفتاری ہوگئی اور مجھے ضروری کارروائی کے بعد جیل بھیج دیا گیا۔ بعد ازاں ۲۰ جنوری ۱۹۸۳ء کو الحمد للہ مجھے رہائی ملی۔

سب سے اہم بات یہاں یہ ہے کہ مجھے قید خانے کے کچھ ساتھیوں سے معلوم ہوا کہ تصویر سازی حرام ہے اور تصویر سازی کے ذریعے حاصل ہونے والی کمائی بھی حرام ہوتی ہے، اس لیے میں نے پکی ٹھان لی کہ قید خانے سے نکل کر کوئی اور ذریعہ معاش شروع کروں گا جو الحمد للہ شروع ہو چکا ہے۔

اب میں خطاطی کا کام کرتا ہوں اور بینر، سائن بورڈ اور فلیکس وغیرہ کی

کتابت کرتا ہوں۔ مگر یہاں میں نے پوچھنا یہ ہے کہ میں نے نزکل کے اوراق کا ایک بنڈل خرید رکھا تھا، جس کی قیمت مصری کرنسی کے تقریباً ۸۰۰ روپے بنتے ہیں۔ ان پر تصاویر بنانے کی محنت اور رنگوں کا خرچ اس پر مزید ہے۔ یہ معاملہ گرفتاری اور یہ جاننے سے پہلے کا ہے کہ تصویر کا اسلام میں کیا حکم ہے۔

میں نے یہ تصاویر غیر مسلم یورپی سیاحوں کو فروخت کرنی تھیں، لیکن ان کی فروخت سے پہلے میری گرفتاری ہوگئی اور یہ میرے دفتر میں باقی رہ گئیں اور اب قید سے نکلنے کے بعد مجھے مال کی سخت ضرورت ہے، تاکہ میں اس رقم کی ادائیگی کر سکوں جو دورانِ قید میرے اہلِ خانہ نے قرض لے کر مجھ پر خرچ کیے۔ اسی طرح ان اوراق کی قیمت ادا کرنی بھی باقی ہے جو میں نے لے رکھے تھے۔ میں اپنے چار بہن بھائیوں کے نان و نفقے کا ذمے دار ہوں، گذشتہ ملازمت سے میں نے کوئی رقم بھی ذخیرہ نہیں کی اور عن قریب شادی کا بھی پروگرام ہے۔ کیا میں ان اوراق پر بنی تصاویر کو فروخت کر کے اپنی مذکورہ ضروریات میں صَرف کر سکتا ہوں یا یہ میرے لیے حرام ہوگا؟ اس لیے کہ حرام تصاویر کی خرید و فروخت بھی حرام ہے؟ یہ بھی یاد رہے کہ ان کی فروخت غیر مسلموں کو ہوگی۔

جواب آپ پر واجب ہے کہ آپ اپنے پاس موجود ذی روح اشیا کی تصاویر مٹا دیں، ورنہ آپ ان سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ رہے اوراق اور بورڈ وغیرہ، انھیں بیچ کر یا بے روح اشیا کی تصاویر بنا کر آپ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

ہم اللہ سے امید کرتے ہیں کہ وہ آپ کی توبہ قبول فرمائے اور آپ کو نعم البدل عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ﴾ [الطلاق: ۲۔ ۳]

”اور جو شخص اللہ سے ڈرے تو وہ اس کے لیے (مشکلات سے) نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے۔ اور وہ اسے رزق دیتا ہے، جہاں سے اسے گمان تک نہیں ہوتا۔“

اور نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ تَرَكَ شَيْئًا لِلّٰهِ عَوَّضَهُ اللّٰهُ خَيْرًا مِّنْهُ»[1]

”جس شخص نے اللہ کے لیے کوئی چیز چھوڑی، اللہ تعالیٰ اسے اس سے بہتر عطا کرے گا۔“ وباللّٰه التوفيق وصلى اللّٰه علىٰ نبينا محمد، وآله وصحبه وسلم.[2]

سوال مجھے فوٹو گرافی کا ایک کیمرہ تحفہ ملا۔ میں نے اس کی مکمل فلم تصویروں سے بھر لی، لیکن میں نے سنا کہ تصاویر بنانے والوں کو قیامت کے دن سب سے سخت عذاب ہوگا۔ اب میں کیا کروں؟ کیا ان تصاویر کو جلا دوں؟ اور اگر بے روح چیزوں کی تصاویر بنا لوں تو مجھ پر کیا گناہ ہوگا؟

جواب فوٹو گرافی کی تصویر جسے عکسی تصویر کہتے ہیں، اگر کسی ذی روح چیز، مثلاً: انسان یا حیوان کی ہو تو حرام ہے۔ ایسی تصاویر کو تلف کرنا آپ پر لازم ہے، لیکن بے روح اشیا، مثلاً: درخت وغیرہ کی تصویر بنانے میں کوئی حرج نہیں۔ وباللّٰه التوفيق وصلى اللّٰه علىٰ نبينا محمد، وآله وصحبه وسلم.[3]

[1] شعب الإيمان (٥/ ٥٣)

[2] فتاویٰ اللجنة الدائمة (١/ ٧١٢۔ ٧١٤) المجموعة الأولیٰ، فتویٰ نمبر (٦٤٣٥)

[3] فتاویٰ اللجنة الدائمة (١/ ٢٨٨) المجموعة الأولیٰ، فتویٰ نمبر (١٦٢٥٩)

خاتمۃ الکتاب

میں مناسب خیال کرتا ہوں کہ اس کتاب کا اختتام فضیلۃ الشیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن السعد ۔وفقه الله۔ کی بیان کردہ نصیحت سے کروں۔

آپ حفظہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ان احکام پر عمل ترک کر دے جن پر یہ مذکورہ شرعی نصوص دلالت کرتی ہیں اور وہ یہ دلیل پیش کرے کہ اہلِ علم نے تصویر کے حکم میں اختلاف کیا ہے، اس لیے اس کے جائز و مباح ہونے میں کوئی حرج نہیں تو اس شخص کا یہ نظریہ وعمل غلطی پر مبنی ہے، کیوں کہ یہ غیر مقبول عذر ہے۔ چناں چہ انسان پر واجب کتاب وسنت کی اتباع ہے، فلاں یا فلاں شخص کی نہیں اور اہلِ علم کے اقوال کے حق میں دلیل تلاش کی جاتی ہے، ان کے ذریعے نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ۗ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا﴾ [الأحزاب: ٣٦]

”اور کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کر دیں تو ان کے لیے اپنے معاملے میں ان کا کوئی اختیار (باقی) رہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو وہ یقیناً کھلم کھلا گمراہ ہوگیا۔“

نیز فرمایا:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۖ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا﴾

[النساء: ٥٩]

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحبِ امر ہوں۔ پھر اگر تم باہم کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو، اگر تم واقعی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو۔ یہ بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھا ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ﴾ [الشوریٰ: ١٠]

''اور (دین کی) جس چیز میں بھی تم نے اختلاف کیا تو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے۔''

اسی طرح فرمایا:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾

[النساء: ٦٥]

''چنانچہ (اے نبی!) آپ کے رب کی قسم! وہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں آپ کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر آپ کے کیے ہوئے فیصلے پر ان کے دلوں میں کوئی تنگی

نہ آنے پائے اور وہ اسے دل و جان سے مان لیں۔“

سورۃ النور کی آخری آیت میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴾ [النور: ٦٣]

”لہٰذا چاہیے کہ جو لوگ اس (اللہ اور اس کے رسول) کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں، اس (بات) سے ڈریں کہ انھیں کوئی آزمایش آ پڑے یا انھیں دردناک عذاب آ لے۔“

امام خطیب رحمہ اللہ نے ”الفقيه والمتفقه“ (١/ ١٤٥) میں جید سند کے ساتھ حماد بن زید سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں: ہمیں ایوب نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کیا ہے کہ عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: آپ نے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پوچھا: اے عروہ! کیا مطلب؟ تو عروہ نے کہا: آپ ان دس دنوں میں عمرے کا حکم دیتے ہیں، حالاں کہ ان میں عمرہ نہیں ہوتا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرمانے لگے: تم نے اس کے متعلق اپنی ماں سے کیوں نہیں پوچھا؟ اس پر عروہ نے کہا: ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے تو ایسا نہیں کیا۔ یہ سن کر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہی چیز ہے جس نے تمھیں ہلاک کرنا ہے اور میرے خیال کے مطابق یہ تمھارے لیے عذاب کا باعث ہوگی۔ میں تمھیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بتا رہا ہوں اور تم میرے پاس ابوبکر و عمر کو لا رہے ہو۔

طحاوی نے ”شرح المعاني“ (٢/ ١٨٩) میں حماد بن سلمہ عن ایوب کی سند سے یہ واقعہ نقل کیا ہے، جس کے الفاظ یوں ہیں:

''اسی وجہ سے تم گمراہ ہوئے۔ میں تمھیں رسول اللہ ﷺ کی بات سناتا ہوں اور تم مجھے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی بات سناتے ہو۔''

یہ روایت دوسری کئی سندوں سے بھی وارد ہوئی ہے۔ یہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے قول کے سنت سے معارض ہونے کا مرتبہ ہے۔ دوسروں کی بات کس مرتبے کی حامل ہوگی؟!

امام ترمذی رحمہ اللہ ''جامع ترمذی'' (۳/ ۲۴۱) میں فرماتے ہیں: میں نے ابو سائب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہم وکیع رحمہ اللہ کے پاس تھے، انھوں نے ایک شخص سے جو اہلِ رائے سے معلوم ہوتا تھا، کہا: رسول اللہ ﷺ نے خون نکال کر نشانی لگائی، ابوحنیفہ اسے مثلہ قرار دیتے ہیں۔ اس آدمی نے کہا: ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے بھی مروی ہے کہ ''اِشعار مثلہ ہے۔'' ابو سائب کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا یہ سن کر وکیع سخت غضب ناک ہوکر بولے: میں تجھے کہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور تو کہتا ہے کہ ابراہیم رحمہ اللہ نے فرمایا۔ تو صرف اسی لائق ہے کہ تجھے قید کر دیا جائے اور جب تک تو اپنی بات سے رجوع نہیں کرتا، تجھے آزاد نہ کیا جائے۔

میں کہتا ہوں کہ ائمہ کرام ہمیشہ ایسے شخص کی بات کو رد کرتے رہے ہیں، جو کتاب و سنت کے خلاف کسی شخص کا قول پیش کرے۔

ابو عبداللہ امام شافعی رحمہ اللہ کا فرمان ہے کہ مسلمان اس مسئلے پر متفق ہیں کہ جس شخص کے سامنے سنتِ رسول ﷺ واضح ہو جائے، اس کے لیے حلال نہیں کہ وہ کسی کے قول کو اختیار کر کے سنت کو چھوڑ دے۔ ابو طالب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ امام احمد رحمہ اللہ سے کہا گیا، کچھ لوگ حدیث کو چھوڑ کر سفیان کی رائے کو ترجیح دے رہے ہیں تو انھوں نے کہا: مجھے ان لوگوں پر بڑی حیرانگی ہوتی ہے جو

حدیث کو سنتے ہیں، اس کی سند اور صحت سے باخبر ہونے کے باوجود اسے چھوڑ کر سفیان وغیرہ کی رائے کی طرف جاتے ہیں، جب کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴾ [النور: ٦٣]

''لہٰذا چاہیے کہ جو لوگ اس (اللہ اور اس کے رسول) کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں، اس (بات) سے ڈریں کہ انھیں کوئی آزمایش آ پڑے یا انھیں دردناک عذاب آ لے۔''

اور تمھیں معلوم ہے کہ فتنہ کیا ہے؟ وہ کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَالْفِتْنَةُ اَكْبَرُ مِنَ الْقَتْلِ ﴾ [البقرۃ: ٢١٧]

''اور فتنہ انگیزی قتل سے کہیں بڑا گناہ ہے۔''

چنانچہ وہ حدیث کو چھوڑ دیتے ہیں اور ان کی خواہشات رائے پرستی کے معاملے میں ان پر غالب آ جاتی ہے۔

ابو عبداللہ ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴾

[الحجرات: ٢]

''اے ایمان والو! تم اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کرو، اور آپ سے اونچی آواز میں بات نہ کرو، جیسے تم ایک دوسرے سے اونچی آواز میں (بات) کرتے ہو، کہیں تمھارے عمل برباد نہ ہو جائیں اور تمھیں خبر تک نہ ہو۔''

اس آیت کی تفسیر میں آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”جب لوگوں کا آپ کی آواز سے آواز بلند کرنا، ان کے اعمال کے ضیاع کا سبب ہے تو لوگوں کی آرا، ان کی عقلوں، ان کے ذوق اور ان کی سیاست و معرفت کو آپ کی شرع کے مقابلے میں لانا اور اس پر ترجیح دینا کس قدر اعمال کے ضائع ہونے کا سبب ہوگا۔“[1]

کتاب اللہ اور سنتِ رسول پر علما کے اقوال کو مقدم کرنا انسان کو طاعت کے شرک میں واقع کر دیتا ہے۔ نعوذ باللّٰہ

محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے کتاب ”التوحید“ میں لکھا ہے کہ ”اس شخص کا بیان جس نے اللہ کے حلال کردہ کو حرام قرار دینے میں اور اس کے حرام کردہ کو حلال قرار دینے میں علما و امرا کی اطاعت کی، اس نے اللہ کو چھوڑ کر انھیں رب بنا لیا۔“ پھر اس کی دلیل بیان کی۔

سلیمان بن عبداللہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اگر تم کہو کہ متعدد مذاہب کے متعلق تصنیف شدہ ان کتابوں کا انسان کو کیا فائدہ ہے؟ تو کہا جائے گا کہ کتاب و سنت کے فہم اور مسائل کی تصویر کشی میں مدد کے طور پر ان کتابوں کو پڑھنا جائز ہے۔ یہ بطور آلہ استعمال ہونے والی کتابوں کے مرتبے پر ہوں گی، لیکن ان کو کتاب اللہ اور سنتِ رسول پر مقدم کرنا، اللہ اور اس کے رسول کو چھوڑ کر ان کتابوں کی طرف فیصلہ لے جانے کے مترادف ہے اور اس کے ایمان کے منافی ہونے میں کوئی شک نہیں، جس طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ

[1] أعلام الموقعين (١/ ٥١)

﴿ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا﴾

[النساء: ٦٥]

''چنانچہ (اے نبی!) آپ کے رب کی قسم! وہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں آپ کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں، پھر آپ کے کیے ہوئے فیصلے پر ان کے دلوں میں کوئی تنگی نہ آنے پائے اور وہ اسے دل و جان سے مان لیں۔''[1]

اس مسئلے میں اہلِ علم کا کلام کثرت سے موجود ہے۔

بلاشک و شبہہ مسلمان پر لازم ہے کہ وہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ کی بات کو فلاں و فلاں کی بات کی وجہ سے ترک نہ کرے۔ اپنی عقل پر پردہ نہ ڈالے اور اس مسئلے میں اہلِ علم کے اختلاف کو بہانہ بنا کر رخصت نہ پکڑے، بلکہ کتاب و سنت کے مدلول پر عمل کرے۔ بصورت دیگر یہ اس کی سنگین غلطی ہوگی۔ بخاری و مسلم میں شعبی کی حدیث ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے:

''حلال واضح ہے اور حرام واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان کئی شبہے والے امور ہیں، جنھیں لوگوں کی اکثریت جاننے سے قاصر ہے، پس جو شخص شبہے والے امور سے بچ گیا، اس نے اپنے دین اور اپنی عزت کو بچا لیا اور جو شبہے والے امور میں واقعہ ہوگیا، وہ حرام میں واقع ہوگیا، جس طرح چراگاہ کے گرد چرانے والا چرواہا، ممکن ہے کہ وہ اس میں واقع ہو جائے۔'' (یہ بخاری کے لفظ ہیں)[1]

---

[1] تیسیر العزیز الحمید (ص: ٥٤٨)

[2] صحیح البخاري، رقم الحدیث (٥٢) صحیح مسلم، رقم الحدیث (١٥٩٩)

اور بخاری ہی کی دوسری روایت میں ہے:

«فَمَنْ تَرَكَ مَا شُبِّهَ عَلَيْهِ مِنَ الإِثْمِ كَانَ لِمَا اسْتَبَانَ أَتْرَكَ، وَمَنِ اجْتَرَأَ عَلَى مَا يَشُكُّ فِيهِ مِنَ الإِثْمِ أَوْشَكَ أَنْ يُوَاقِعَ مَا اسْتَبَانَ، وَالْمَعَاصِي حِمَى اللّٰهِ، مَنْ يَرْتَعْ حَوْلَ الْحِمَى يُوشِكُ أَنْ يُوَاقِعَهُ»[1]

''جس نے وہ کام چھوڑ دیا جس کے گناہ ہونے کا اسے شبہہ تھا، وہ واضح گناہ کو بالاولیٰ چھوڑنے والا ہے اور جس نے اس کام پر جرأت کی، جس کے گناہ ہونے کا اسے شک ہے، قریب ہے کہ وہ واضح گناہ میں بھی واقع ہو جائے، معاصی اللہ تعالیٰ کی چراگاہ ہے، جو چراگاہ کے گرد چرائے ممکن ہے کہ اس میں واقع ہو جائے۔''

اس حدیث کا عنوان امام بخاری رحمہ اللہ نے ''اس شخص کی فضیلت کا بیان جس نے اپنے دین کو محفوظ کر لیا۔'' قائم کیا ہے۔

اور صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إِنِّی لَأَنْقَلِبُ إِلَى أَهْلِيْ، فَأَجِدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً عَلَى فِرَاشِيْ فَأَرْفَعُهَا لِآكُلَهَا، ثُمَّ أَخْشَى أَنْ تَكُونَ صَدَقَةً فَأُلْقِيَهَا»[2]

''میں اپنے گھر کی طرف لوٹتا ہوں، اپنے بستر پر پڑی ہوئی کوئی کھجور پاتا ہوں، اسے کھانے کے لیے اوپر اٹھاتا ہوں، پھر اس اندیشے سے رکھ دیتا ہوں کہ وہ صدقے کی ہوگی۔''

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (١٩٤٦)

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث (٢٣٠٠) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٠٧٠)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ "فتح الباري" (٤/ ٢٩٤) میں لکھتے ہیں:

"وہ جگہ جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور دیکھی، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر تھا۔ اس کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور نہیں کھائی۔ یہ تقویٰ و پرہیز گاری کی انتہا ہے۔"

بخاری و مسلم میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سعد بن ابی وقاص اور عبد بن زمعہ کے اس جھگڑے کے متعلق مروی ہے جو زمعہ کی لونڈی کے بیٹے کے بارے میں تھا۔ سعد نے کہا تھا: یہ میرا بھتیجا ہے اور عبد بن زمعہ نے کہا تھا: یہ میرا بھائی ہے، میرے باپ کی لونڈی کا بیٹا ہے۔ اس کا فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا:

"اے عبد بن زمعہ! یہ تیرا بھائی ہے، اس لیے کہ بچہ صاحبِ بستر کا ہے اور زانی کے لیے پتھر ہیں۔"

پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عتبہ بن ابی وقاص کے ساتھ اس کی مشابہت دیکھی تو اپنی بیوی سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کو اس سے پردہ کرنے کا حکم دیا۔ انھوں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی اور مرتے دم تک اس کے سامنے نہ آئیں۔

اس حدیث کو امام بخاری رحمہ اللہ نے "مشتبہات کی تفسیر کے بیان" میں ذکر کیا ہے۔[1] حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اس حدیث میں محلِ استدلال "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو اس سے پردے کا حکم ہے" باوجودیکہ وہ ان کا علاتی بھائی تھا، لیکن جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں زمعہ کے علاوہ کے ساتھ واضح مشابہت دیکھی تو سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو اس سے حجاب کا حکم دیا۔ اکثر

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث (١٩٤٨) صحيح مسلم، رقم الحديث (١٤٥٧)

کے نزدیک یہ حکم احتیاط کے طور پر تھا۔“

میں کہتا ہوں: نبی اکرم ﷺ کا سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو زمعہ کی لونڈی کے بیٹے سے حجاب کا حکم دینا باوجودیکہ وہ ان کا شرعی بھائی تھا، ظاہری احتیاط اور انتہائی تقویٰ کی بنیاد پر تھا۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے آپ ﷺ نے فرمایا:

«دَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلٰى مَا لَا يَرِيبُكَ» [1]

”شک میں ڈالنے والی چیز کو چھوڑ کر شک سے پاک چیز کو اختیار کرو۔“ (ترمذی نے اسے روایت کیا ہے اور صحیح کہا ہے۔ ابن حبان اور حاکم نے بھی اس کی تصحیح کی ہے)

لہٰذا ثابت ہوا کہ شک و شبہہ والے معاملے کو شارع نے چھوڑ دینے کا حکم دیا ہے۔ اسی کے ساتھ انسان کا دین محفوظ رہ سکتا ہے۔ اس کے خلاف کرنے پر انسان حرام میں واقع ہو سکتا ہے جو اس کے دین و دنیا کی تباہی کا موجب ہے۔ وباللّٰہ تعالیٰ التوفیق. [2]

اللہ تعالیٰ علمائے شریعت کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ ہمیں، ان کو، ہمارے والدین، بیویوں اور اولادوں کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھے، ہمارے دلوں کو اپنی فرمانبرداری کی طرف پھیر دے، ہمیں اپنے دین کے مددگاروں میں شامل کرے اور ہمیں جن و انس ہر مخلوق کے شر سے کافی ہو جائے۔ ﴿إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ الدُّعَاءِ﴾ [إبراهيم ٣٩]

---

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث (٢٥١٨) سنن النسائي، رقم الحديث (٥٧٧١) صحيح الجامع، رقم الحديث (٣١٩٤)

[2] فتاویٰ في حكم التصوير از شيخ عبدالعزيز الخضير ـ وفقه الله ـ (ص: ١١٠ـ ١١٥)

وصلى الله وسلم علىٰ نبينا محمد، وعلىٰ آله وأصحابه، والتابعين لهم بإحسان.

العبد

عبدالرحمٰن بن سعد الشثری

اللہ تعالیٰ اس کی نیت و ذریت کی اصلاح رکھے اور اسے خاتمہ بالخیر سے نوازے۔ (آمین)